بے پناہ

از قلم سعدیہ شاہ

وہ اپنی گڑیا کہ ساتھ بیٹھی کھیل رہی ہوتی ہے۔
پاس ہی اس کی بہن پریشانی سے بیٹھی باہر سے آتی چیخ و پکار پر سخت پریشان ہو جاتی ہے۔
"آپی یہ ماما پاپا کی اتنی اونچی آوازیں کیوں آ رہی ہے؟۔"
وہ معصوم سی گڑیا اس چیخ و پکار سے گھبراتی اپنی آپی سے پوچھتی ہے، جو سخت بے چینی سے بیٹھی ہوئی ہوتی ہے۔
"گڑیا آپ ادر ہی بیھٹوں میں باہر دیکھ کر آتی ہوں کہ آواز کہاں سے آ رہی ہے۔"
وہ بچی اپنی آپی کی بات پر اثبات میں سر ہلاتی دوبارہ سے اپنی گڑیا کہ ساتھ کھیلنے لگ جاتی ہے۔
وہ جلدی سے پریشانی سے اپنے قدم باہر کی طرف بڑھاتی ہے تاکہ دیکھ سکے کہ آوازیں کہا سے آ رہی ہے۔

لیکن سامنے کا منظر دیکھ اس کی سانس سینے میں ہی کہی اٹک جاتی ہے۔

"بابا ماما!" وہ چیختے ہوئے اپنے ماں باپ کی خون میں لت پت مردہ لاشوں کو دیکھ روتے ہوئے ان کہ پاس بیٹھ جاتی ہے۔

گڑیا جو اپنے کمرے میں ڈول کہ ساتھ کھیل رہی ہوتی ہے، اپنی آپی کی چیختی ہوئی آواز سن کر ڈر کہ مارے رونے لگ جاتی ہے۔
آنسوں اس کی ننھی گالوں پہ بہہ جاتے ہے۔
آپی وہ روتے ہوئے جلدی سے ایک ہاتھ میں اپنی گڑیا پکڑیں کمرے سے باہر نکل جاتی ہے۔
یہ بھولے کہ اس کی آپی نے اسے یہی رہنے کو کہاں تھا۔

"آپی، ماما، پاپا" وہ چھوٹی سی بچی روتی ہوئی اپنے ماں باپ کو آوازیں دیتی راہداری کی طرف آتی ہے، لیکن آگے کا منظر دیکھ وہ سخت خوف و دہشت کا شکار ہو جاتی ہے۔

وہ پلر کہ پاس چھوپتے سامنے کا منظر دیکھ رہی ہوتی ہے۔

جہاں ایک آدمی انسانوں کہ بھیس میں جانور بنا اس کی آپی کی عزت کو تار تار کر رہا ہوتا ہے۔

وہ بچی روتی ہوئی یہ سب دیکھ رہی ہوتی ہے۔

اس کہ چھوٹے سے ذہن میں سامنے کا منظر سخت حیرانگی اور خوف پیدا کر رہا ہوتا ہے۔

وہ سامنے کا منظر دیکھ روتے ہوئے اپنے منہ پر اپنا ننھا ہاتھ رکھے اپنی چیخ کا گلا گھونٹتی ہے۔

اس آدمی کہ جانے کہ بعد وہ چھوٹی سی نازک گڑیا جیسی بچی اپنی ڈول ادر زمین پر ہی پھینکے اپنی جان سے عزیز آپی کہ پاس بھاگتی ہوئی آتی ہے۔

جو نیم برہنہ حالت میں فرش پہ گری ہوئی آنسوئوں کہ ساتھ اپنی گڑیا کو اپنے پاس آتے ہوئے دیکھ رہی ہوتی ہے۔

"آ۔۔۔آپی آپ کو کیا ہوا ہے؟"

وہ گڑیا اپنی آپی کہ نیل پڑے چہرے پر اپنا ننھا ہاتھ رکھے روتے ہوئے پوچھتی ہے۔

"میری پیاری گڑیا یہاں سے بھاگ جائوں جتنا جلدی ہو سکے۔"

وہ لڑکی اکھڑتی ہوئی سانسوں سے اپنی چھوٹی بہن کو کہتی ہے۔

"نہیں آپی میں آپ کہ بغیر کہی نہیں جاؤں گی۔"

اچانک گڑیا کی نظر اپنی آپی سے ہوتی پاس پڑی اپنی ماں باپ کی لاشوں پر پڑتی ہے۔

"پاپا ماما!" وہ خوف زدہ سی اپنے ماں باپ کی خون سے بھری لاشوں کہ پاس بیٹھتی اپنے ماں باپ کہ چہروں پر بوسا دیتی انھیں اٹھنے کو کہہ رہی ہوتی ہوتی ہے۔

لیکن اس معصوم کو کیا پتا تھا اس کہ ماں باپ تو کب کہ اس سے جدا ہوتے ابدی نیند سو چکے تھے۔

"گڑیا یہاں سے چلی جاؤ۔"

وہ لڑکی اپنی بہن کو اپنی ماں باپ کی لاشوں پر روتا دیکھ آنسوؤں کہ ساتھ کہتی ہے۔

"آپی میں آپ کہ بغیر کہی نہیں جاؤں گی۔"

وہ گڑیا دوبارہ اپنی آپی کہ نیم مردہ وجود کہ پاس بیٹھتی اس کہ ہاتھ پر بوسا دیتی روتے ہوئے کہتی ہے۔

وہ لڑکی اپنی گڑیا کو اپنی بات نہ مانتا دیکھ روتے ہوئے اپنی انکھیں موند لیتی ہے۔

ایک عزت ہی تو تھی اس کہ پاس وہ بھی اس گدھ نے نوچ لی۔ "آپی!" گڑیا اپنی آپی کو آنکھیں بند کرتا دیکھ چیختے ہوئے کہتی ہے۔

🔥 ..... 🔥 ..... 🔥 ...... 🔥 ..... 🔥

رات کہ وقت اس سٹریٹ لائٹ کی روشنی میں اس خستہ حال عمارت میں ہر جگہ ویرانی ہی ویرانی چھائی ہوئی ہوتی ہے۔

ایسے میں وہاں سے کوئی ذی روح گزرتا ہے۔

میں چلی میں چلی دیکھوں پیار کی گلی،
کوئی روکے نہ مجھے میں چلی میں چلی

ایک لڑکی بڑے جوش سے گانا گاتی اس جگہ سے گزر رہی ہوتی ہے۔
اچانک اس کی نظر ویران عمارت کہ زنگ آلود کھولے گیٹ سے اندر کسی کہ عکس پر پڑتی ہے۔

وہ تعجب کہ مارے اپنے قدم اس گیٹ کی طرف بڑھا دیتی ہے۔
لیکن وہاں پہنچ کر سامنے کا منظر دیکھ اس کہ رونگھٹے کھڑے ہو جاتے ہے۔
جہاں کوئی بے دردی سے خنجر سے ایک آدمی کہ سینے پہ پے در پے وار کر رہا ہوتا ہے۔

اتنا خوفناک منظر دیکھ اس لڑکی کہ پسینے چھوٹ جاتے ہے۔

وہ جلدی سے یہ خوفناک منظر دیکھ اولٹے پیر وہاں سے باہر کو بھاگتی ہے۔

مارنے والا شخص اپنے پیچھے کسی کو بھاگتے دیکھ پر سرار انداز میں مسکرا دیتا ہے۔

وہ جلدی اس آدمی کا دی اینڈ کرتے سست قدموں سے باہر کی طرف قدم بڑھا دیتا ہے۔

وہ لڑکی بار بار پیچھے کو دیکھتی اندھا دھند بھاگ رہی ہوتی ہے۔

بھاگتے بھاگتے اس کا سانس پھول جاتا ہے۔

جس سے وہ وہی گھٹنوں کہ بل بیٹھتی اپنا تنفس بحال کرتی ہے۔

وہ جلدی سے ڈوپٹے سے اپنے چہرے کا پسینہ صاف کرتی دوبارہ سے کھڑی ہونے لگتی ہے۔

لیکن سامنے اپنے بلیک پینٹ شرٹ پر بلیک ہوڈی پہنے اسی شخص کو دیکھ اس کا ڈر کہ مارے چہر لٹھے کی طرح سفید ہو جاتا ہے۔

"تم نے یہاں کچھ بھی نہیں دیکھا" وہ شخص اپنی بھاری آواز میں اس لڑکی سے پر سرار لہجے میں کہتا ہے۔

وہ اس کہ منہ پر رومال بندھے ہونے کی وجہ سے چہرا دیکھنے سے کاثر تھی۔

"میں نے کچھ بھی نہیں دیکھا" لڑکی سمجھ جاتی ہے۔

یہ شخص کس کی طرف اشارہ کرتا اسے وارن کر رہا ہوتا ہے۔

"گڈل گرل اگر مجھے پتا لگا کہ تم نے کسی کہ سامنے منہ کھولنے کی کوشش کی، تو یہ خنجر دیکھ رہی ہو۔"

وہ خنجر لہراتا ہوا اس سے کہتا ہے۔

اسی سے تمہیں اور تمہارے پورے خاندان کو ختم کردوں گا۔ لڑکی اس کی دھمکی پر گلہ تر کرتی ہاں میں سر ہلاتی ہے۔

جیسے کہہ رہی ہو میں کسی کو نہیں بتاؤں گی۔

"چلوں بنا پیچھے دیکھے نکل لوں یہاں سے" وہ اپنا خنجر اس کی طرف کرتا اس کو بھاگنے کو کہتا ہے۔

جس سے وہ سرپٹ یہاں سے بھاگ جاتی ہے۔

پیچھے کھڑا وجود دہشت اور جنون سے سرخ ہوتی آنکھوں سے اس جگہ کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔

🔪 ..... 🔪 ..... 🔪 ..... 🔪

صبح کہ وقت اسی عمارت کہ اندر نیوز رپورٹر اور پولیس کا رش لگا ہوا ہوتا ہے۔

"سائڈ پر ہو جائے ہمیں اپنا کام کرنے دیں۔ "

پولیس کہ اہلکار نیوز رپورٹر کو سائڈ پر کرتے، اس مردہ وجود کہ پاس آتے ہے۔

"کتنی بے دردی سے مارا ہے۔"

نیوز رپورٹر میں سے آئے ہوئے چند افرا میں سے ایک لڑکی اس مردہ وجود کو دیکھتی ڈرتے ہوئے اپنے ساتھی سے کہتی ہے۔

"صیح کہہ رہی ہو۔" وہ لڑکا ہو کر اس شخص کی اتنی بے دردی سے قتل کرنے پر اپنی جگہ ہل کر رہ جاتا ہے۔

"سر یہ دیکھے اس کہ ہاتھ ایسا لگتا جس نے کسی پتھر سے کچلے ہو۔ "

پولیس اہلکاروں میں سے ایک شخص اپنے سر سے کہتا ہے۔

"ہوں صیح کہہ رہے ہو۔ "

ایس پی اس مردہ وجود کہ پاس بیٹھتے اپنے منہ پر رومال رکھتے ہوئے کہتا ہے۔

"آپ اس کا پوسٹ مارٹم کروائے پھر ہی کچھ پتا چلے گا۔ "

ایس پی باسل یہ کہتا اس جگہ سے نکل جاتا ہے۔

💢 ..... 💢 ..... 💢 ..... 💢 ..... 💢

آج اس کا وومن فاونڈیشن میں پہلا دن تھا۔

اس کو یہاں لڑکیوں کو سیلف ڈیفنس سکھانے کہ لیے بطور ٹیچر ہائر کیا گیا تھا۔

وائٹ پینٹ شرٹ پر مفلر کی طرح ڈوپٹہ لپیٹے وہ اڈمین آفس کی طرف بڑھ جاتی ہے۔

فاؤنڈیشن کی ہیڈ صوفیہ کو دیکھ خوش ہو جاتی ہے۔

"خوشامدید آپ کو اس وومن فاونڈیشن میں" ہیڈ اپنی جگہ سے کھڑی ہوتی مسکراتے ہوئے صوفیہ سے کہتی ہے۔

"تھنکیو میڈم طاہرہ" صوفیہ مسکراتے ہوئے ان سے کہتی ہے۔

"آئے میں آپ کو آپ کہ ڈیپارٹمنٹ تک چھوڑ آئو میڈم طاہرہ اس سے کہتی، اپنی چئیر سے اٹھنے لگتی ہے۔

"اس کی کوئی ضرورت نہیں میم میں خودی چلی جائوگی۔ بس آپ مجھے راستہ بتا دیں۔"

صوفیہ ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔

کچھ دیر بعد صوفیہ ان سے ڈیپارٹمنٹ کا راستہ پوچھتی آفس سے نکلتی چلی جاتی ہے۔

"سر یہ مڈر کیس کی فائل، اس میں ساری ڈیڈیل موجود ہے۔" حوالدار علی بخش ڈیبل پر ریڈ فائل رکھتے ہوئے باسل کی طرف دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔

باسل جو چئیر پر لیٹنے کہ انداز میں سر پر کیپ رکھے بیٹھا ہوا ہوتا ہے۔

علی بخش کی بات پر اس کو اشارے سے جانے کو کہتا ہے۔

جیسے کہہ رہا ہو میں نے سن لیا ہے، اب تم جاؤ علی بخش اپنے سر کا اشارہ سمجھتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا جاتا ہے۔

باسل کچھ دیر بعد اپنی چئیر پر سیدھا ہو کر بیٹھتا، فائل کو پکڑے اپنے قریب کھسکاتے ریڈ کرنے لگتا ہے۔

باسل چھ فٹ سے نکلتا قد، سنہری رنگت پر کالی بڑی بڑی ذہانت سے بھرپور چمکتی ہوئی آنکھیں، ستواں ناک اور عنابی لب غرض کہ باسل تلال تقی اپنی خوبصورتی سے کسی کو بھی زیر کرنے کی پوری صلاحیت رکھتا تھا۔

For Read More Novels Famous Category Base Like

Rude Hero Based Urdu Novels List PDF

Feudal System Based | Wadera based | Jagirdar based

Kidnapping Based Urdu Novels List Download PDF

Hero Politician Based Urdu Novels List Download PDF

Super star based urdu novels List Download PDF

https://exponovels.com/

https://exponovels.com/

اوپر سے جب وہ پولیس یونیفارم میں اگر کسی پبلک پلیس میں چلا جائے تو کئی لڑکیاں اس کو دیکھ کر اس کا ہمسفر بنے کی خواہش کرتی تھی۔

"سوسٹرینج" باسل اپنی کالی گہری آنکھوں سے پوسٹ مارٹم رپورٹ کو دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔

جس پر قاتل کی ذرا بھی تشخیص نہیں ہو رہی ہوتی ہے۔

وہ قاتل کی تصویریں دیکھ حیران رہ جاتا ہے۔

قاتل کہ سر پر کسی نوکیلی چیز سے ایس ایم لکھا ہوا ہوتا ہے۔

وہ اگلی تصویر کو دیکھتا ہے.جس پر قاتل کہ سینے پر چاقوں یا خنجر سے پے در پے وار کیا گیا تھا۔

"قاتل بہت چالاک ہے۔

جس نے قتل کر کہ ایک بھی ثبوت اپنا پیچھے نہیں چھوڑا، پر یہ قاتل باسل تلال تقی کہ قہر سے کب تک بچے گا۔"

وہ پر سرار انداز میں خود سے ہی کہتا بیل بجاتا حوالدار کو بلاتا ہے۔

"جی سر" علی بخش آفس میں داخل ہوتا باسل کو سیلوٹ کرتے ہوئے کہتا ہے۔

"تصویریں اور پوسٹ مارٹم کی رپوٹ سے پتا چلتا ہے کہ قاتل نے اس کا مڈر بہت بے دردی سے کیا ہے ۔ "

باسل علی بخش کو دیکھتے ہوئے کہتا ہے ۔

"جی سر اس نومی نام کہ شخص کہ ساتھ ایسا ہی ہونا چاہیے تھا ۔

علی بخش غصے سے اس سے کہتا ہے ۔

"مطلب اس نے ایسا کیا کیا ہے ؟ ، جو اتنی بے دردی سے اس کو مارا گیا ہے ۔ "

باسل ایک ائبرو اچکاتے اس کو دیکھتے ہوئے کہتا ہے ۔ سر آپ کو نہیں پتا اس رذیل انسان نے کتنی لڑکیوں کی عزتوں کو پامال کیا ہے ۔

" یہ ایسی ہی بے درد موت کا حق دار تھا ۔ "

"تمہارے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ آدمی کافی لڑکیوں کا ریپ کرچکا ہے ۔

جس پاداش میں اس کا قتل ہوا ہے ۔ " باسل اس کو دیکھتے ہوئے کہتا ہے ۔

"جی سر ایسی ہی بات ہے ۔ "علی بخش اس کو کہتا ہے ۔

"اگر یہ ریپ کیس بھی تھا تو پھر بھی ایک شخص کو قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کا کوئی حق نہیں ہے۔"

باسل غصے سے کہتا ہے۔

"سر آپ کی بات ڈھیک ہے لیکن نومی پر کافی عرصے سے کیس چل رہا ہے۔

لیکن دولت کہ زور پر ہر دفعہ اس کا کیس بند کر دیا جاتا تھا۔

شاید اسی وجہ سے قاتل نے خود ہی اس معاشرے کہ ناسور کو ختم کرنے کا قدم اٹھایا ہو۔"

علی بخش اس سے کہتا ہے۔

"اس سے پہلے کوئی ایسا کیس آیا ہے کہ نہیں؟" باسل اس سے پوچھتا ہے۔

"سر پچھلے سال اس طرح کا ہی ایک کیس رپورٹ ہوا ہے۔ لیکن وہی بات سر اس کیس کو بھی دولت کہ زور سے بند کر دیا گیا۔

علی بخش باسل کی طرف دیکھتے ہوئے ناامیدی سے کہتا ہے۔

"تم اس کیس کی فائل بھی لے کر آؤ اگلے پانچ منٹ میں وہ فائل میرے پاس موجود ہو۔

میرے ہوتے ہوئے کوئی بھی جرم کر کہ مجھ سے بچ نہیں پائے گا۔"

باسل سرخ آنکھوں میں غصے کی آمیزش لیے علی بخش سے کہتا ہے۔

"جی سر ابھی لے کر آیا۔"

علی بخش اس کو سلیوٹ کرتے آفس سے نکلتا چلا جاتا ہے۔

باسل کی کچھ دنوں پہلے ہی اس جگہ پر پوسٹنگ ہوئی تھی۔ جس کی وجہ سے اسے پچھلے ہونے والے تمام جرم اور کیسیس کہ بارے میں کچھ نہیں معلوم تھا۔

"تم جو کوئی بھی ہو باسل تلال تقی سے بچ نہیں پاؤں گے۔"

وہ اپنے خیالوں میں ہی قاتل سے مخاطب ہوتے جنونی کیفیت میں کہتا ہے۔

🔥...... 🔥..... 🔥..... 🔥

صوفیہ میڈم طاہرہ کہ بتائے ہوئے رستے پر بے نیازی سے چل رہی ہوتی ہے کہ اچانک ایک جگہ پر جا کر سائڈ سے ہوتی نکل جاتی ہے۔

پیچھے کھڑی لڑکی حیران ہوتے اسے دیکھتی ہے کہ کیسے مس کیلیے کہ چھلکے کو دیکھے بغیر سائڈ سے چلی گئی۔

وہ تو پوری تیاری کہ ساتھ یہاں یہ سوچ کہ کھڑی تھی کہ آج نئی آنے والی اپنی ٹیچر کو اچھا خاصا تنگ کریں گی۔
اب وہ آرام سے چلتی صوفیہ کو آگے جاتے ہوئے دیکھ رہی ہوتی ہے۔

"آگے اس سے زیادہ کچھ اچھا سوچنا جس سے آپ مجھے تنگ کر سکے۔"
صوفیہ دوبارہ اس لڑکی کی طرف موڑتی، اپنی گرین بڑی بڑی آنکھیں اس پر گاڑتے ہوئے کہتی ہے۔

لڑکی سب کچھ بھلائے صوفیہ کو غور سے دیکھتی ہے۔
صوفیہ پانچ فٹ سات انچ قدوقامت کی حامل، ملائی جیسی سرخ و سفید رنگت اور اس پر اس کی بڑی بڑی گرین آنکھیں جو دیکھنے والے کو اپنے طلسمی سحر میں جکڑ لینے کی پوری صلاحیت رکھتی تھی۔
ستواں ناک اور گلاب کی پنکھڑی جیسے بھرے بھرے لب اور لبوں کہ اوپر جھلملاتا ہوا ننھا سا تل صوفیہ کی خوبصورتی کو دو آتشہ بنا دیتا تھا۔

صوفیہ لڑکی کو خود میں کھویا دیکھ اس کہ سامنے اپنا ہاتھ لہراتی ہے۔
جس سے وہ ہڑبڑاتی ہوئی ہوش میں آتی ہے۔
"سوری میم میں نے تو بس چھوٹی سی شرارت کی تھی۔" لڑکی صوفیہ سے شرمندہ ہوتے سوری کرتی ہے۔
"اس اوکے ڈئیر، چلیے اب کلاس میں جائے۔"
صوفیہ اس کو شرمندہ ہوتے دیکھ نرمی سے کہتی کلاس کی سمت بڑھ جاتی ہے۔

"اوف! اتنا حسن" پیچھے ثناء صوفیہ کو جاتے ہوئے دیکھ خود سے کہتی ہے۔
"میرا لڑکی ہو کر یہ حال ہے۔"
تو اگر کوئی لڑکا دیکھ لے تو ادھر ہی مس کو اپنا دل دیں کر ان کا مجنوں بن جائے۔"
ثناء خود سے ہی کہتی اپنی کلاس کی طرف چل پڑتی ہے۔
💢💫💢💫💢💫💢💫💢💫💢
جاری ہے۔۔۔۔۔۔۔

چیپٹر 2 : ۔

وادیِ نیلم آزاد کشمیر میں واقع ایک جنت نظیر وادی ہے ۔ اس وادی کہ خوبصورت باغات اور بلند و بالا پہاڑ کسی بھی ذی روح کو خود کہ طلسم زدہ سحر میں جکڑ لینے کی پوری صلاحیت رکھتے تھے ۔

ایسے میں کوئی وجود خوبصورت باغ کہ قریب کھڑا اللہ کی اس قدرت کو دل سے محسوس کرتا روح تک سرشار ہو رہا ہوتا ہے ۔

"سردار سائیں آپ کو بڑے سائیں حویلی بلا رہے ہے ۔"

اچانک وہ وجود کسی کی آواز سنتا ہوش میں آتا ہے ۔

"تم جاؤ گل خان ہم آتے ہے ۔"

دامیر عدنان خان اپنی تمام تر خوبصورتی کہ ساتھ موڑتا ہوا اس سے کہتا ہے ۔

گل خان اپنے سردار کی بات پر اثبات میں سر ہلاتا وہاں سے نکلتا چلا جاتا ہے ۔

دامیر کچھ دیر اور اس خوبصورت باغ کی خوبصورتی کو دیکھ وہاں سے حویلی کی طرف قدم بڑھا دیتا ہے ۔

اس جگہ سے نکلتے ہوئے ایسا لگ رہا ہوتا ہے کہ وادی کا ذرہ ذرہ اس ان بان والے خوبصورت شہزادے کو شب بخیر کہہ رہا ہو۔

دامیر عدنان خان ایسا ہی تو تھا کہ ہر کوئی اس کی خوبصورتی میں کھو کر خود کو اس کی ذات میں گم کر لیں۔

چھ فٹ سے نکلتا قد اس پر اس کہ بھورے بال جو ہر وقت ماتھے پر بکھرے رہتے تھے، جو دامیر کو اور خوبصورت بناتے تھے۔

سرخ و سفید رنگت پر بھوری آنکھیں جو ہر وقت خوشی سے مسکراتی رہتی تھی۔

اس پر ستواں ناک اور عنابی لب، غرض کہ دامیر عدنان خان کو اس وادی کا شہزادہ کہا جائے تو کچھ غلط نہیں ہو گا۔

وہ شہزادہ ہی تو تھا اپنی ریاست کا جہاں پر ہر کوئی اس کی عزت اپنی جان سے بڑھ کر کرتا تھا۔

دامیر آخری مسکراتی ہوئی نظر اس خوبصورت باغ پر ڈال کر وہاں سے نکلتا چلا جاتا ہے۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

عدنان خان اور ثمینہ بیگم کی ایک ہی اولاد تھ
ان کا اکلوتا بیٹا جوان کو جان سے بڑھ کر عزیز تھا۔
دامیر عدنان خان جو حال ہی میں اپنی پڑھائی مکمل کرکہ شہر سے اپنے آبائی گھر واپس آیا تھا۔

اس کہ آتے ہی سردار عدنان خان نے اپنی تمام تر ذمہ داریاں اور فرض سے سبکدوش ہوتے ہوئے، اپنی سرادری اور روادی کی تمام تر ذمہ داریاں دامیر کہ سپرد کردی تھی۔
جو دامیر اپنی ایمانداری اور ذہانت سے بخوبی نھبا رہا تھا۔

- - - - - - - - - - - - - - - - - -

دامیر حویلی میں داخل ہوتا مرادن خانے کی طرف بڑھ جاتا ہے۔
کیونکہ اسے پتا تھا اس کہ بابا سائیں نے جب بھی اس سے کوئی ضروری بات کرنی ہوتی تو وہ مردان خانے میں ہی پائے جاتے تھے۔

"جی بابا سائیں آپ نے مجھے بلایا۔"

وہ عدنان خان کو صوفے پر بیٹھے کسی کتاب کا مطالعہ کرتا دیکھ کہتا ہے۔

"ادر بیٹھوں بیٹا" عدنان خان ایک نظر اپنے خوبرو بیٹے کو دیکھ اس کو اپنے پاس رکھی چئیر پر بیٹھنے کا کہتے ہے۔

"جی بابا سائیں آپ کچھ کہنا چاہتے ہے۔"

دامیران کوشش وپنج میں بتلا دیکھ کہتا ہے۔

"ہاں بیٹا تم خیر سے اکتیس کہ ہو گئے۔

اب تمہیں شادی کرلینی چاہیے۔"

عدنان خان اپنے بیٹے کی طرف دیکھتے شفقت سے بھرپور لہجے میں کہتے ہے۔

"بابا سائیں میں نے ابھی اس چیز کہ بارے میں کچھ نہیں سوچا۔

ہاں زندگی میں کبھی مجھے لگا کہ اب مجھے شادی کرلینی چاہیے تو میں بغیر کسی دیر کہ فورا شادی کر لوں گا۔

لیکن ابھی میں اس بارے میں نہیں سوچنا چاہتا۔

مجھے اس وادی کہ لوگوں کہ لیئے بہت کچھ کرنا ہے۔"

دامیران کی طرف دیکھتا کہتا ہے۔

"بیٹا جی میں یہ نہیں کہہ رہا کہ تم ان ذمہ داریوں سے منہ موڑ لوں ۔ بس تمہیں اب شادی کر لینی چاہیے ۔

جب میں بیس کا تھا تو تب ہی میں باپ بن چکا تھا اور تم اس دنیا میں آئے تھے اور تم اکتیس کہ ہونے والے ہو اس عمر میں لوگ اپنے بچوں کو اچھے سکولوں کالجوں میں ڈالنے کی تدبیر کر رہے ہوتے ہے ۔"

اپنے باباسائیں کی باتیں سن دامیر کہ خوبصورت چہرے پر ایک نہ ختم ہونے والی مسکراہٹ چاہ جاتی ہے ۔

عدنان خان اپنے بیٹے کو مسکراتے دیکھ گھورنے لگتے ہے ۔

"ہنس کیوں رہے بلکل درست بات کی ہے میں نے اور میرا ایک دوست ہے سرفراز، جو اپنی فیملی کہ ساتھ شہر میں رہائش پذیر ہے ۔

ان کی بڑی بیٹی ہے ذرا جو مجھے تمہارے لیے بلکل مناسب لگی ہے ۔

سعادت مند اخلاق والی بچی ہے ،مجھے تمہارے لیے اچھی لگی ہے ۔

اس لیے تم کل ہی شہر جا کر ایک دفعہ ذرا بیٹی سے مل لوں تاکہ پھر آگے ہم سرفراز کو رشتہ پکا کرنے کا فیصلہ سنائے۔"

"ارے بابا سائیں سانس تو لے لیں۔"

دامیران کو پہلے ہی ساری پلیننگ کرتا دیکھ بوکھلا جاتا ہے۔

"بیٹا جی اب کوئی صبر نہیں کرنا کیا بڈھے ہو کر شادی کرنی ہے۔

بس میں نے کہہ دیا تم کل ہی گل خان کہ ساتھ جا کر ذرا بیٹی کو ملوں گے تاکہ ہم آگے کوئی بات چلائے۔"

عدنان خان اپنا فیصلہ سناتے ہوئے اس سے کہتے ہے۔

"ڈھیک ہے بابا سائیں میں چلا جاؤ گا، لیکن میں آپ کو پہلے بتا رہا ہو، اگر مجھے آپ کی پسند کی ہوئی لڑکی پسند نہ آئی تو میری طرف سے نہ سمجھئے گا۔" دامیران سے حتمی انداز میں کہتا ہے۔

"تم جا کر تو دیکھوں مجھے پورا یقین ہے تمہیں ذرا بیٹی ضرور پسند آئے گی۔"

عدنان خان کی بات پر دامیر اثبات میں سر ہلاتا مردان خانے سے نکلتا حویلی کی طرف بڑھ جاتا ہے۔

💫 ------ 💫 ------ 💫 ------ 💫 ------ 💫

"موم کہاں ہے آپ؟" باسل جنت ویلا میں داخل ہوتا اپنی موم کو آوازیں دیں رہا ہوتا ہے۔

وہ میڈ سے اپنی موم کا پوچھتا اپنے قدم گارڈن کی طرف بڑھا دیتا ہے۔

صدف بیگم جو گارڈن میں موجود ایک چئیر پر بیٹھی کسی میگزین کی ورک گردانی کر رہی ہوتی ہے۔

اپنے بیٹے کو خود کو آوازیں دیتے دیکھ خوبصورتی سے مسکرا دیتی ہے۔

گارڈن میں موجود باسل کی نظر جیسے ہی اپنی موم پر پڑتی ہے وہ دلکشی سے مسکرا دیتا ہے۔

صدف بیگم اپنے خوبرو بیٹے کو مسکراتے دیکھ دل ہی دل میں اس کی نظر اتارتی ہے۔

باسل پولیس یونیفارم میں کالے بکھرے بالوں میں شرٹ کہ اندر گوگلز ارسائے اپنی کالی سحر انگیز آنکھوں سے اپنی موم کو دیکھتا ان کی طرف قدم بڑھا دیتا ہے۔

"موم آج خیر تھی جو آپ یہاں گارڈن میں بیٹھ گئ۔ "

باسل صدف بیگم کہ سر پر بوسا دیتا ان کہ پاس ہی دوسری چئیر کھسکا تا بیٹھتے ہوئے استفسار کرتا ہے۔

"ہاں بیٹا بس آج موسم اچھا تھا تو اس لیے یہاں بیٹھ گئ۔ صدف بیگم باسل کی طرف دیکھتی مسکراتے ہوئے کہتی ہے۔

" بیٹا آج بڑے تھکے ہوئے لگ رہے ہو۔ "

صدف بیگم فکر سے پھر بور لہجے میں اس سے پوچھتی ہے۔

"بس موم ایک ٹف کیس آیا ہوا اسی میں مصروف رہتا ہو۔ اس لیے شاید آپ کو لگ رہا ہو۔ "

"بیٹا اپنی صحت کا بھی خیال رکھا کروں۔ صدف بیگم فکر سے پھر بور لہجے میں اس سے کہتی ہے۔

"جی موم آگے سے دھیان رکھوں گا۔ "

باسل صدف بیگم کو خود کی فکر میں ہلکان ہوتا دیکھ مسکراتے ہوئے کہتا ہے۔

"بیٹا تم فریش ہو جاؤ میں میڈ کو تمہارے لیے کافی بنوانے کو کہتی ہے۔ "

صدف بیگم شفقت سے اس کہ سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہتی ہے۔

باسل ان کی بات پر اثبات میں سر ہلاتا، ایک بار پھر صدف بیگم کہ سر پر بوسا دیتا اندر کی طرف بڑھ جاتا ہے۔

🌸 .... 🌸 ..... 🌸 ..... 🌸 ...... 🌸

باسل تلال تقی اور صدف بیگم کا اکلوتا بیٹا تھا۔

باسل کہ والد اس کہ بچپن میں ہی انتقال کر گئے تھے۔ باسل نے بھی اپنے ڈیڈ کی طرح پولیس فورس جوائن کی تھی اور آج باسل تلال تقی اپنی انتھک محنت کی بدولت ایس پی کہ عہدے پر فائز اپنے فرائض پوری ایمانداری اور دلیری سے نبھا رہا تھا۔

💢💫💢💫💢💫💢💫💢💫💢

حویلی میں داخل ہوتے ہی دامیر کی سیدھا نظر اپنی اماں جان پر پڑتی ہے۔

جو ڈرائینگ روم میں ایک کرسی پر بیٹھی کچھ بننے میں مصروف ہوتی ہے۔

"میری پیاری اماں جان" دامیر زمین پر گھٹنوں کہ بل بیٹھتا اپنی ماں کہ گود میں اپنا سر رکھتا پیار سے کہتا ہے۔

ثمینہ بیگم اپنے بیٹے کہ اتنے والہانہ پیار پر شفقت سے اس کہ بالوں میں اپنا ہاتھ پھیرتی ہے۔

"اماں جان آپ کو پتا ہے۔
بابا سائیں نے مجھے بغیر بتائے میرے لیے رشتہ بھی دیکھ لیا ہے اور اب اس سے ملنے کہ لیے مجھے شہر جانے کا کہہ رہے ہے۔"
دامیر ثمینہ بیگم کی گود سے سر اٹھا کر ان کو دیکھتے ہوئے نروھٹے پن سے کہتا ہے۔

"بیٹا جی بلکل صیح فیصلہ کیا خان جی نے، ابھی شادی نہیں کروں گے تو کیا بڑھاپے میں شادی کرنے کا ارادہ ہے۔"
ثمینہ بیگم دامیر کی طرف دیکھتی خفگی سے کہتی ہے۔ "اماں جان اب ایسی بھی بات نہیں، اگر بابا سائیں یہ رشتہ نہ بھی دیکھتے تو پھر بھی چند سال بعد آپ کو دادی بننے کی خوش خوشخبری مل ہی جانی تھی۔"
دامیر اپنے ہنسی ضبط کرتے ہوئے ان سے کہتا ہے۔
ثمینہ بیگم دامیر کی اس بات پر اس کو گھورنے لگتی ہے۔ "اچھا اماں جان گھورے تو نہ، فکر نہ کریں آپ کی اور بابا سائیں کی مجھ کو سہرا پہنانے کی خواہش بہت جلد پوری ہو جائے گی۔"

دامیران کو دیکھتا مسکراتے ہوئے لہجے میں کہتا ہے۔ جس پر ثمینہ بیگم اپنے خوبرو بیٹے کہ سر پر عقیدت بھرا بوسا دیتی ہے۔

💢💢💢💢💢💢💢💢💢💢

صوفیہ کلاس میں داخل ہوتی ہے۔
جہاں سب لڑکیاں اپنا مخصوص یونیفارم پہنے اپنی مشق کر رہی ہوتی ہے۔
صوفیہ کہ کلاس میں داخل ہونے پر سب لڑکیوں کی نگائیں اس پر پڑتی ہے۔
سب حیرانگی سے اپنی نیو ٹیچر کو دیکھنے لگتی ہیں۔

کیونکہ پہلے ہی ثناء نے کلاس کی سب لڑکیوں کو صوفیہ کہ بارے میں بتا دیا تھا کہ ہماری نئی آنے والی مس جتنی خوبصورت ہے اتنی چالاک بھی ہے۔
"یار یہ اتنی دبلی پتلی ٹیچر ہمیں کیا سکھائے گی۔"
ایک لڑکی صوفیہ کہ متناسب سراپے پر چوٹ کرتی ہوئی اپنی ساتھ کھڑی لڑکی کہ کان میں سرگوشی سی آواز میں کہتی ہے۔

"اسلام علیکم !کلاس مائی نیم از صوفیہ عارض میران۔

میں آپ کی نیو ٹیچر ہو۔ جو آپ سب کو سیلف ڈیفنس سکھاؤگی۔

صوفیہ ایک طائرانہ نظر پوری کلاس پر ڈالتی مسکراتے ہوئے کہتی ہے۔

"میم میں آپ سے ایک سوال پوچھوں۔ "

کلاس میں ایک لڑکی اپنا ہاتھ اٹھائے صوفیہ کو مخاطب کرتی ہے۔

"ہاں کیوں نہیں پوچھے۔" صوفیہ اپنی خوبصورت مسکراہٹ کہ ساتھ اس لڑکی کو کہتی ہے۔

سب لڑکیاں صوفیہ کی دو آتشہ مسکراہٹ کو دیکھ مسمرائز ہو جاتی ہے۔

صوفیہ کہ مسکرانے پر اس کی دونوں گالوں پر ابھرتے ڈمپل اس کو اور خوبصورت بنا رہے ہوتے ہے۔

وہ لڑکی جلدی سے کی خوبصورتی کہ حصار سے نکلتی خود کو کمپوز کرتی ہے

"میڈم جہاں تک میرا خیال ہے آپ ہماری ہی ایج کی ہے اور ہے بھی کافی سمارٹ، تو آپ نے اتنے کم وقت میں اتنا سب کچھ کیسے سیکھا۔؟"

صوفیہ کہ آنے سے پہلے ہی میم طاہرہ اس کی قابلیت کہ بارے میں سب کو بتا چکی تھی کہ ان کی نئی آنے والی مس بلیک بیلٹ ہونے کہ ساتھ ساتھ گن شوٹر، کراٹے، تراکی اور کافی اور سکیلز میں ماہر ہے۔

جس پر سب لڑکیاں یہی سمجھی تھی کہ کہ آنے والی مس کافی مضبوط جسامت کی میچور عورت ہوگی۔

لیکن یہاں ٹیں ایجر دبلی پتلی سی صوفیہ کو دیکھ سب حیران ہو جاتے ہے۔

"آپ کا سوال اپنی جگہ بلکل درست ہے۔

میں آپ کی عمر کی ہوگی اور رہی بات دوسری بات کہ کبھی بھی انسان کہ ظاہر پر نہ جاؤ کہ وہ باہر سے کیسا دکھتا ہے۔

بلکہ اس کی اندر کی خوبصورتی اور طاقت کو پہچانوں۔ رہی بات اتنے کم وقت میں اتنا کچھ سیکھنے کی تو انسان کسی چیز کا دل کی پوری گہرائی سے پختہ ارادہ کر لیں تو اس کو پایہ تکمیل تک پہنچنے سے اللہ کہ علاوہ کوئی نہیں روک سکتا۔ "

صوفیہ کی اتنی گہری باتوں پر سب لڑکیاں دل ہی دل میں اس کی ذہانت کی تعریف کرتی تالیاں بجاتی ہے۔

جس پر صوفیہ کہ خوبصورت چہرے پر مسکراہٹ چھا جاتی ہے۔

💫💫💫💫💫💫💫💫💫💫

جاری ہے۔۔۔۔۔۔

چیپٹر 3 :۔

دامیر گل خان کہ ساتھ صبح ہی شہر کہ لیے نکل پڑتا ہے۔ گل خان گاڑی ڈرائیو کر رہا ہوتا ہے اور پیچھے دامیر بیزار سا بیٹھا ہوا ہوتا ہے۔

"اف بابا سائیں کہاں پھسا دیا۔"

وہ سخت جھنجلائی ہوئی کیفیت میں کہتا ہے۔

شہر میں آج کسی سیاسی کارکن کا جلسہ تھا۔

جس وجہ سے سخت ٹریفک جام ہوئی تھی۔

دامیر پچھلے آدھے گھنٹے سے ٹریفک جام ہونے کی وجہ سے شدید غصے کا شکار ہو جاتا ہے۔

وہ غصے کی کیفیت میں گاڑی سے باہر نکلتا ہے۔
اوئے سامنے سے ہٹو تمہیں یہی جگہ ملی ہے خودکشی "کرنے کہ لیے" ایک آدمی دامیر کو گاڑی کہ سامنے کھڑا دیکھ غصے سے کہتا ہے۔

دامیر جو ٹریفک کی صورت حال دیکھنے کہ لیے کہ کب تک یہ تماشا چلے گا، کھڑا آگے کی طرف دیکھ رہا ہوتا ہے۔
اپنے پیچھے کسی کی ایسی گفتگو سن اسے پہلے جو غصہ چڑا ہوتا وہ اب آتش فشاں کا روپ دھاڑ لیتا ہے۔
"کیا کہاں تم نے ہاں؟" دامیر غصے سے اس آدمی کو اس کی گاڑی کہ پاس کھڑا ہوتا گریبان سے پکڑتا ہے۔
"تجھے کہاں سے دیکھ رہا ہے کہ میں خودکشی کر رہا ہو۔"
دامیر غصے سے اس سے کہتا ہے۔
آدمی دامیر کو اپنا یوں گریبان پکڑتے دیکھ غصے میں آتا گاڑی سے باہر نکل کر اس کو مکہ جھڑتا ہے۔

گل خان جو گاڑی کہ دروازے سے گردن باہر نکالے دامیر کو تلاش کر رہا ہوتا ہے کہ آخر اس کہ صاحب گئے کہاں اچانک اس کی نظر سائیڈ پر کھڑی گاڑی پر جاتی ہے ۔
جہاں ایک آدمی دامیر کو مار رہا ہوتا ہے ۔

گل خان کو یہ دیکھ کر سخت غصہ چڑتا ہے کہ کسی کی اتنی مجال جو اس کہ سر دار سائیں پہ یوں ہاتھ اٹھانے کی جرات کریں ۔
وہ جلدی سے گاڑی سے نکلتا تیزی سے اس طرف قدم بڑھا دیتا ہے ۔

"تمہاری اتنی جرات کہ تم نے مجھے مارا" دامیر غصے سے اس آدمی کو دیکھتا ہے ۔
"ہاں مارا کیا کر لے گا، چل نکل یہاں سے کوئی اور جا کر مر" وہ آدمی دامیر کو غصے سے کہتا دھکا دیتا ہے ۔
جس پر دامیر غصے سے اس آدمی کا وہی ہاتھ پکڑے موڑ دیتا ہے.جس سے اس کی چیخیں نکل پڑتی ہے ۔

وہ آدمی اپنا آپ اس سے چھڑوانے کی کوشش کرتا ہے پر دامیر کی فولادی گرفت میں وہ پھڑپھڑا کر رہ جاتا ہے۔ "سائیں چھوڑ دیں اسے" گل خان دامیر کو غصے اس آدمی کو مارتا دیکھ آگے بڑھتا اس آدمی کو دامیر سے چھڑواتا ہے۔
وہ آدمی اپنے ٹوٹے ہوئے ہاتھ سے جلدی سے اپنی جان بخشی پر گاڑی میں بیٹھ جاتا ہے۔

"چلیے سائیں یہاں سے، کوئی آجائے گا" گل خان جلدی سے اسے کھینچتا ہوا وہاں سے کار کی طرف لے جاتا ہے۔ دامیر گل خان سے اپنا آپ چھڑواتا گاڑی کی طرف بڑھ جاتا ہے۔

"سائیں آپ ڈھیک ہو نہ؟" گل خان کار میں بیٹھتے دامیر کو ٹیشو سے اپنے سر سے بہتا خون صاف کرتا دیکھ کہتا ہے۔ "سائیں اس طرح آپ کا زخم خراب بھی ہو سکتا ہے۔" گل خان اس کہ سوجے ہوئے ماتھے سے بہتا خون دیکھ فکر سے بھرپور لہجے میں کہتا ہے۔

"یہ بس ٹریفک ختم ہو جائے تو پھر آپ کو ہاسپٹل لے چلتا ہو۔

ورنہ بڑے سائیں آپ کو اس حالت میں دیکھ کر مجھ پر غصہ کریں گے کہ میں آپ کی حفاظت کیوں نہیں کر سکا۔" وہ دامیر کی طرف دیکھتا پریشانی سے کہتا ہے۔

"ڈھیک ہے پہلے ہاسپٹل ہی لے چلو" دامیر گل خان کو پریشان ہوتا دیکھ آہستہ آواز میں کہتا ہے۔

کچھ دیر بعد ٹریفک ختم ہونے پر گل خان کار ہاسپٹل کی جانب موڑ دیتا ہے۔

💢💢💢💢💢💢💢💢💢💢

گھپ اندھیرے کمرے میں کوئی وجود چئیر پر بیٹھا کسی سوچ میں گم ہوا ہوتا ہے۔

"موبسٹر آپ نے جسے پکڑنے کو کہا تھا۔ ہم نے اسے پکڑ لیا ہے۔

اس وقت وہ ڈیتھ روم میں ہے۔ موبسٹر اپنی سانپ کی شکل کی انگوٹھی پہنے انگلی سے اسے جانے کا اشارہ کرتا ہے۔

وہ آدمی فوراً سے اس کہ حکم کی تعمیل کرتا ہوا وہاں سے چلا جاتا ہے۔

"مجھے چھوڑ دو، کیوں لائے ہو یہاں میں نے کیا بگاڑا ہے تم لوگوں کا" رسیوں میں جکڑا وہ آدمی زمین پر بیٹھا اس خوفناک روم کو دیکھتا ڈرتے ہوئے ایک آدمی سے کہتا ہے۔

ڈیتھ روم ایک ایسا روم تھا جہاں آتے ہوئے ہر کسی کو اس کی پر سراریت دیکھ سانپ سونگھ جاتا تھا۔

دیواروں پر خون کہ دھبے اور ایک بڑی لکڑی کی ڈیبل پر مختلف قسم کہ اوزار اور خنجر اور چاقوں پڑے ہوئے تھے۔

پورا کمرا اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا، روم کہ وسط میں ایک لال کلر کا بلب لگایا گیا تھا جس پر اس آدمی کو سب کچھ واضح طور پر دکھائی نہیں دیں رہا ہوتا۔

اس کی چیخ و پکار پر سب آدمی منہ لپیٹے ایسے کھڑے ہوئے ہوتے جیسے ان کہ علاوہ یہاں کوئی ذی روح نہ ہو۔

کچھ دیر بعد وہاں جوتوں میں مقید کسی کہ قدموں کی آواز سنائی دیتی ہے۔

سامنے والے وجود کی پر سراریت کو دیکھ اس آدمی کہ اتنی سردی میں بھی پسینے چھوٹ پڑتے ہے۔

موبسٹر بلیک پینٹ شرٹ پر بلیک ہڈی پہنے جس سے اس کا چہرا چھپا ہوا تھا، سامنے موجود آدمی اس کا چہرہ دیکھنے سے قاصر تھا۔

"کون ہو تم ؟" وہ آدمی اس کو اپنے پاس بڑھتا دیکھ خوف زدہ لہجے میں کہتا ہے۔

"میں !میں موبسٹر ہوں نام تو سنا ہو گا۔"

وہ آدمی اس کا نام سنتے ہی کانپنے لگتا ہے۔

وہ اچھے سے جانتا تھا کہ موبسٹر خود ایک دہشت کا نام ہے، جو اتنے برے طریقے سے موت دیتا تھا کہ موت بھی اتنی اذیت پر پناہ مانگے۔

"کیوں مجھے باندھا ہوا اس طرح، میں نے کیا ایسا گناہ کر دیا ؟" وہ آدمی ڈرتے ہوئے اس سے کہتا ہے۔

"ہاہاہا! یہ تم مجھ سے پوچھ رہے ہو۔

یاد کروں کہ تم نے کوئی ایسا گناہ کیا ہو، جس وجہ سے تم یہاں موجود ہو۔"

موبسٹر اپنے ہاتھ میں اپنا زہریلا خنجر پکڑیں اس سے پر اسرار لہجے میں کہتا ہے۔

وہ آدمی اس کہ ہاتھ میں اتنا تیز خنجر دیکھ کانپنے لگتا ہے۔ "دیکھوں مجھے چھوڑ دو میں نے کوئی گناہ نہیں کیا" وہ آدمی روتے ہوئے اس سے کہتا ہے۔

"میں نے تمہیں موقع دیا تھا کہ اپنا جرم قبول کر لوں، پر شاید تم خود ہی اپنے اوپر رحم نہیں کرنا چاہتے تو اب مجھ سے بھی کوئی امید مت رکھنا۔"

موبسڑ اسے سرخ ہوتی آنکھوں سے گھورتے ہوئے کہتا ہے۔

"اس لڑکی کو جانتے ہو؟" موبسڑ اس کہ سامنے ایک لڑکی کی تصویر لہراتے ہوئے کہتا ہے۔

لڑکی کی تصویر دیکھ اس آدمی کی آنکھیں پوری بڑی ہو جاتی ہے۔

وہ بڑی مشکل سے خود کی کیفیت پر قابو پاتا گھبراتے ہوئے نہ میں سر ہلاتا ہے۔

"شاید تمہیں ابھی صیح سے یاد نہیں آیا، چلوں میں یاد کروا دیتا ہوں۔"

موبسڑ کہتے ہی اپنا تیز دار خنجر اس کی ٹانگ پر مارتا ہے۔

جس پر اس آدمی کی چیخیں پورے روم میں گونج پڑتی ہے۔

"یاد آیا کہ اب بھی نہیں یاد کہ یہ کون ہے" موبسڑ اونچی آواز میں گرجتے ہوئے اس سے کہتا ہے۔

"مت ماروں مجھے، یاد آگیا ہے" وہ آدمی اپنی ٹانگ سے فوارے کی طرح بہتے خون کو دیکھ ڈرتے ہوئے کہتا ہے۔ "تو بتا پھر جلدی کہ یہ کون ہے؟" موبسٹر اس کہ بال کھینچتا چیختے ہوئے کہتا ہے۔

"یہ مہوش ہے میرے آفس میں کام کرتی تھی۔"

وہ آدمی یہ بتاتے ہی چپ ہو جاتا ہے۔

"آگے بتا اب، اگر تو بتاتے ہوئے رو کا تو میں تیری زبان اس خنجر سے کاٹ دوگا۔"

موبسٹر اس کہ منہ پر مکہ مارتے ہوئے غصے سے کہتا ہے۔

"بتاتا ہوں" وہ آدمی کانپتے ہوئے لہجے میں کہتا ہے۔

"اس کو ہمارے آفس میں کام کرتے ہوئے ایک مہینہ ہو گیا تھا۔

تب یہ ایک دن میرے پاس ایڈوانس سیلری اور پیسے ادھار مانگنے آئی تھی کہ اس کا بھائی کینسر کا مریض تھا اور ڈاکٹر نے فوری علاج کرنے کو کہا تھا۔

اس لیے اسے نے مجھ سے پیسے مانگے تھے۔ لیکن میں نے اس کی مجبوری کا فائدہ اٹھایا"

اور آگے بتاتے ہوئے اس آدمی کہ منہ سے کچھ الفاظ نہیں نکل رہے ہوتے۔

"میں بتاتا ہو شالے اس سے آگے تو نے اس کہ ساتھ زبردستی کی جس پر وہ بیچاری اپنی عزت کھو جانے کا غم برداشت نہ کر سکی اور ادر ہی دم توڑ گئ اور تو نے بڑی صفائ سے اس کی لاش کو پھینکوا دیا۔

یہ سوچے بغیر کہ تیرا یہ گناہ کوئ اور بے شک دیکھے نہ دیکھے اللہ تو دیکھ رہا تھا۔ "

موبسٹر چیختے ہوئے اس سے کہتا ہے۔

"سر مجھے معاف کر دیں میں ہرگز بھی یہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔

بس اس وقت میں نہ جانے کیسے بہک گیا۔ "

وہ آدمی ہاتھ جوڑتے ہوئے اس سے کہتا ہے۔

"بات بھلا کیا ہے، تجھے اپنے نفس پر قابو نہیں تھا، تبی تو بہک گیا اور جس کی ذہنیت میں ہی شیطانیت بھری ہو تو اس نے تو بھکنے کا، غلطی سے ہو گیا ان سب باتوں کا تو سہراہ لینا ہی ہے۔ "

موبسٹر غصے سے اس کہ سینے پر بلیڈ مارتے ہوئے کہتا ہے۔

جس پر اس آدمی کی چیخ نکل جاتی ہے۔ انھی ہاتھوں سے تو نے اس بے بس کی عزت کی چادر کو نوچا تھا نہ اب اسی ہاتھ کو پہلے میں ختم کروں گا۔ "

موبسٹر یہ کہتا سائڈ پر رکھے ایک بڑے پتھر کو پکڑتا اس آدمی کی طرف اپنے قدم بڑھتا ہے۔

"چھوڑ دو مجھے میں دوبارہ ایسا گناہ نہیں کروں گا۔"

وہ آدمی اپنی موت سامنے دیکھتے ہوئے ادمیوں سے اپنا آپ چھڑوانے کی کوشش کرتا روتے ہوئے کہتا ہے۔

"تو یہ سب کچھ دوبارہ کرنے کہ لیے زندہ ہو گا تو کریں گا نہ"؟ موبسٹر یہ کہتے ہی اس پتھر کو زور سے اس آدمی کہ ہاتھ پر مارتا ہے۔

جس پر اس آدمی کو یوں محسوس ہو رہا ہوتا جیسے اس کہ ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئ ہو۔

وہ یہی عمل دوسرے ہاتھ پر دھڑاتا ہے۔

وہ شخص اتنی تکلیف برداشت نہ کرتے، چیختے ہوئے اپنے دونوں کچلے ہوئے ہاتھوں کو دیکھتا نیم بے ہوشی کی حالت میں چلا جاتا ہے۔

"انھیں ہاتھوں سے تو نے اس کا ریپ کیا تھا، دیکھ اب یہی ہاتھ اس قابل نہیں رہے۔"

وہ اس شخص کہ بال پکڑیں چیختے ہوئے کہتا ہے۔

"بائے !" موبسٹر یہ کہتا اس کہ سینے پہ پے در پے خنجر مارتا، اس کہ سر پر بلیڈ سے ایس اے لکھتا ہے۔

وہ آدمی ایک خنجر کہ وار سے ہی کب کا بے جان ہو چکا تھا۔

"اسے اسی جگہ پھینک دو جس جگہ اس نے اس لڑکی کو پھینکا تھا۔"

ایس اے اپنے آدمیوں کو کہتا لمبے ڈھگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا جاتا ہے۔

🔥 .... 🔥 .... 🔥 .... 🔥

شام کا وقت تھا ایسے میں سڑک پر اکا دکا لوگ ہی نظر آ رہے ہوتے ہیں۔

"اف آج تو کچھ زیادہ ہی دیر ہو گئی" صوفیہ اپنی کلائی میں بندھی گھڑی پر ٹائم دیکھتی پریشانی سے کہتی ہے۔

وہ جلدی سے اپنی سکوٹی پر بیٹھتی ہیلمٹ پہنے اس کو سٹارٹ کرتی ہے، پر سکوٹی سٹارٹ ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی ہوتی۔

"اب اسے کیا تکلیف ہو گئی ہے" وہ غصے سے سکوٹی کو گھورتی ہے، جیسے ابھی اپنی آنکھوں سے ہی اس سکوٹی کو بھسم کر دیں گی۔

صوفیہ پریشانی سے سکوٹی سے اترتی ادھر ادھر دیکھتی ہے۔

لیکن سامنے سنسان سڑک دیکھ سخت جنجھلا جاتی ہے۔

"اللہ اب میں ہوسٹل کیسے جاؤ وارڈن نے تو مجھے اندر بھی نہیں گھسنے دینا۔"

صوفیہ خود سے ہی بڑبڑاتے ہوئے پریشانی سے کہتی ہے۔ "ایڈیا کیوں نہ کسی سے لیفٹ لے لی جائے وہ خود سے ہی کہتی چلتی ہوئی سڑک کہ بیچ و بیچ جا کر کھڑی ہو جاتی ہے۔

آدھے گھنٹے سے سڑک پر کھڑی صوفیہ بیچاری کو دور دور تک کوئی بھی نظر نہیں آتا جس سے وہ لیفٹ مانگ سکے۔

صوفیہ اپنی ہی سوچوں میں کھوئی ہوئی ہوتی ہے۔

اچانک گاڑی کہ ہارن بجانے سے ہوش میں آتی سر اٹھا کر سامنے دیکھتی ہے۔

جہاں کوئی اپنی جیپ پر بیٹھا ہارن پر ہارن دیں رہا ہوتا ہے۔ اس کو پاگلوں کی طرح ہارن دیتے دیکھ صوفیہ غصے سے جیپ کہ دروازے کہ پاس آتی شیشہ بجاتی ہے۔

باسل کو کیس کی فائل ریڈ کرنے کی وجہ سے کافی دیر ہو چکی تھی۔

اس لیے وہ گھر جانے کہ لیے شورٹ رستے سے جانے کا سوچتا پر اسے سڑک کہ بیچ و بیچ کوئی لڑکی اپنی جیپ کہ سامنے کھڑی دکھائی دیتی ہے۔

باسل بار بار ہارن بجاتا ہے تاکہ وہ راستے سے ہٹ جائے پر صوفیہ کو اس طرح ہی ڈھیٹوں کی طرح کھڑا دیکھ اسے شدید غصہ چڑتا جاتا ہے۔

پھر تھوڑی دیر بعد صوفیہ کہ خود ہی ہٹ جانے پر باسل آگے کار بڑھانے لگتا ہے لیکن اس کو اپنے کار کہ پاس آتا دیکھ حیران ہو جاتا ہے کہ اب اس کو اس سے کیا چاہیے۔

"اینی پروبلم" باسل کار کہ شیشے نیچے کرتے اس سے کہتا ہے لیکن صوفیہ کو دیکھتے ہی اس کہ باقی کہ الفاظ کہی گوم ہو جاتے ہے۔

باسل کھوئی سی کیفیت میں صوفیہ کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔

جو اس وقت وائٹ پینٹ پر شورٹ ریڈ فراک پہنے اور لمبے کالے سیاہ بالوں کی چوٹی کیے جو ناگن کی طرح بل کھاتی اس کی کمر پر جھول رہی ہوتی ہے۔

مفلر کی طرح ڈوپٹہ لیئے باسل کو صوفیہ کوئی خوبصورت پری ہی لگتی ہے۔

جو بھولے سے اپنی دنیا کا رستہ بھولے ادر آگئی ہو۔

"اوئے تم اندھے ہو ابھی مجھے گاڑی کہ نیچے دینے والے تھے۔"

صوفیہ غصے سے باسل کو گھورتے ہوئے کہتی ہے۔ "ایک منٹ تم میری گاڑی کہ سامنے آکر کھڑی ہوئی تھی، میں نے نہیں کہاں تھا کہ میڈم آئے اور میری گاڑی کہ سامنے کھڑی ہو کر اپنا ایکسیڈنٹ کروائے۔ "

باسل جو صوفیہ کی خوبصورتی میں کھویا ہوتا اس کی بات سن، لال ہوتے چہرے کہ ساتھ غصے سے اسے کہتا ہے۔

"جو بھی ہے قصور تمہارا ہے اور اس کی بھرپائی بھی تمہیں ہی کرنی پڑے گی۔ "

صوفیہ اپنی غلطی نہ مانتے ہوئے سارا مدعا اس پر ڈال دیتی ہے۔

"کس چیز کا قصور اور کون سی بھرپائی؟" باسل صوفیہ کی مفروضات سن اس کو گھورتے ہوئے کہتا ہے۔

"یہی کہ اس وقت اس سنسان جگہ پر تم مجھے مارنے کی کوشش کر رہے تھے۔

وہ تو شکر ہے کہ میں اپنی حاضر دماغی استعمال کرتے ہوئے بچ گئی۔ "

صوفیہ اس کی طرف دیکھتی مصمعوم شکل بناتے کہتی ہے۔

" سیدھا سیدھا کہوں نہ کہ تمہیں لفٹ چاہیے، جس وجہ سے تم یہ سب ڈرامے کر رہی ہو۔ "

باسل اس کی فضول گوئی سے بیزار آتا درشتگی سے کہتا ہے۔

صوفیہ باسل کی کہی بات پر حیرانگی سے اس کی طرف دیکھتی ہے۔

آخراس کو کہتے پتا چلا کہ میں لیفٹ لینے کہ لیے ہی اس کی گاڑی کہ پاس کھڑی ہوئ ہوں۔

"کن سوچوں میں ڈوب گئ ہو، بیٹھوں گاڑی میں تمہیں چھوڑ دو گا۔" باسل اس کو سٹیل ایک جگہ جما دیکھ کہتا ہے۔

"دیکھوں میری سکوٹی اچانک خراب ہوگئ ہے، اس لیے تم سے لفٹ لے رہی ہو۔ ورنہ مجھے کسی بھی ایرے غیرے کی گاڑی میں بیٹھنے کا کوئ شوق نہیں" صوفیہ یہ کہتی جلدی سے جیپ کی فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھ جاتی ہے۔

باسل اس کہ فرموداد سن اس کو گھورنے لگتا ہے۔

"چلوں اب میری شکل پہ کیا دیکھ رہے۔"

صوفیہ اس کو خود کو گھورتا دیکھ ائبرو اچکاتے کہتی ہے۔

"میں یہ دیکھ رہا ہو کہ جتنی تمہاری زبان چلتی ہے، اتنی تم عقل سے پیدل بندی ہو۔"

باسل یہ کہتے ہی اپنی جیپ سٹارٹ کرتا آگے بڑھا دیتا ہے۔ "واٹ تمہارا مطلب ہے کہ میں بے وقوف ہو۔" صوفیہ اپنی بارے میں 'بے وقوف' لفظ سن ماتھے پہ تیوری چرائے اس کو کھا جانے والی نظروں سے گھورنے لگتی ہے۔

"اب اس طرح گھوروں تو نہ مجھ جیسے ہنڈسم بندے کو نگلنے کا ارادہ ہے کیا" باسل کو صوفیہ کہ ساتھ نہ جانے کیوں بات کرنے میں مزہ آرہا ہوتا ہے۔

جس سے وہ جان بوجھ کر بات لمبی کرنے کہ لیے اس کو چڑا رہا ہوتا ہے۔

"میرا منہ دیکھوں اور اپنی گینڈے جیسی جسامت دیکھوں نگل ہی نہ لوں میں تمہیں کہی۔" صوفیہ اس کہ ہاف سلیف میں سے نمایا ہوتے سیکس پیکس اور اس کہ بوڈی پر چوٹ کرتے ہوئے کہتی ہے۔

"کیا تم نے مجھے گینڈا کہاں، میں تمہیں کہاں سے گینڈا دکھتا ہوں؟"

"میری اس لکس پر لاکھوں لڑکیاں مرتی ہے اور ایک تم ہو جو میری اچھی خاصی بوڈی کو گینڈے کہ جسم سے تشبیہ دیں رہی ہو۔"

باسل اس کی طرف دیکھتا نروٹھے پن سے کہتا ہے۔

"جو بھی ہے اب گاڑی چلاؤ میرا سر نہ کھاؤ۔ "
صوفیہ اس کو حکم ایسے دیں رہی ہوتی ہے کہ جیسے یہ گاڑی باسل کی نہیں اس کی ہو اور باسل اس کا ڈرائیور ہو۔ "واؤ!" صوفیہ اونچی آواز میں کہتی اپنا سر گاڑی کہ دروازے سے باہر نکالتی تیز ہوا کو محسوس کرنے لگتی ہے۔
تیز ہوا چلنے کی وجہ سے صوفیہ کہ بال اوڑ اوڑ کر اس کہ چہرے پر آرہے ہوتے ہے۔

باسل جو مزے سے جیپ چلا رہا ہوتا ہے۔
صوفیہ کی اتنی اونچی آواز میں بولنے پر گردن موڑ کر اس کی طرف دیکھتا ہے، پر یہ دیکھ کر اس کہ ہوش اوڑ جاتے ہے کہ صوفیہ آدھی باہر کو لٹکی اونچی آواز میں 'ہو ہو' کرتی ہوا کہ مزے لے رہی ہوتی ہے۔
"یہ کیا کر رہی ہو مرنے کا ارادہ ہے، اندر ہو۔" باسل بوکھلائے ہوئے اس سے کہتا ہے۔
"کیوں تمہیں کوئی مسئلہ ہے، اس موسم میں، میں کسی صورت بند ہو کر نہیں رہتی۔ "
صوفیہ باہر سے ہی باسل کی طرف دیکھتی اونچی آواز میں کہتی ہے۔

"اللہ میں کہاں پھس گیا۔" باسل اس کی حرکتیں دیکھ اب سخت پریشان ہو چکا تھا۔

"دیکھوں اندر ہو جائو، آگے اب روڈ آرہا جہاں اچھی خاصی ٹریفک ہوتی ہے۔

کیوں اپنا سر کچلوانا چاہتی ہو۔" باسل اس کی طرف دیکھتا درشتگی سے کہتا ہے۔

لیکن صوفیہ کو اپنی بات نہ مانتے دیکھ وہ تھوڑا اس کی طرف ہوتا اس کا بازوں پکڑے اسے اندر کی طرف کیھنچتا ہے۔

جس سے صوفیہ سیٹ پر آکر گرتی ہے۔

"آ تم پاگل ہو کتنی زور سے کھینچا ہے مجھے" صوفیہ اپنا بازوں پکڑیں سہلاتے ہوئے اس سے کہتی ہے۔

"ہاں تو تمھیں پیار کی زبان سمجھ جو نہیں آتی۔" صوفیہ باسل کی بات پر اس کو گھورتی ہوئ اپنی سیٹ پر سیدھی ہو کر بیٹھ جاتی ہے۔

"اچھا اب مجھے اپنے گھر کا ایڈریس بتا ئو تا کہ میں تمھیں وہاں چھوڑ سکو۔"

"میں کسی گھر میں نہیں بلکہ ہوسٹل میں رہتی ہو۔" صوفیہ یہ کہتی اس کو رستہ بتاتی، اپنی سیٹ پر آنکھیں موندیں ڈیک لگا لیتی ہے۔

باسل گاڑی ڈرائیو کرتا ایک نظر صوفیہ کو دیکھتا ہے۔

جو آنکھیں موندیں لیٹنے والے اندازہ میں بیٹھی ہوئ ہوتی ہے۔

ایک شرارتی لٹ صوفیہ کہ چہرے پراٹکھیلیاں کر رہی ہوتی ہے جو باسل کو صوفیہ کہ چہرے پہ اپنا رقیب محسوس ہوتی ہے۔
کیونکہ اس وجہ سے وہ اس کا دلکش چہرا واضح دیکھنے سے قاصر تھا۔

نہ جانے کس احساس کہ تحت باسل اپنا ہاتھ بڑھاتے صوفیہ کہ چہرے سے بال ہٹا تا سائٹ پر کرتا ہے۔
لیکن صوفیہ کو اپنے اوپر پھٹتے نہ دیکھ حیرانگی سے اسے دیکھتا ہے۔
"لگتا ہے واقع سوگئ ہے۔" باسل خود سے ہی کہتا ڈرائیونگ کہ طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔

"اٹھ جائو یار تمہارا ہوسٹل آگیا ہے۔" باسل اونچی آواز میں کہتا ہے۔جس سے صوفیہ ہڑبڑاتے ہوئے اٹھتی ہے۔
"اف مجھے ڈرا ہی دیا کوئی بھلا اس طرح بھی اٹھاتا ہے۔" وہ باسل کو دیکھتی غصے سے کہتی ہے۔
"تمہارا ہوسٹل آچکا ہے۔" باسل مزید کسی بحث سے اجتناب کرتے ہوئے اسے کہتا سامنے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

صوفیہ جلدی سے اپنا بیگ پکڑے جیپ سے نکلتی دروازہ بند کرتی ہے۔
"شکریہ مدد کرنے کہ لیے" صوفیہ جیپ کہ دروازے کہ پاس جھکتے ہوئے سریس ہوتی اس سے کہتی ہے۔
باسل اچانک سے صوفیہ کو سریس ہوتا دیکھ حیران ہوجاتا ہے کہ آخر اس لڑکی کہ کتنے رنگ تھے۔
ابھی کچھ دیر پہلے ہنس رہی تھی اور اب اتنی سنجیدہ۔ "کہاں کھو گئے" صوفیہ اس کو سوچوں میں گم دیکھ کہتی ہے۔
"کچھ نہیں شکریہ کس بات کا تمہیں ہیلپ کی ضرورت تھی جو میں نے کردیں، سیمپل" باسل یہ کہتا مسکراتے ہوئے صوفیہ کی طرف دیکھتا ہے۔

صوفیہ جو اسی کی طرف دیکھ رہی ہوتی ہے تب سے اب جا کر باسل کو غور سے دیکھتی ہے۔
بلیو پینٹ پر بلیک شرٹ پہنے کالے بکھریں ہوئے ماتھے پر بال اور صاف رنگت پر کالی گہری آنکھیں جو اسی کی طرف دیکھ رہی ہوتی ہے ستواں ناک اور عنابی لب مسکراہٹ کہ انداز میں پھیلے ہوئے ہوتے ہے۔

صوفیہ جلدی سے خود کو کمپوز کرتی مسکراتی ہوئی اس پر آخری نظر ڈالتی آگے کی طرف بڑھ جاتی ہے۔

باسل اس کو ہوسٹل کہ گیٹ سے اندر داخل ہونے تک دیکھتا ہے۔

پھر صوفیہ کی حرکتیں یاد کر مسکراتے ہوئے وہاں سے آگے جیپ بڑھا دیتا ہے۔

💗 .... 🔥 🔥 🔥 ...... 💗

جاری ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چیپٹر 4 :۔

بلیک پراڈو ہاسپٹل کہ سامنے جا کر رو کتی ہے۔

دامیر اپنے سر پر رومال رکھتا کار سے نیچے اترتا ہے۔ "گل خان تم ادھر ہی رہو میں بس پانچ منٹ میں پٹی کروا کر آیا۔"

دامیر گل خان کو کار سے نیچے اترتا دیکھ اس کو کہتا ہاسپٹل کی طرف اپنے قدم بڑھا دیتا ہے۔

دامیر کچھ دیر بعد پٹی کروا کر ڈاکٹر کہ روم سے نکلتا باہر کی طرف قدم بڑھا دیتا ہے۔

اچانک اس کی غیر ارادی طور پر نظر ایک روم کہ کھولے دروازے سے سٹریچر پر لیٹے وجود پر پڑتی ہے۔ دامیر کہ قدم خود بہ خود اس روم کی طرف بڑھ جاتے ہے۔ وہ روم میں داخل ہوتے ہی غور سے اس لیٹے ہوئے وجود کی طرف دیکھتا ہے۔

گندمی رنگت پر آنکھوں پر سایہ فگن لمبی گھنی پلکیں اس کہ چہرے کی خوبصورتی میں اوراضافہ کر رہی ہوتی ہے۔

اس کی آنکھیں بند ہونے کی وجہ سے دامیر اس کو دیکھنے سے قاصر تھا۔

تبی دامیر کہ دل میں خیال آتا ہے، کاش اس پری پیکر کی آنکھیں دیکھنا بھی اسے نصیب ہوتی جو اس وقت اس نے بند کی ہوئ تھی۔

بیضوی ناک اور بھرے بھرے گلابی لب، جس پر دامیر کو کسی گلاب کی پنکھڑی کا گمان ہوتا ہے۔

ایک چیز دامیر کو ٹھٹکنے پر مجبور کرتی ہے۔

سوتے ہوئے بھی اس لڑکی کہ چہرے پر اضطراب کی کیفیت چھائی ہوئ ہوتی ہے۔

"کیا آپ سر ان کہ ریلیٹوز ہے ؟" وہاں پر موجود نرس دامیر کو مریض کہ پاس کھڑا دیکھ اس سے استفسار کرتی ہے۔

"نہیں میں ان کا کوئی رشتے دار نہیں ہو۔

بس اچانک یہاں نظر پڑی تو چلا آیا۔ ویسے انھیں ہوا کیا ہے ؟"

دامیر اس پری پیکر کی طرف اشارہ کرتا نرس سے پوچھتا ہے۔

"سر مجھے یہاں آئے ابھی دو دن ہی ہوئے ہے۔

اس لیے مجھے ان کہ بارے میں کچھ نہیں پتا۔

بس میں اتنا جانتی ہوں کہ یہ کافی سالوں سے کومہ میں ہے۔"

نرس سٹریچر کہ قریب رکھی ڈیبل پر دوائیوں کو دیکھتی اس سے کہتی ہے۔

دامیر اس کی کومہ والی بات سن کر حیرانگی سے اس کی طرف دیکھتا ہے۔

وہ تو اس کہ دیکھتے یہی سمجھا تھا کہ یہ سو رہی ہوگی۔ لیکن اسے کیا پتا تھا یہ پھولوں جیسا وجود، جس نے ایک پل میں اپنی کشش سے دامیر جیسے بندے کو جس نے کبھی ایک آنکھ اٹھا کر کسی لڑکی کی طرف نہیں دیکھا تھا۔

آج کیسے وہ ایک لڑکی کی طرف کھنچا چلا گیا۔

دامیر غور سے اس کا چہرا دیکھتا ہے، جہاں نہ جانے کتنے سالوں کی اذیت رقم ہوئی ہوتی ہے۔

دامیر کو نہ جانے کتنا وقت اس لڑکی کو دیکھتے گزر جاتا ہے، اسے وقت کا اندزہ تک نہیں ہو پاتا۔

"سر آپ ادرہی رو کے گے تو پھر میں چلی جائو۔"

نرس کافی دیر دامیر کو ایک جگہ بت بنا اس لڑکی کو دیکھتا دیکھ اس سے کہتی ہے۔

"ہا۔۔۔۔۔ ہاں کیا کہا آپ نے؟" دامیر اچانک ہوش کی دنیا میں قدم رکھتا نرس سے پوچھتا ہے۔

"سر میں یہ کہہ رہی ہو کہ اگر آپ اِدر ہی ان کہ پاس موجود ہے تو میں چلی جائو۔"

نرس اس کو دیکھتی دوبارہ سے اپنی بات دھڑاتی ہے۔

"نہیں میں جا رہا ہو، آپ ان کہ پاس ہی رہے۔"

دامیر یہ کہتا روم سے باہر کی طرف قدم بڑھا دیتا۔

وہ روم کی دہلیز پر کھڑا موڑ کر اسے دیکھتا ہے نہ جانے کس جذبے کہ تحت اس کا دل یہاں سے جانے کا نہیں کر رہا ہوتا ہے۔

دامیر اپنی کیفیت پر قابو پاتا جلدی سے وہاں سے نکلتا چلا جاتا ہے۔

"عجیب ہی انسان ہے پیشنٹ کو ایسے گھور رہا تھا جیسے صدیوں سے جانتا ہوں۔" نرس خود سے ہی بڑبڑاتی ہے۔

-------------- -------------- -------------

گل خان جو پچھلے آدھے گھنٹے سے دامیر کا کار کہ پاس کھڑا انتظار کر رہا ہوتا ہے۔
اس کو آتے نہ دیکھ پریشانی سے خود ہاسپٹل کی طرف چل پڑتا ہے۔
لیکن سامنے سے دامیر کو آتا دیکھ سکون کا سانس خارج کرتا ہے۔
"سردار سائیں" اتنی دیر گل خان دامیر کو دیکھتا کہتا ہے۔

"تم نے کچھ کہاں؟" دامیر گل خان سے کہتا ہے۔
"سائیں کیا ہوا آپ کی طبیعت ڈھیک ہے؟" گل خان اسے اس طرح کسی سوچ میں گم دیکھ کہتا ہے۔
"ہاں میں بلکل ڈھیک ہوں، چلوں اب سر فراز انکل کہ گھر" دامیر یہ کہتا کار میں بیٹھ جاتا ہے۔

"پر سائیں آپ کی طبیعت نہیں ڈھیک، ابھی ہم آپ کہ اپارٹمنٹ چلتے ہے۔
آپ کو میں کل ان کہ گھر لے چلوں گا۔"

"نہیں میں آج ہی یہ کام پورا کرنا چاہتا ہوں تم سرفراز انکل کہ گھر ہی چلوں۔"

دامیر یہ کہتا سیٹ کہ ساتھ ڈیک لگائے آنکھیں موند لیتا ہے۔

آنکھیں بند کرتے ہی اس کی سوچوں میں اسی لڑکی کا چہرا لہرانے لگتا ہے،جس سے وہ
گھبراتے ہوئے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتا سیٹ پر سیدھا ہو کر بیٹھ جاتا ہے۔

"یہ مجھے کیا ہو رہا ہے، آخر کیا وجہ ہے جو وہ اتنے سالوں سے کوما میں ہے اور اتنی اذیت اور
تکلیف میں، آج سے پہلے میں نے کبھی کسی کو نہیں دیکھا۔"

دامیر اپنی سوچوں میں خود سے مخاطب ہوتا بے چینی سے کہتا ہے۔

"اف میں کیوں سوچ رہا اس کہ بارے میں"، خود کو ان سوچوں کہ گرداب سے باہر نکالنے کہ
لیے اپنے فون پر بیزی ہو جاتا ہے۔

رات کہ دو بجے کا وقت تھا ایسے میں سائڈ ڈیبل پر بجتا فون باسل کی نیند میں خلل پیدا کرتا ہے۔

"اف اس ٹائم کس کا فون ہے۔" باسل فون آنے پر جنجھلاتا ہوا اندھیرے میں سائڈ ڈیبل پر ہاتھ مارتا فون پکڑتا اوکے کرتا ہے۔

"ایس پی باسل سپیکنگ" اس کہ فورا کہنے پر آگے سے علی بخش کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکراتی ہے۔

"سر مڈر کیس ہے آپ جلدی سے اس جگہ پر آجائے" یہ کہتے ہی علی بخش جلدی سے باسل کو ایڈریس بتاتا ہے۔ ع "میں بس دس منٹ میں ادھر پہنچتا ہوں، تب تک تم ساری صورتحال سنبھالو۔"

باسل یہ کہتے ہی جلدی سے فون بند کرتا اسی رف سے حولیے میں کار کی کیز پکڑے تیزی سے باہر کی جانب بڑھ جاتا ہے۔

💢---------💢---------💢---------💢

صوفیہ جلدی سے اپنے روم میں داخل ہوتی، جوتوں سمیت ہی اپنے سینگل بیڈ پر گیر جاتی ہے۔

اس نے ہوسٹل میں اپنے لیے الگ سے روم لیا تھا، جس میں کوئی بھی اس کی روم میڈ نہ ہو۔

اچانک صوفیہ کا فون بجنے لگتا ہے، وہ اپنی پینٹ کی جیب سے فون نکلتے دیکھتی ہے۔

لیکن سامنے ہی بابا کالنگ بلینک ہوتے دیکھ اس کہ خوبصورت چہرے پر ایک مسکراہٹ چھپ دکھلا کر غائب ہوجاتی ہے۔

"اسلام و علیکم !ڈیڈ آپ کیسے ہے ؟" صوفیہ خوش باش لہجے میں اپنے ڈیڈ سے استفسار کرتی ہے۔

"و علیکم السلام ! بیٹا میں بلکل ڈھیک ہو۔ میری پرنسس کیسی ہے۔"

وہ صوفیہ سے شفقت بڑے لہجے میں پوچھتے ہے۔

"آئی ایم گوڈ ڈیڈ" صوفیہ مسکراتے ہوئے کہتی ہے۔

"بیٹا آپ کی پڑھائی کیسی جا رہی ہے۔"

"اے ون ڈیڈ، ڈیڈ موم سے بات کروائے نہ" صوفیہ بے چینی سے اپنے ڈیڈ سے کہتی ہے۔

"بیٹا ان کی طبیعت کچھ اپسیٹ تھی اس وجہ سے وہ آرام کر رہی ہے۔"

"ڈیڈ موم ڈھیک ہے نہ" وہ پریشانی سے بیڈ سے اٹھتی ان سے پوچھتی ہے۔

"ہاں بیٹا ایذا یوری تھینک اوکے ڈونٹ وری" وہ اپنی پرنسس کو پیار سے کہتے ہے۔

"ڈیڈ جیسے ہی موم اٹھے آپ فورا میری بات ان سے کروائے گا"

"اوکے بیٹا میں کروادوگا، اب آپ آرام کروں کیونکہ اس وقت پاکستان میں رات ہو رہی ہوگی" وہ جلدی سے صوفیہ سے کہتے فون بند کر دیتے ہے۔

صوفیہ فون رکھتے ہی بیڈ پر لیٹ جاتی ہے۔

اچانک اس کی سماعتوں سے باسل کی آواز ٹکراتی ہے۔

"تم کتنی بے وقوف ہوں۔"

"میں بے وقوف ہو، ابھی جانتے ہی کتنا ہو مجھے" صوفیہ پرسرار لہجے میں اپنی سوچوں میں ہی باسل سے ہم کلام ہوتی کہتی ہے۔

کچھ دیر بعد ہی صوفیہ باسل کی باتوں کو سوچتی نیند کی وادیوں میں کھو جاتی ہے۔

صوفیہ صبح کہ وقت وومن فاونڈیشن میں لڑکیوں کو سیلف ڈیفنس سکھاتی تھی اور شام کہ ٹائم یونی میں پڑھتی تھی۔

🔥 .... 🔥 .... 🔥 .... 🔥

باسل گاڑی روڈ سائیڈ پر جلدی سے کھڑی کرتا، علی بخش کی بتائی ہوئی جگہ پر پہنچتا ہے۔

"علی بخش کیا ہوا؟" باسل لوگوں اور میڈیا کا ہجوم دیکھ اس سے پوچھتا ہے۔

"تھینک گوڈ سر آپ آ گئے" علی بخش اسے دیکھتا کہتا ہے۔

"سر یہ دیکھے پھر کسی کو بورے طریقے سے قتل کیا گیا ہے۔"

علی بخش لوگوں کو پیچھے ہٹاتا باسل کو کہتا ایک طرف زمین پر پری لاش کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

جس کو دیکھ کر کسی بھی انسان کہ رونگھٹے کھڑے ہو جائے۔

باسل غور سے اس لاش کو دیکھتا ہے، جس کہ ہاتھ بوری طرح کسی چیز سے کچلے ہوئے ہوتے ہے-

سینے سے بھل بھل خون بہہ رہا ہوتا ہے اور ماتھے پر بلیڈ سے ایس اے لکھا ہوا ہوتا ہے۔

"جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے پیچھلے مڈر پر بھی اس طرح ہی ماتھے پر ایس اے لکھا ہوا تھا۔"

باسل اس آدمی کہ سر کی طرف دیکھتا علی بخش سے کہتا ہے۔

"جی سر آپ نے بلکل درست کہاں جس طرح اس شخص کو مارا گیا ہے، اسی طرح پہلے ہوئے مڈر میں بھی اس طرح ہی مارا گیا تھا۔

"اس کا مطلب ان دونوں کو مارنے والا شخص ایک ہی ہے۔" باسل کچھ سوچتے ہوئے اس سے کہتا ہے۔

"جی سر مجھے بھی ایسا ہی لگ رہا ہے۔"

"تم نے یہاں کہ مقامی لوگوں سے پوچھا کہ کون اس لاش کو ادھر پھینک کر گیا ہے۔" باسل اس کی طرف دیکھتا استفسار کرتا ہے۔

"نو سر میں نے کافی لوگوں سے پوچھ لیا ہے، پر انھیں کچھ معلوم نہیں ان کا کہنا ہے۔

ہم نے بس اس لاش کو یہاں پڑے دیکھا تھا۔

انھیں یہ نہیں پتا کہ کون اس لاش کو رات کہ اس وقت یہاں پھینک کر گیا ہے۔"

"ہوں !اس کا مطلب قاتل ہماری سوچ سے بھی زیادہ چالاک ہے۔

وہ اس وقت اپنا کام سر انجام دیتا ہے، جب آدھی دنیا سو رہی ہوتی ہے۔

کتنی دیر باسل تلال تقی سے دور بھاگے گا ایک نہ ایک دن وہ ضرور قانون کہ شکنجے میں آئے گا۔"

وہ یہ کہتا وہاں سے آگے کی طرف بڑھ جاتا ہے۔

"سر آپ اس مڈر کہ بارے میں کیا کہنا چاہے گے؟

اس طرح پہلے بھی ایک مڈر ہو چکا ہے۔

کیا آپ کو قاتل کہ بارے میں کچھ پتا چلا کہ وہ کون ہے؟" باسل جیسے ہی اپنی کار کی طرف بڑھنے لگتا ہے، میڈیا کا ایک جمبے غفیر اس کا سامنے آکر کھڑا ہو جاتا ہے۔ "دیکھے ہم اپنی پوری کوشش کر رہے ہے کہ جلد سے جلد قاتل تک پہنچ سکے اور وہ وقت زیادہ دور نہیں جب قاتل کہ ہاتھوں میں قانون کی بیڑیاں ڈلی ہو گی۔

رہی بات مڈر کی تو اس کی ہم پوری تفتیش کر رہے ہے کہ ان مڈر کیس میں کہی قاتل کی ان سے کوئی دشمنی نہ ہو کہ جس وجہ سے وہ اس طرح ان کو بے دردی سے مار رہا ہے۔"

"سر آپ اس طرح اس شخص کہ بے دردی سے مارے جانے پر کیا کہے گے۔

"میں خود اس شخص کی لاش دیکھ کر حیران ہو کہ کس طرح درندگی سے اسے مارا گیا ہے، یوں لگ رہا ہے جیسے کسی نے سالوں سے اپنے اندر جمع ہوتا اپنا جنون اور بدلہ اتارا ہو۔"

"سر اس سے پہلے کتنے ایسے کیس رپورٹ ہو چکے ہے۔"

نیوز رپورٹر میں سے ایک لڑکی باسل سے استفسار کرتی ہے۔

"اس سے پہلے اسی طرح کہ ہی دو کیس رپورٹ ہوئے ہیں۔ ایک اس سال اور ایک پچھلے سال" باسل یہ کہتا اپنی کار کا دروازہ کھولے اس میں بیٹھ جاتا ہے۔

"تھینک یو سر اتنی انفو دینے کہ لیے" نیوز رپورٹر کہ سب ممبر اس کا شکریہ ادا کرتے ہے جو باسل سر ہلاتا قبول کرتا ہے۔

🔥💢 .... 🔥💢 .... 🔥💢

جاری ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چیپٹر 5 :۔

دامیر جھنجلائی ہوئی کیفیت میں کار میں بیٹھا اپنا سر ایک ہاتھ کی مٹھی پر ٹکائے کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے۔

دامیر سر فراز انکل اور ان کی بیٹی سے مل چکا تھا۔

لیکن ان کہ گھر موجود ہو کر بھی اس کی سوچ کہ تمام دھاگے بس اس ایک وجود کہ ساتھ جوڑے ہوئے تھے، جس کو وہ کچھ دیر پہلے ہسپتال میں دیکھ کر آیا تھا۔

"سائیں آج ہی حویلی واپس جانا ہے کہ کل؟" گل خان گاڑی چلاتے ہوئے دامیر سے استفسار کرتا ہے۔

"ہا۔۔۔۔۔ ہاں کیا کہا تم نے؟" دامیر سوچوں کہ گرداب سے باہر نکلتا اسے بولتا ہے۔

"سائیں آپ مجھے صبح سے ہی کسی گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے لگ رہے ہے، کوئی بات ہے تو مجھے بتائے۔" گل خان اپنے سائیں کو صبح سے یوں کسی بات پر پریشان اور اضطراب کی کیفیت میں بتلا دیکھ بلا آخر اب ہمت کر کہ پوچھ ہی لیتا ہے۔

دامیر اس کی بات پر شش و پنج میں بتلا ہو جاتا ہے۔

"سائیں کوئی بات ہے تو بلا جھجک کہہ دیں۔

یہ گل خان کا وعدہ ہے آپ سے سرادر سائیں کہ ہمیشہ آپ کا وفادار رہوں گا۔"

دامیر کہ اعصاب جو صبح سے اس پری پیکر کو سوچتے ہوئے سخت جھنجلائے ہوئے تھے، گل خان کی ڈھارس دیتی باتوں پر پر سکون ہو جاتے ہے۔

"گل خان اگر کسی انسان کو ایک شخص کا خیال بار بار اپنے ذہن میں آئے اور اس کی شبیہ اپنے سامنے نظر ائے تو اس کا مطلب کیا ہے؟"

دامیر جو صبح سے اس لڑکی کہ خیالات اور اس کی خوبصورت شبیہ بار بار اپنے ذہن کہ دریچوں پر چھا جانے پر سخت بے چین تھا۔

اب اس کو لفظوں کا عملی جامہ پہناتے ہوئے گل خان سے پوچھتا ہے۔

گل خان دامیر کہ ان سوالات پر مسکرا دیتا ہے۔

وہ سمجھ جاتا ہے کہ وہ یہ سب اپنے ہی کیفیت کہ بارے میں جاننے کہ لیے اس سے پوچھ رہا ہے۔

"سائیں جہاں تک میرا خیال ایسا سب کچھ تبی ہوتا جب آپ کو کسی سے خاص انسیت ہو جائے یا اس سے محبت ہو جائے۔"

گل خان دامیر کی طرف دیکھتا بولتا ہے۔

دامیر اس کہ جواب پر ہڑبڑاتا ہوا اپنے سلکی بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرتا خود کو کمپوز کرتا ہے۔

"کیا مجھے اس سے محبت ہو گئ ہے ؟"

دامیر خود سے ہی یوں پوچھ رہا ہوتا ہے۔

"نہ۔۔۔۔۔۔ نہیں ایسے کیسے چند منٹوں میں کسی سے محبت ہو سکتی ہے۔

گل خان صیح کہہ رہا ہے یہ ضرور میری اس لڑکی کہ لیے انسیت ہی گی، جو وہ صبح سے میرے ذہن اور میری سوچوں پر چھائی ہوئ ہے۔"

دامیر خود کو بھونڈی سی دلیل دیتا مطمئن کرلیتا ہے، پر اس چیز سے بلکل انجان کہ اس کی یہ ذرا سی انسیت کل کو کتنے شدید جنون اور عشق میں بدلنے والی تھی۔

جس کا دامیر عدنان خان کو خود بھی ادراک نہ تھا۔

"خان تم ایسا کرو گاڑی اپارٹمنٹ کی طرف موڑلو، ابھی بہت تھکاوٹ محسوس کر رہا ہو، ہم کل وو دای واپس جائے گے۔"

دامیر یہ کہتے ہی گاڑی کہ شیشوں سے باہر گزرتے درختوں کو دیکھنے لگتا ہے جو ہوا کی دوش پر اِدھر سے اُدھر جھوم رہے ہوتے ہیں۔

♥ - - - - - - - - - - - - - - - - - - ♥ - - - - - - - - - - - - - - - - - - ♥

♥ - - - - - - - - - - - - - -

صوفیہ جو مزے سے ببل چباتی انگلی میں سکوٹی کی کیز گھماتے فاونڈیشن سے باہر نکلتی ہے، پر جیسے ہی اس کی نظر اس جگہ پر پڑتی جہاں وہ صبح فاؤنڈیشن آتے سکوٹی کھڑی کر کہ گئ تھی۔

اس کی پوری آنکھیں باہر کو نکل پڑتی ہے، کیونکہ اس کی پیاری سی سکوٹی ٹریفک پولیس والا کرین کہ ذریعے لے کر جا رہا ہوتا ہے۔

"او روکو!" صوفیہ چلاتی ہوئ اس کہ پاس دوڑ لگا دیتی ہے۔

"آپ میری سکوٹی کیوں اٹھا کر لے جا رہے ہے؟"

صوفیہ لال بھبوکا ہوتی ٹریفک پولیس والے سے استفسار کرتی ہے۔

"میڈم پہلی بات تو یہ کہ آہستہ آواز میں بولے، دوسری بات کہ آپ کو پتا ہونا چاہیے کہ یوں بیچ راستے پر سکوٹی کھڑی کرنے سے رہداروں اور رائڈرز کو آنے جانے میں مشکل کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

اس وجہ سے ہم اسے اس جگہ سے ہٹا رہے ہے، سکوٹی کو کہی لے کر نہیں جا رہے۔"

"دیکھے آپ اسے نیچے رکھ دیں، میں بس یہاں سے نکل ہی رہی ہو۔" صوفیہ ٹریفک پولیس والے کو التجائی انداز میں کہتی ہے۔
ٹریفک پولیس والا اس کی بات پر اثبات میں سر ہلاتا کرین کا ہینڈل گھماتا سکوٹی نیچے زمین پر رکھ دیتا ہے۔

"کیا ہوا سعد؟" باسل جو یہاں پہ تانیات پولیس فورس کو چیک کرنے آیا تھا۔
کیونکہ یہاں سے آج ایک بہت بڑے سیاسی کارکن نے گزرنا تھا، جس کا کچھ دیر بعد اجلاس شروع ہونے والا تھا۔ "کچھ نہیں سر بس ان میڈم نے غلط جگہ پر سکوٹی پارک کی تھی۔ اس لیے میں سکوٹی کو اس جگہ سے ہٹا رہا تھا تو میڈم آگ بگولا ہی ہوگئی۔"
باسل اس کی بات پر موڑتا ہوا صوفیہ کی طرف دیکھتا ہے۔ صوفیہ اپنی سکوٹی کی بازیابی پر شکر کا سانس خارج کرتی، ہیلمٹ پہنے جلدی سے اس پر بیٹھتے اسے سٹارٹ کرتی ہے۔
صوفیہ کی ابھی تک نظر باسل پر نہیں گئی ہوتی، وہ سکوٹی سٹارٹ ہونے پر اس کو آگے بڑھانے لگتی ہے کہ اس کہ سامنے ہی باسل اپنی چھا جانے والی پرسنیلٹی کہ ساتھ آکر کھڑا ہو جاتا ہے۔

صوفیہ اپنے آگے کھڑی دیوار پر، جوتے پر نظر پڑتے آہستہ سے سر اٹھا کر اس کو دیکھتی ہے۔

لیکن باسل کو دیکھ کر فورا پہچان جاتی ہے۔

صوفیہ کہ ہیلمٹ کہ کالے شیشے ہونے کی وجہ سے باسل اس کا چہرہ دیکھنے سے اس وقت قاصر تھا۔

"جی مس اس طرح غصہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

آپ کی غلطی تھی اور بجائے سوری کرنے کہ بھڑک رہی ہے۔"

باسل پولیس یونیفارم میں کالی پرکشش آنکھوں پر گوگلز لگائے ہاتھ میں سٹیک پکڑیں اس سے بولتا ہے۔

صوفیہ کو اس کی بات پر شدید غصہ چڑھ جاتا ہے۔

وہ جلدی سے اپنا ہیلمٹ کا شیشہ اوپر کرتی اپنی سبز ساحر انگیز آنکھوں سے اسے گھورنے لگتی ہے۔

باسل سامنے اسی خوبصورت ناگن کو دیکھ کر اس کی سبز آنکھوں کہ طلسمی جادو میں کھو سا جاتا ہے۔

"اوئے مسٹر کہا کھو گیۓ ؟"

صوفیہ اس کو بت بنا دیکھ اس پر چوٹ کرتے ہوئے لہجے میں کہتی ہے ۔

باسل اس کی آواز پر ہڑبڑاتا ہوا خود کو کمپوز کرتا سنجیدگی سے صوفیہ کو دیکھنے لگتا ہے ۔

"اس طرح غصہ کرنے کی کیا ضرورت تھی ۔

پہلے کی طرح آج بھی تمہاری غلطی تھی لیکن بجائے ماننے کہ آگ بگولا ہوتی سکوٹی پکڑی اور نکل پڑی ۔

صیح شیوہ ہے تمہارا، غلطی کرنا اور بغیر سوری کیے نکل جانا ۔ "

باسل صوفیہ کو دیکھتا طنزیہ لہجے میں بولتا ہے ۔

"ایک منٹ تمہاری ہمت کیسے ہوئ مجھے اس لہجے میں مخاطب کرنے کی ہاں ، تم جانتے ہی کتنا ہو میرے بارے میں جو اپنی اتنی فضول رائے قائم کر رہے ہو ۔

صبح مجھے فاونڈیشن پہنچنے میں دیر ہو گئ تھی ، اس وجہ سے جلدی جلدی میں سکوٹی اس طرح ہی کھڑی کر کہ چلی گئ ۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم فضول باتیں ہانک کر مجھ پر چڑھائ کروں ۔ "

صوفیہ انگلی اٹھائے بھپرتے ہوئے لہجے میں باسل کو بولتی ہے ۔

"تم یقینی طور پر اسی فاونڈیشن کی بات کر رہی ہو۔"

باسل اپنی ہاتھ میں پکڑی سٹیک سے اس بلند و بالا عمارت پر جہاں پر بڑا بڑا اووِمن فاونڈیشن لکھا ہوا تھا، اشارہ کرتا اونچی آواز میں قہقہ لگاتے ہنس پڑتا ہے۔

صوفیہ کو باسل یوں ہنستا ہوا صاف اپنا مذاق اڑاتا ہوا دکھائی دیں رہا ہوتا ہے۔

"تم کیوں جوکروں کی طرح ہنس رہے ہو؟"

صوفیہ غصے سے اسے کہتی ہے۔

"ہاہاہا تم اپنا فگر دیکھوں اور اس بلند و بالا عمارت کو دیکھوں جس میں لڑکیوں کو سیلف ڈیفنس سکھایا جاتا سٹاپو نہیں کھلایا جاتا جو تم مجھ سے جھوٹ بول رہی ہو کہ تمہیں یہاں آتے ہوئے دیر ہوگئ۔

کسی اور کہ سامنے جاکف جھوٹ بولنا جو تمہارے اس حسین روپ کو دیکھ کر تمہارا جھوٹ بھی سچ سمجھ بیٹھے، پر افسوس کہ تم ایس پی باسل کو ہر گز بے وقوف نہیں بنا سکتی۔

باسل اس کو اوپر سے نیچے دیکھتا تمسخر بھرے لہجے میں کہتا ہے۔

"او مسٹر بریک لگاؤ اپنی ان بکواس باتوں پر یہ نہ ہو تم کو اس پر پچھتانا پڑ جائے۔"

صوفیہ اس کی طرف غصے سے سرخ ہوتی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بولتی ہے۔

"دھمکی دیں رہی ہو مجھے؟"، باسل خود کی طرف اشارہ کرتا اسے کہتا ہے۔

"وٹ ایور جو مرضی سمجھنا ہے سمجھوں" ، وہ اپنے سینے پر بازوں باندھتی درشتگی سے بولتی ہے۔

"بہت اور کونفیڈینس ہے تم میں، آئی لائک اٹ" ، باسل اس کی سبز آنکھوں میں اپنی کالی آنکھیں گاڑے طنزیہ لہجے میں کہتا ہے۔
صوفیہ اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیتی اور دوبارہ سکوٹی سٹارٹ کرتی باسل کہ قریب آکر اپنی سکوٹی روکتی ہے۔
"تم جو مجھے کہہ رہے تھے کہ میں اس فاونڈیشن میں جانے کی اہلیت نہیں رکھتی تو میں تمہیں یہ باور کروادو کہ میں یہاں بطور ایک مس یہاں کی لڑکیوں کو سیلف ڈیفنس سکھاتی ہو۔"
صوفیہ اپنی بات پر باسل کہ چہرے پر سخت حیرانگی کہ تاثرات دیکھ طنزیہ انداز میں مسکراتی ہے۔
"کسی کہ ظاہر پر ہر گز نہیں جانا چاہیے بلکہ اس کہ اندر کو پہچاننا چاہیے کہ اس میں کسی مقصد کو پورا کرنے کہ لیے کتنا جنون اور ہمت موجود ہے اور صد افسوس کہ تم بھی انھیں مردوں کی کیٹیگری سے بیلونگ کرتے ہو جو کسی کا بھی ظاہر دیکھ کر اس کہ بارے میں اپنی رائے قائم کرتے، اسی پر ایمان لے آتے ہے۔"

صوفیہ اس کو اچھا خاصہ اپنے لفظوں کہ نشتر سے بے عزت کرتے اپنے ہیلمٹ کا بلیک شیشہ نیچے کرتے سکوٹی چلاتی ہوئ وہاں سے نکل پڑتی ہے۔

پیچھے باسل اس کی باتیں سن اپنی جگہ سن سا کھڑا رہ جاتا ہے۔

"سر چلیے"، علی بخش جو کب سے اس کو آوازیں دیں رہا ہوتا ہے، لیکن اس کو اپنی جگہ بت بنا دیکھ اس کہ کندھے پر ہاتھ رکھے ہلاتا ہے۔

"ہا۔۔۔ہاں کیا ہوا؟" باسل ہوش میں آتا اس سے کہتا ہے۔

"سر چلیے" علی بخش دوبارہ سے اپنی بات دھراتا ہے۔

"ہاں چلوں"، وہ کہتے ہی تیزی سے آگے بڑھ جاتا ہے۔

💢------🔥-------💢-------🔥------

💢------🔥

دامیر جو ساری رات ایک پل کہ لیے بھی سو نہیں پاتا، اب اپنی کیفیت سے گھبراتے اسی رف سے حولیے میں بغیر گل خان کو بتائے جو دوسرے کمرے میں سویا ہوا ہوتا کار کی کیز پکڑے ہسپتال جانے کہ لیے نکل پڑتا ہے۔

یہ تو آنے والا وقت ہی بتانے والا تھا کہ دامیر عدنان خان کی یہ بے چینی کس جذبے میں بدلتی ہے۔

💓💓💓💓💓💓💓💓💓💓💓💓💓

دامیر جلدی سے ہاسپٹل کہ پارکنگ ایریا میں کار پارک کرتے تیزی سے اپنے قدم بڑھاتا ہاسپٹل کہ اندر داخل ہوتا ہے۔

وہ جلدی سے اسی روم میں داخل ہوتا ہے جہاں پہلی بار اس پری وش کو دیکھ کر اس کی پر سکوت بھری زندگی میں سنسنی سی برپا ہوجاتی ہے۔

دامیر جلدی سے چلتا ہوا سڑیچر کہ قریب جا کر کھڑا ہوتا، اضطراری کیفیت میں ہر چیز سے بیگانہ ہوکر اس کو دیکھنے لگتا ہے۔

نرس جو پانی سے بھرا جگ اور گلاس پکڑے روم میں داخل ہوتی ہے۔

اسی شخص کو دوبارہ دیکھ حیران ہوجاتی ہے کہ اس دن یہ شخص کہہ رہا تھا "میں اس کا کچھ نہیں لگتا، آج پھر دوبارہ ادھر ہی موجود ہے"۔

نرس یہ سوچتی ہوئی پانی کا جگ اور گلاس سٹریچر کہ قرب رکھی چھوٹی سی ڈیبل پر رکھتی اس کی طرف دیکھتی ہے۔

"سر آپ یہاں" نرس اس کو بت بنا دیکھ ذرا اونچی آواز میں پوچھتی ہے۔

دامیر کو اپنی بات پر اس طرح ہی بت بنا پیشنٹ کو دیکھتا دیکھ بڑبڑاتی ہوئی اس کو پاگل گردانتی اپنے کام میں لگ جاتی ہے۔

اچانک روم میں چھائے سکوت کو فون کی چنگاڑتی ہوئی آواز ختم کرتی ہے۔

دامیر اپنی پینٹ میں بجتے فون پر ہوش میں آتا جلدی سے فون نکالتے اوکے کرتا ہے۔

"ہاں گل خان"،،، "سائیں آپ صبح کہ سات بجے کہاں چلے گئے ہے۔"

فون سے گل خان کی فکرمند آواز اس کو سنائی دیتی ہے۔ "تم پریشان کیوں ہو رہے ہو، میں کوئی بچہ نہیں ہوں۔ اپارٹمنٹ میں دم گھٹ رہا تھا، اس لیے تازہ ہوا کھانے باہر آگیا بس آدھے گھنٹے میں آتا ہو۔"

دامیر یہ بولتے ہی بغیر اس کی اگلی بات سنے فون کاٹ دیتا ہے۔

نرس حیران ہوتی اسے دیکھتی ہے کہ پہلے اپنے مخاطب کرنے پر بت بنا اور ہسپتال میں کھڑے کسی سے جھوٹ بولتا دیکھ دامیر پر اس کو کسی سائیکو کا گمان ہوتا ہے۔

"سر آپ پھر یہاں آ گئے؟"

نرس اب گھورتے ہوئے اس سے پوچھتی ہے۔

"نہیں وہ ویسے ہی" دامیر عجیب بے معنی جملے بولتا ہے۔

"اب بھی آپ کہہ دیں کہ آپ اس پیشنٹ کو نہیں جانتے۔" نرس اس کو مشکوک نظروں سے گھورتے ہوئے استفسار کرتی ہے۔

"نہیں میں جانتا ہوں اسے" دامیر کو کچھ سمجھ نہیں آتا کہ کیا کہے نرس سے اس لیے جھوٹ ہی بول دیتا ہے۔

"آپ مجھے ڈاکٹر کا روم بتا دیں جن کہ پاس ان کا کیس ہے۔"

دامیر سٹریچر پر لیٹے اس بے جان وجود کی طرف اشارہ کرتے بولتا ہے۔

جو کب سے کوما میں تھی۔

"آپ یہاں سے لیفٹ جا کر رائٹ ہو جائے، سیدھ میں بنے روم میں سے سب سے اینڈ والا روم ڈاکٹر ریاض کا ہے، جن کہ پاس ان پیشنٹ کا کیس ہے۔

آپ روم کہ باہر لگی نیم پلیٹ دیکھ لیجیے گا، جس پر ڈاکٹر کا نام لکھا ہو گا۔

اس طرح آپ کو ڈھونڈنے میں آسانی ہو جائے گی۔"

نرس اس بار دھیمے لہجے میں اسے بتاتے ہی وہاں سے نکل جاتی ہے۔

دامیر ایک نظر اس پری پیکر کو دیکھتے، اپنی نظروں کو اس کی دید سے سراب کرتے، وہاں سے نرس کہ بتائے ہوئے رستے پر چل پڑتا ہے۔

🔥💟🔥💟🔥💟🔥💟🔥💟

جاری ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چیپٹر 6 :۔

باسل کو سارے رستے پولیس جیپ میں صوفیہ کہ الفاظ یاد آرہے ہوتے ہے۔

"کیا میں نے اس کا دل دکھایا ہے؟" باسل بے چین سا اپنے آپ سے سوال کرتا ہے۔

"باسل تلال تقی یہ تمہیں اس کی بے عزتی کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا کہ تم کتنا اپنی جلی کٹی باتوں سے اس کا دل دکھا چکے ہو۔"

باسل کہ ضمیر سے آتی آواز اسے بری طرح سے جھنجھوڑ رہی ہوتی ہے۔

باسل ان سب باتوں سے چھٹکارا پانے کہ لیے جیپ کی سپیڈ بڑھاتا تھانے کی طرف موڑ لیتا ہے۔

💢💢💢💢💢💢💢💢💢

دامیر نرس کہ بتائے ہوئے روم کہ سامنے کھڑا ہوتا ہے۔

جہاں روم کہ باہر ڈاکٹر ریاض کا نام وائٹ شیشے کی پلیٹ پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

دامیر دروازہ نوک کرتا ڈاکٹر کی اجازت دینے پر اندر قدم رکھتا ہے۔

ڈاکٹر ریاض جو اپنے کسی پیشنٹ کی فائل ہسٹری چیک کر رہے ہوتے ہے، اپنے سامنے خوبرو نوجوان کو کھڑا دیکھ ایک شفقت بھری مسکراہٹ ان کہ چہرے احاطہ کر جاتی ہے۔
ڈاکٹر ریاض اشارہ کرتے دامیر کو بیٹھنے کو کہتے ہے۔ "جی بولے ینگ مین میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں۔ ڈاکٹر ریاض دامیر کی طرف دیکھتے ہوئے بولتے ہے۔
"وہ سر میں یہاں آپ ہی کی ایک پیشنٹ کی انفو جاننے آیا ہوں۔"
"میرے تو بہت سے پیشنٹ ہے جن میں سے کچھ ابھی زیر علاج ہے اور کچھ صحت یاب ہو چکے ہے۔"
"آپ کس پیشنٹ کی انفو جاننا چاہتے ہے۔"
ڈاکٹر ریاض اپنے دونوں ہاتھ باہم ایک دوسرے میں پیوست کرتے میز پر رکھتے تھوڑا سا آگے کو ہوتے دامیر سے استفسار کرتے ہے۔

"وہ سر روم نمبر 21 کی پیشنٹ کی انفو جاننی تھی۔"
دامیر اپنے ہاتھوں کی مٹھی بنائے اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتا ڈاکٹر سے کہتا ہے۔

"آپ اس کہ کیا لگتے ہے ؟"، ڈاکٹر ریاض دامیر کی گھبراہٹ کو اپنی جادیدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھتے ہے۔

"و۔۔۔۔۔۔۔ وہ سر میں اس کہ ریلیٹوئیز میں سے ہوں۔"

"اواچھا ینگ مین آپ ان کہ رشتے دار ہے تو، یہ بات بتانے میں اتنی گھبرانے کی کیا ضرورت ہے۔؟"

"دراصل روم نمبر 21 کی پیشنٹ پیچھلے گیارہ بارہ سالوں سے کوما میں ہے۔"

دامیر یہ بات سن سکتے میں چلاجاتا ہے۔ اس کہ پورے تن بدن میں نہ ختم ہونے والی تکلیف سرائیت کرجاتی ہے، جواس کو بوری طریقے گھائل کررہی ہوتی ہے۔

"ینگ مین آریوں دئیر"، ڈاکٹر ریاض اپنی بات پر دامیر کو بت بنا دیکھ اس کہ سامنے اپنا ہاتھ لہراتے ہوئے کہتے ہے۔ دامیر ان کی بات پر ہوش میں آتا بے چینی سے ان کی طرف دیکھتا ہے، جیسے جاننا چارہاہو، اس کہ پیچھے کیا وجہ ہے؟۔

جو وہ نازک اندام سی دیکھنے والی لڑکی اتنے سال کوما میں رہی۔

"اس کہ پیچھے کی مجھے کچھ باتیں ہی پتا ہے کیونکہ جب وہ ادھر لائی گئ تھی، تب وہ بہت بوری حالت میں تھی۔ جیسے ان کہ ساتھ ریپ کیا ہواور وہ تب ہی کوما کی کنڈیشن میں چلی گئ تھی۔ اس لیے ہم پیشنٹ کہ بارے میں مزید نہیں جان سکے۔"

ڈاکٹر ریاض دامیر کی سوالیہ نظروں کو خود پر جمہ دیکھ اس کو تفصیل سے سب کچھ بتا تے

ہے۔

دامیر جو ڈاکٹر کی باتیں اذیت اور تکلیف سے سن رہا ہوتا ہے کہ کس طرح اس نازک وجود نے اپنے اوپر اتنی بڑی تکلیف کو برداشت کیا ہوگا، اچانک ڈاکٹر کی ریپ والی بات سن اس کی ماتھے کی رگیں پھولنا شروع ہو جاتی ہے۔

جو دامیر عدنان خان کہ سخت تیش اور غصے کا پتا دیں رہی ہوتی ہے۔

"ڈاکٹر سر یہ آپ کیا کہہ رہے ہے۔؟"

وہ غصے سے اونچی آواز میں ڈاکٹر کو بولتا ہے۔

"کول ڈائون ینگ مین ہمیں پیشنٹ کی حالت سے یہی لگا کہ ان کا ریپ ہوا ہے، آگے جب پیشنٹ ہوش میں آئے گی وہ خود ہی سب کچھ بتا سکتی ہے کہ ایسا کیا ہوا جو وہ اس نہج تک پہنچی۔"

دامیر اپنے غصے پر قابو نہ رکھتا ہوا تیزی سے بھاگتا ہوا ڈاکٹر کہ روم اور یہاں تک کہ ہسپتال تک سے نکل جاتا ہے۔

ڈاکٹر جو آگے اس پیشنٹ کہ بارے میں مزید بتانے لگتے ہے، ایک دم دامیر کو غصے میں چئیر سے اٹھ کر باہر کو بھاگتا دیکھ حیران ہو جاتے ہے۔

"لگتا ہے اس بچے کو کافی دکھ ہوا ہے پیشنٹ کہ بارے میں جان کر"، ڈاکٹر ریاض خود سے ہی بولتے دوبارہ سے پیشنٹ کی فائل پکڑیں ریڈ کرنے لگتے ہے۔

کیا کچھ نہیں نظر آرہا تھا دامیر کہ چہرے پر غصہ، اذیت روح کو کچو کے لگاتی یہ بات کہ اس کا ریپ ہو چکا ہے۔ یہ بات دامیر کی سماعتوں سے بار بار ٹکرا رہی ہوتی ہے۔ دامیر جو ہسپتال سے نکلتا ہر چیز سے بیگانہ ہوتے سڑک پر چلنے لگتا ہے۔

"اس کی کنڈیشن سے لگ رہا تھا اس کا ریپ ہو چکا ہے، اس کا ریپ ہو چکا ہے"،،،، ڈاکٹر کہ یہ جملے بار بار اس کی سماعتوں سے ٹکراتے اس کی روح تک کو گھائل کر رہے ہوتے ہے۔

"نہیں!"، دامیر ان آوازوں سے پیچھا چھڑوانے کہ لیے کانوں پر ہاتھ رکھے اونچی آواز میں چیختا روتے ہوئے زمین پر بیٹھتا چلا جاتا ہے۔

سڑک سے گزرتے لوگ حیرانگی سے اس لمبے چوڑے مردانہ وجاہت رکھنے والے بھرپور مرد کو یوں بچوں کی روتا دیکھ اس کی طرف دیکھنے لگتے ہیں۔

کچھ اس کو پاگل گردانتے اپنی منزل کی طرف بڑھ جاتے ہے۔

"کیوں !اس کہ ساتھ ایسا ہوا، کاش اس کی ساری تکلیف مجھے مل جاتی"، وہ روتے ہوئے خود سے ہی بڑبڑا رہا ہوتا ہے۔

"لیکن اب نہیں تم صرف میری ہو اینجل، صرف میری، میں تمہاری زندگی سے تمام دکھ اور تکلیف کو نکال کر اس کو خوشیوں اور سکون سے بھر دو گا۔
ہماری ایک اپنی چھوٹی سی دنیا ہوگی جس میں دامیر اور اس کی اینجل ہمیشہ ایک دوسرے کی ہمراہی میں خوش و خرم زندگی گزارے گے اور یہ دامیر عدنان خان کا خود سے وعدہ ہے۔"
دامیر اپنے آپ سے اپنی اینجل کی زندگی میں خوشیاں لانے کا پختہ ارادہ کرتا ہے۔

دامیر کہ خود سے عہد کرتے ہی دوبارہ سے اس کی بھوری آنکھوں سے آنسوں بہتے اس کی داڑھی میں جذب ہو جاتے ہے۔

جاری ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چیپٹر 7 :۔

گل خان دامیر کو اتنا ٹائم ہو جا نے پر ڈھونڈتا ہوا ہسپتال کہ مین روڈ پر آجاتا ہے۔

اچانک اس کی نظر روڈ سائیڈ پر پڑتی ہے جہاں دامیر زمین پر اجڑی ہوئی حالت میں بیٹھا ہوا ہوتا ہے۔

دامیر کو اس حالت میں دیکھ وہ اپنی جگہ ٹھٹک جاتا ہے لیکن جلد ہی اپنے آپ کو کمپوز کرتا دوڑتا ہوا دامیر کہ پاس پہنچتا ہے۔

"سائیں میں نے آپ کو کہا کہا نہیں ڈھونڈا، اور آپ یہاں اس طرح کیوں بیٹھے ہوئے ہے ؟ ، اٹھے "،،

گل خان جلدی سے دامیر کو کندھوں سے پکڑ کر اٹھاتا ہے۔

دامیر آنسوں بھری آنکھوں سے سر اٹھا کر گل خان کی طرف دیکھتا ہے۔

"سائیں آپ رو کیوں رہے ہے۔"

گل خان اپنے خوبرو سے سر ادر سائیں کو جو مشکل سے مشکل وقت میں بھی کبھی نہیں ہارے آج اس کو یوں ٹوٹی بکھری حالت میں دیکھ سخت پریشانی کا شکار ہو جاتا ہے۔

"خان ابھی مجھ سے کچھ نہ پوچھوں میں یہاں سے جانا چاہتا ہوں۔"

دامیر روندی ہوئی آواز میں گل خان سے کہتا خود آگے کی طرف قدم بڑھا دیتا ہے
گل خان پیچھے دامیر کی رونے کی وجہ نہ جانتا ہوا سخت الجھن کا شکار ہو جاتا ہے۔
"پتا نہیں سائیں کو کیا ہو گیا ہے کل سے ہی عجیب رویا اپنایا ہوا انھوں نے"، گل خان خود سے کہتا دامیر کہ پیچھے چل پڑتا ہے۔

💢💢💢💢💢💢💢

رات کہ اس وقت ہسپتال کہ روڈ پر اکا دکا لوگ ہی نظر آ رہے تھے، ایسے میں کوئی دبے قدموں سے چلتا ہوا روم نمبر ایکس میں داخل ہوتا ہے۔
وہ وجود دروازے میں ہی کھڑا غور سے سٹریچر پر لیٹے وجود کی طرف دیکھتا ہے۔

رات کہ تین بجے کا وقت تھا، ایسے میں اس ایریا میں کم ہی کسی کا آنا جانا تھا۔
وہ وجود آہستہ سے چلتا ہوا سٹریچر کہ قریب رکھی چئیر سٹریچر کہ پاس کھسکا تا اس بے جان پڑے وجود کی طرف دیکھتا ہے۔
اچانک اس نقاب پوش کی انکھوں سے قطار در قطار آنسوں بہنا شروع ہو جاتے ہے۔
جیسے ان آنسوئوں نے بھی ان آنکھوں کا رستہ ہی دیکھ لیا ہو۔

وہ نقاب پوش کچھ یاد آنے پر بے دردی سے اپنے آنسو پونچھتا سرخ انکھوں سے ایک غیر مرئی نقطے کو گھورنے لگتا ہے۔

"میرا وعدہ ہے آپ سے آپ کی ایسی حالت کرنے والوں کو اپنا حساب چوکانا ہوگا۔ انھیں موت سے بھی بدتر اذیت سے دوچار ہونا ہوگا، جس طرح آپ اتنے سال اس اذیت میں بتلا رہی۔"

وہ وجود اس کہ ہاتھ پکڑتا اس پر عقیدت سے بوسا دیتے اسی پر اپنا سر رکھتا آنسوئوں کہ ساتھ رونے لگتا ہے۔

اس سے پہلے کہ وہ وجود اپنا ضبط کھوتا جو وہ اتنے سالوں سے خود پر باندھتا آیا تھا، وہ جلدی سے اس کہ ماتھے پر بوسا دیتے وہاں سے اس طرح ہی خاموشی سے نکل جاتا ہے، جس طرح خاموشی سے وہ وہاں آیا تھا۔

💦🔥........💦🔥........💦🔥........💦🔥

صبح کا وقت تھا ایسے میں باسل پولیس یونیفارم میں تیار رسا اپنی گھڑی بند کر رہا ہوتا کہ اچانک اس کہ ذہن میں کل کی اپنی صوفیہ سے کی گئ تلخ کلامی یاد آجاتی ہے۔

کیس کہ سلسلے میں باسل کو کافی دیر ہو چکی تھی، جس وجہ سے وہ گھر آتے ہی تھکاوٹ سے چوڑ بستر پر لیٹتے ہی سو گیا تھا۔

لیکن کل سے جس چیز سے وہ سخت گلٹ محسوس کر رہا ہوتا ہے، وہ سب کچھ دوبارہ سے یاد آنے پر اس کو اپنے اوپر شدید غصہ آ رہا ہوتا ہے کہ آخر کو وہ ہوتا کون ہے کسی کو جج کرنے والا۔

"آ! میں کیا کروں؟" باسل گھڑی اتار کر سامنے لگے شیشے پر مارتا غصے سے کہتا ہے۔

"تم اس سے معافی مانگ لوں اس طرح تم بھی اس گلٹ سے نکل جائو گے اور صوفیہ کہ دل میں بھی تمہارے لیے کوئی خلش باقی نہیں رہے گی۔"

اچانک باسل کو اپنے ضمیر کی آواز سنائی دیتی ہے۔ "ہا۔۔۔۔۔ ہاں یہ ڈھیک ہے میں اس سے سوری کر لوگا کہ میں نے جو کچھ بھی کہاں وہ انجانے میں کہاں"، باسل یہ کہتا خود کو مطمئن کر لیتا ہے کہ وہ آج صوفیہ سے سوری کر لے گا۔

اچانک سے دو سبز آنکھوں کا عکس چھن سے اس کی آنکھوں کہ سامنے لہراتا ہے۔

"اف زہریلی ناگن" باسل صوفیہ کو نئے لقب سے نوازتا خود کو کمپوز کرتا کار کی کیز پکڑے مسکراتے ہوئے روم سے باہر کی طرف اپنے قدم بڑھا دیتا ہے۔

💢🔥💢🔥💢🔥💢🔥💢🔥

دامیر جلدی سے اپنے روم میں داخل ہوتا ہر چیز کو توڑنے لگتا ہے۔

"کیوں ہوا ایسا؟" دامیر چیختے ہوئے سائیڈ ٹیبل پر پڑا واز اٹھا کر زمین پر دیں مارتا ہے۔

آ! وہ چیختے ہوئے اپنے ہاتھوں سے اپنے بالوں کو نوچتے رونے لگ جاتا ہے۔

اچانک دامیر کی نظر زمین پر بکھرے واز کہ ٹوٹے ٹکڑوں پر پڑتی ہے۔

وہ ان ٹکڑوں کو دیکھتا اذیت سے مسکرا دیتا ہے۔

گل خان گاڑی پارکنگ لوٹ میں کھڑی کر کہ جیسے ہی اپارٹمنٹ کہ اندر قدم رکھتا ہے۔

اس کو دامیر کہ کمرے سے چیزیں توڑنے اور اس کہ چیخنے کی آوازیں آتی ہے۔

گل خان گھبراتا ہوا جلدی سے دامیر کہ روم کی طرف بھاگتا ہے۔

لیکن آگے کا منظر دیکھ اس کی روح تک لرز جاتی ہے۔ دامیر واز کہ ٹوٹے ٹکڑوں پر ننگے پیر چل رہا ہوتا ہے اور اس درد کو برداشت کرتے ہوئے اس کہ چہرے پر سخت تکلیف کہ آثار دکھائی دیں رہے ہوتے ہے۔

پورا فرش دامیر کہ پیروں سے بہتے خون سے بھر جاتا ہے۔

لیکن دامیر اس سب سے لاپرواہ بنا ان شیشے کہ ٹکڑوں پر چل رہا ہوتا ہے۔

"سائیں!" اچانک گل خان دامیر کو زمین پر گرتا دیکھ ہواس باختہ سا بھاگتا ہوا اس کہ پاس آتا ہے۔

"سائیں یہ کیا کردیا آپ نے اپنے ساتھ؟"، گل خان اس کو سہارا دیتا بیڈ پر بیٹھاتا ہے۔

"کچھ نہیں ہوا مجھے زندہ ہوا تنی سی اذیت سہ کر مجھ جیسے ہٹے کھٹے مردانہ مرد کو کیا ہونا ہے۔"

دامیر گل خان کو پیچھے دھکا دیتا غصے سے کہتا ہے۔ "چلے جاؤ یہاں سے گل خان میں بلکل ڈھیک ہوں، میں اس وقت اکیلا رہنا چاہتا ہو۔"

دامیر اس کو جانے کا کہتا خود اڑا ترچا سا بیڈ پر لیٹ جاتا ہے۔

"پر سائیں آپ کہ پاؤں سے بہت خون بہہ رہا ہے، مجھے ڈاکٹر کو بلانے دیں۔"

"خان یہ ایک سردار کا حکم ہے کہ مجھے اس وقت اکیلا چھوڑ دیا جائے، کیا تم اپنے سردار سائیں کہ حکم سے انحراف کروں گے؟"

گل خان دامیر کی اس بات پر چپ چاپ روم سے نکلتا چلا جاتا ہے۔

"اینجل یوں آر اونلی مائن، بس آج کی رات پھر کل صرف تم میری ہوگی، صرف میری"،

دامیر بڑبڑاتا ہوا آہستہ آہستہ نیند کی وادی میں چلا جاتا ہے۔

💘 🔥 ...... 💘 🔥 .... 💘 🔥 .... 💘 🔥

یہ منظر بہت بڑے بار کا تھا، جہاں رات کہ وقت ان شریف لوگوں کا آنا جانا تھا جو صبح کہ وقت مصمعویت کا لبادہ اوڑھے لوگوں کو بے وقوف بناتے، نہ جانے کتنی ہی گھر کی عزتوں کو برباد کر چکے تھے اور انھیں پوچھنے والا کوئی بھی نہیں تھا۔

"ہاں غفور ڈھکانے لگا دیا پھر اس کتے کو، جس نے اسلم اعجاز کہ خلاف بولنے کی کوشش کی"، پچاس سال کا گندمی رنگت اور فربی جسم کا حامل شخص بار کہ کونے والی جگہ پر صوفے پر پھیل کر بیٹھا اپنے پاس بیٹھی حسینہ کو ہوس بڑی نظروں سے دیکھتا غفور سے پوچھتا ہے۔

"ہاں صاحب جی جھوٹ تو میں بولتا نہیں اور بے قصور کو میں چھوڑتا نہیں، خیر سے اس کہ گھر والوں سمیت سب کو آگ کی بھٹی میں جھونک دیا ہے۔

اب تک تو ان کی جل کر ہڈیاں بھی نہیں بچی ہوگی۔"

غفور اپنے گنجے سر پر کمینگی سے ہاتھ پھیرتا اسلم سے کہتا ہے۔

"بلکل ایسے ہی کام کیا ہے ناں جس طرح پچھلے بارہ سال پہلے کیا تھا؟"

اسلم وسکی کو گھونٹ گھونٹ اپنے اندر اتارتا اس سے پوچھتا ہے۔

"ہاں صاب جی بلکل ایسے ہی کام کیا ہے، جیسے پہلے کوئی ہمارے خلاف ثبوت نہیں اکھٹا کر سکا بلکل آج بھی کوئی جان نہیں پائے گا کہ اس کہ پیچھے پاکستان کہ مشہور سیاسی شخصیت اسلم اعجاز کا ہاتھ ہے۔"

غفور رازداری سے اسلم کہ کان میں کہتا ہے۔

جس سے اسلم اعجاز اپنی جیت کہ نشے میں کروفر اور غرور سے اونچی آواز میں قہقہہ لگاتا ہنس پڑتا ہے۔

جس میں غفور کہ بھی قہقے شامل ہو جاتے ہے۔

🔥 .... 🔥 .... 🔥 .... 🔥 .... 🔥

جاری ہے۔.............

چیپٹر 8 :۔

باسل تھانے سے سیدھا صوفیہ کہ ہوسٹل کی طرف گاڑی موڑلیتا ہے، وہ آج ہر حال میں صوفیہ سے اپنے رویے کی معافی مانگ لینا چاہتا تھا، جس وجہ سے وہ اتنا ہرٹ ہوئی۔

باسل گاڑی ایک سائیڈ پر کھڑی کرتا جلدی سے اپنے قدم ہوسٹل کی طرف بڑھا دیتا ہے۔

"ہیلو مس آپ مجھے صوفیہ کہ بارے میں بتا سکتی ہے، وہ ادھر ہی رہتی ہے۔"

وارڈن جو اپنے فون میں کھوئی ہوئی ہوتی ہے، اچانک کسی کی روب دار مردانہ آواز سن کر سر اٹھا کر بولنے والے کی طرف دیکھتی ہے۔

ایک پل کہ لیے وارڈن بھی باسل کی سحر انگیز پرسنیلٹی میں کھو سی جاتی ہے۔

باسل جو پولیس یونیفارم میں شرٹ کہ تین چار بٹن کھولے اس میں بلیک گوگلز ارسائے اپنی مقناطیسی کالی آنکھوں سے اس سے صوفیہ کہ بارے میں استفسار کر رہا ہوتا ہے۔

"آپ کس صوفیہ کی بات کر رہے ہے، یہاں تو اس نام کی چار لڑکیاں ہے۔

"آپ کو کون سی والی سے ملنا ہے۔"

وارڈن جلدی سے باسل کہ سحر سے نکلتی خود کو کمپوز کرتی اس کو دیکھتے ہوئے پوچھتی ہے۔

"اف مجھے اس زہریلی ناگن کا نام بھی پورا نہیں پتا۔

آپ تھوڑی ہلپ کر دیں مجھے اس کا پورا نام نہیں یاد۔"

باسل جھنجھلاتا ہوا وارڈن سے کہتا ہے۔

وارڈن باسل کا اپنے بڑے نظر کہ چشمے کو نیچے کھسکاتے گھورتے ہوئے اسے دیکھتی ہے، جیسے پوچھنا چاہ رہی ہو، "تم جس سے ملنا چاہتے ہو اس کا نام تک نہیں یاد۔"

"دیکھیں آپ کو مجھ کو دیکھنے سے لگ ہی گیا ہوگا میں پولیس والا ہو تو میں اپنے کیس کہ سلسلے میں اس سے کچھ پوچھنے آیا ہو، کیونکہ موقع واردات پر صوفیہ کو بھی دیکھا گیا تھا اس جگہ پر" باسل کوئی بہانا نہ بنتے دیکھ جو منہ میں آتا ہے وارڈن سے بولتا چلا جاتا ہے۔

"کیا! اس کا مطلب کہ ہمارے ہوسٹل کی رہائش پذیر ایک چور ہے اور آپ اس کو پکڑنے آئے ہے۔"

وہ وارڈن اپنے ہوسٹل کا نام خراب ہونے کہ ڈر سے گھبراتے ہوئے اس سے کہتی ہے۔

"اف میں کہا پھس گیا" باسل اس کی باتیں سن اپنا ماتھا پیٹنے والے انداز میں ہلکی آواز میں خود سے ہی بڑابڑاتا ہے۔

"دیکھیں وہ لڑکی کوئی چور نہیں ہے اور آپ کہ ہوسٹل کا بھی کوئی نام خراب نہیں ہو رہا، اس لیے گھبرائے نہیں بس وہ حادثے کی جگہ پر موجود تھی اور میں اس کی بطور گواہ اس سے تفتیش کرنے آیا ہو نہ کہ اسے پکڑنے تو پلیز آپ اسے بلا دیں۔"

باسل کب سے اس وارڈن کو اپنے دماغ کی دہی بنانے پر بڑے ضبط سے اسے کہتا ہے۔

" دیکھے میں آپ کو بتا چکی ہو یہاں چار لڑکیوں کہ نام صوفیہ ہے اب مجھے الحام ہونے سے تو رہاکہ آپ کس صوفیہ سے ملنا چاہتے ہے ۔ "

"کہہ تو بیچاری ڈھیک رہی ہے ۔ "

باسل وارڈن کی بات پر سوچتا ہے ۔

"آپ سب کہ چہرے کہ خدوخال جانتی ہے نہ تو چاروں کہ چہرے کہ خدوخال بتا دیں اس سے میں آسانی سے بتا دو گا کہ میں کس صوفیہ سے ملنا چاہتا ہو۔ "

باسل خود کو کوستا کہ کاش وہ صوفیہ سے اس کا پورا نام ہی پوچھ لیتا اپنی عقل پر ماتم کرتا ہوا وارڈن سے کہتا ہے ۔ "ہاں یہ ڈھیک ہے ۔ " وارڈن خوشی سے بولتی ہے ۔

"پہلی صوفیہ نام کی لڑکی جس کی سنہری رنگت ہے او۔ ۔ ۔ ر، اس سے پہلے وہ آگے اس صوفیہ نامی لڑکی کہ چہرے کہ مزید حصے بتانے کہ لیے منہ کھولتی کہ باسل وہی پر ہاتھ کھڑا کرتا اس کو ادہر ہی روکتا اشارے سے اگلی صوفیہ کہ چہرے کہ بارے میں بتانے کو کہتا ہے ۔

"دوسری صوفیہ اس کا گورا رنگ ہے ۔ "

وارڈن کہ یہ الفاظ سنتے باسل خوش ہو جاتا ہے اسے اصل صوفیہ مل گئ پر اسی وقت اس کی خوشی وارڈن کی اگلی بات کہنے پر دوبارہ سے مرجھائے چہرے میں بدل جاتی ہے ۔

"اس کہ گال پر دائیں سائیڈ پر موکا ہے۔"

اس کی یہ بات کہنے پر ہی باسل غصے سے وارڈن کو دیکھتا ہے جو کب سے اس کہ دماغ کا اپنی باتوں سے بھرتس بنا چکی تھی۔

"آگے بتائے۔" وہ دوبارہ سے وارڈن سے بولتا اس کو آگے بتانے کو کہتا ہے۔

"تیسری نام کی صوفیہ اس کا بہت کالا رنگ ہے، سب اسے افریقی ہبشن کہتے ہے۔"

"بس!" وارڈن اسے سے پہلے آگے مزید اس لڑکی کہ بارے میں بتاتی باسل ایک ہاتھ سے اپنا سر پکڑے آہستہ آواز میں غصے میں اس سے کہتا ہے۔

"جو لاسٹ رہ گئ ہے وہی صوفیہ ہوگی، آپ جلدی سے اسے بلائے۔"

"پر سر آپ نے اس کا تو سنا ہی نہیں کیسا چہرا ہے۔"

"میں یہاں لڑکیوں کہ چہرے کی داستان سننے نہیں آیا یہی وہ صوفیہ ہے. جس سے میں ملنا چاہتا ہو تو وداؤٹ کسی ارگیومنٹس کہ اسے بلائے۔"

وہ غصے سے سرخ ہوتے چہرے سے وارڈن سے کہتا ہے۔

"وہ اہدر ہی ہوگی تو بلاؤگی نہ"، وارڈن باسل کہ غصہ کرنے پر آہستہ آواز میں کہتی ہے۔

"واٹ! آپ کہنا کیا چاہ رہی ہے کہ وہ اہدر ہے ہی نہیں پھر وہ کہاں گئ ہے؟"

باسل اس کی طرف دیکھتا درشتگی سے پوچھا ہے۔

"سر وہ توکل کی یہاں سے جا چکی ہے۔"

"لیکن کیوں ؟، جہاں تک مجھے پتا ہے وہ اس ہوسٹل ہی میں رہتی ہے۔"

"سر آپ بلکل ڈھیک کہہ رہے ہے لیکن ان کی یونی سے ان کو کچھ ویک کی چھٹیاں ملی ہے، جو وہ منانے یہاں سے جا چکی ہے۔

مجھے یہ نہیں پتا کہ وہ کہاں گئ ہے، لیکن جب بھی انھیں چھٹیاں ہوتی ہے، وہ یہاں سے چلی جاتی ہے۔"

وارڈن باسل کو سب کچھ تفصیل سے بتاتی دوبارہ سے اپنے فون میں مصروف ہو جاتی ہے۔

باسل جس کا دماغ وارڈن کی فضول باتوں سے پہلے ہی گھما ہوا تھا، اب صوفیہ کہ یہاں سے چلے جانے کہ بارے میں سن کر اس کا پارہ ساتویں آسمان پو پہنچ چکا تھا۔

جتنا خوش باش وہ تھانے سے صوفیہ سے سوری کرنے کہ لیے نکلا تھا، اب اتنے ہی غصے میں ہوسٹل سے باہر نکلتا کار کہ پاس پہنچ کر زور زور سے گاڑی کہ ٹائر پر پیر مارتا ہے۔

جیسے یہ کر کہ اپنا غصہ کم کرنا چاہ رہا ہو کچھ دیر بعد وہ خود کو کمپوز کرتا کار میں بیٹھتا تیزی سے کار کو وہاں سے بھاگا لے جاتا ہے۔

"ماما پاپا گڑیا وہ"ایک خوبصورت وادی میں کھڑی وائٹ فیری فراک پر سر پر وائٹ پھولوں کا تاج پہنے دور ایک پہاڑ پر اپنے ماں باپ اور گڑیا کو کھڑا دیکھ مسکراتے ہوئے انھیں پکارتی، ان کی طرف بھاگتی ہے۔

پر یہ کیا اس کہ تیز بھاگنے کہ باوجود رستہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا ہوتا بلکہ اس کو رستہ اور طویل ہوتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

جس پر وہ چلتی جا رہی تھی لیکن اپنی منزل مقصود پر پہنچ نہیں پا رہی تھی کہ اس کی نظر اپنے ماں باپ اور اپنی گڑیا پر پڑتی ہے جو اپنی باہیں پھیلائیں اسے اپنی طرف بلا رہے ہوتے کہ اچانک وہ سب اس پہاڑ کی چوٹی سے گر پڑتے ہے۔

"نہیں! ماما پاپا گڑیا مجھے چھوڑ کر نہ جائوں۔"

وہ وجود بھاگتا ہوا اس پہاڑ کی چوٹی پر پہنچتا ہے لیکن اس کہ پہنچنے سے پہلے ہی اس کہ ماں باپ اور گڑیا اس کو چھوڑ کر جا چکے ہوتے ہیں۔

"ماما پاپا گڑیا!" وہ اونچی آواز میں چیخنے لگتی ہے۔

نرس جو مریض کی دوائیاں چیک کرنے آئی تھی اچانک اس وجود کو اونچی آواز میں چلاتے دیکھ نرس حیرانگی کہ ساتھ خوش ہو جاتی ہے کیونکہ بارہ سال بعد اس وجود کا کومے سے باہر آنا کسی معجزے سے کم نہیں تھا۔

نرس جلدی سے خود پر قابو پاتی ڈاکٹر ریاض کو بلانے کہ لیے روم سے تیزی سے نکل پڑتی ہے۔

"سر جلدی چلیے، روم نمبر 21 کہ پیشنٹ کو ہوش آچکا ہے اور وہ کسی بات پر چلا رہی ہے آپ جلدی سے آجائے۔"

نرس تیزی سے بھاگنے کی وجہ سے اپنا تنفس بحال کرتی ڈاکٹر سے کہتی ہے۔

ڈاکٹر ریاض بھی نرس کی بات پر شوک میں چلے جاتے ہے، کیونکہ وہ اس پیشنٹ کی صحت یابی کی امید ہی چھوڑ چکے تھے۔

لیکن پیشنٹ کی ہوش میں آنے کی خبر سنتے ہی جلدی سے نرس کہ پیچھے چل پڑتے ہے۔

💢🔥💢🔥💢🔥💢🔥💢🔥

دامیر اپنے روم میں کھڑا اپنے آپ کو دیوار گیر آئینے میں خود پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالتا کار کی کیز پکڑے روم سے باہر نکل پڑتا ہے۔

"سائیں آپ کہی جا رہے ہے؟"

گل خان جو ساری رات دامیر کی حالت کو دیکھتا سویا نہیں تھا ، اب دامیر کو یوں تیار سا کہی جاتے دیکھ اس سے استفسار کرتا ہے ۔

"ہاں میں ہسپتال جا رہا ہوں ۔ " دامیر اس کہ پوچھنے پر سر سری سے انداز میں بتاتا خود اپارٹمنٹ سے باہر کی طرف اپنے قدم بڑھا دیتا ہے ۔

"پر سائیں ہمیں دو دن ہو چکے ہے شہر میں ، اب ہمیں واپس وادی چلے جانا چاہیے ۔ "
گل خان دامیر کو جاتا دیکھ ہلکی آواز میں کہتا ہے ۔

"فکر نہ کروں ہم آج ہی وادی جائے گے ۔
بس میں اپنی اینجل اور وادی کی ہونے والی ملکہ کو لے آئو ۔ "
دامیر خوبصورتی سے مسکراتے ہوئے یہ بات گل خان سے کہتا ہے ۔

"سائیں میں آپ کی بات سمجھا نہیں ، آپ کیا کہنا چاہ رہے ہے ؟ "
گل خان اس کی عجیب باتیں سن ناسمجھی کی کیفیت میں گھڑا اس سے پوچھتا ہے ۔

"سمجھ جائو گے آگے جا کر بہت جلد فکر نہ کروں ۔
آنے والے دنوں میں تم نے ہی میری اینجل کی میری غیر موجودگی میں اپنی جان سے بھی بھر کر حفاظت کرنی ہے ۔ دامیر یہ بولتا جلدی سے باہر کی طرف بڑھ جاتا ہے اور پیچھے گل

خان بیچارا اس کی باتیں سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوتا ہے جو بلکل اس کہ پلے نہیں پڑ رہی ہوتی۔

🖤 🔥 .... 🔥 🖤

باسل کا صوفیہ کہ یوں بغیر بتائے ہوسٹل سے چلے جانے پر سخت موڈ اوف ہو چکا تھا، جس وجہ سے وہ جلدی تھانے سے گھر واپس آگیا تھا۔

صدف بیگم جو ڈرائینگ روم میں موجود ون سیٹر صوفے پر بیٹھی چائے پی رہی ہوتی ہے، باسل کو اتنی جلدی تھانے سے واپس آتا دیکھ اچنبھے سے پہلے سامنے لگی وال پر گھڑی کو دیکھتی اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے جو ان کی طرف ہی آرہا ہوتا ہے۔

"کیا ہوا بیٹا آج اتنی جلدی واپس آ گئے؟"

صدف باسل کو دیکھتی شفقت سے پوچھتی ہے۔

"بس موم کام اتنا نہیں تھا اس لیے گھر جلدی آگیا۔"

باسل یہ کہتا عقیدت بڑھا بوسا اپنی موم کہ سر پر دیتا ہے۔ وہ نیچے زمین پر گھٹنوں کہ بل بیٹھتا صدف کی گود میں اپنا سر رکھے آسودگی سے اپنی آنکھیں موند لیتا ہے۔

"کیا ہوا بیٹا کچھ پریشان سے لگ رہے ہو؟"

صدف باسل کہ سر پر ہاتھ پھیرتی ہوئی کہتی ہے۔

"موم اگر کسی کا دل دکھائو تو پھر اس طرح ہی انسان بے چین اور پریشان سا ہوتا ہے جیسے اس وقت میں ہو۔""مطلب، بیٹا میں تمہاری بات سمجھی نہیں تم کیا کہنا چاہ رہے ہو؟"

صدف باسل کا سر دونوں ہاتھوں سے پکڑیں اپنی طرف کرتی نا سمجھی سے استفسار کرتی ہے۔

"موم میں کسی کا دل دکھا چکا ہوا اپنی جلی کٹی باتوں سے اور اب سخت گلٹ محسوس کر رہا ہو۔"

باسل اپنی موم کی طرف دیکھتا شرمندگی سے چور لہجے میں کہتا ہے۔

"تو میرے پیارے بیٹے اس میں پریشانی کی کیا بات ہے، آپ ان سے سوری کرلوں اس طرح آپ کی یہ بے چینی اور پریشانی بھی ختم ہو جائے گی۔"

صدف باسل کہ سر پر بوسا دیتی شفقت بھرے لہجے میں کہتی ہے۔

"موم میں نے بلکل ایسے ہی کیا تھا، آج میں گیا تھا اس سے سوری کرنے پر وہ مجھے ملی ہی نہیں باسل نہایت ناامیدی سے بولتا ہے۔

"بیٹا وہ جب بھی واپس آئے گی آپ ان سے معافی مانگ لینا اور آگے سے کوشش کرنا کہ کسی کا دل دکھاؤ ہی نہ، کیونکہ کسی کا دل دکھانا سخت گناہ کہ زمرے میں آتا ہے۔"

صدف اپنے خوبرو بیٹے کو بچوں کی طرح سمجھاتی اس کہ سر پر پیار سے ہاتھ پھیرتی ہے۔

جس پر باسل ان کی نصیحت سن کر پرسکون سا اثبات میں سر ہلاتا دوبارہ سے ان کی گود میں اپنا سر رکھ دیتا ہے۔ صدف باسل کہ یوں دوبارہ گود میں سر رکھنے پر خوبصورتی سے مسکراتی ہوئی اس کہ بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگتی ہے۔

💢💢💢💢💢💢💢💢

دامیر جلدی سے ہسپتال میں داخل ہوتا ڈاکٹر ریاض کہ روم کی طرف بڑھ جاتا ہے، پر کافی دفعہ دروازے پر نوک کرنے پر اندر سے کوئی جواب نہ آتے دیکھ وہ دروازے کو گھورتا جلدی سے اسے کھول کر اندر قدم رکھتا ہے۔

لیکن وہاں ڈاکٹر کا نام و نشان نہ دیکھ سخت جھنجلا جاتا ہے۔

وہ جلدی سے ڈاکٹر کہ روم سے نکلتا وہاں سے گزرتے ایک ڈاکٹر کو روکتا ہے جو لیب کوٹ پہنے اجلت میں اس کہ آگے سے گزر کر جا رہے ہوتے ہے۔

"جی سر وہ ڈاکٹر دامیر کہ روکنے پر اس کی طرف دیکھتا پوچھتا ہے۔

"کیا آپ کو پتا ہے کہ ڈاکٹر ریاض اس وقت کہاں ہے   دامیر بے چینی سے"اس ڈاکٹر سے پوچھتا ہے۔

"سوری سر مجھے نہیں پتا۔"

یہ کہتے ہی ڈاکٹر آگے بڑھ جاتا ہے۔

"اب کس سے پوچھوں ڈاکٹر ریاض کا" دامیر بڑبڑاتا ہوا اسی روم کی طرف بڑھ جاتا جہاں اس کی جینے کی وجہ اس کی اینجل موجود تھیں۔

💗💗💗💗💗💗💗💗💗💗

جاری ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لاسٹ چیپٹر :-

ڈاکٹر ریاض نرس کہ ساتھ روم میں داخل ہوتے ہے جہاں وہ وجود پسینے سے شرابور اونچی آواز میں چیخ رہا ہوتا ہے۔

ڈاکٹر ریاض جلدی سے اس کی طرف بڑھتے ہے۔

"بیٹا آپ بلکل ڈھیک ہو ڈروں نہیں" ، ڈاکٹر ریاض شفقت سے اس کہ سر پر ہاتھ رکھتے بولتے ہے ۔

ڈاکٹر کی ڈھارس بڑھی آواز سن کر وہ چلانا بند کر کہ آہستہ سے اپنی انکھیں کھول کر روئی روئی آنکھوں سے ڈاکٹر کی طرف دیکھتی ہے ۔

اس سے پہلے ڈاکٹر ریاض پیشنٹ سے کچھ پوچھتے اچانک انھیں دامیر کی آواز سنائی دیتی ہے ۔

"ڈاکٹر آپ یہاں ہے میں آپ کو کب سے پورے ہاسپٹل میں ڈھونڈ رہا ہو۔ "

دامیر ڈاکٹر ریاض کو اپنی اینجل کہ روم میں دیکھ مسکراتے ہوئے اندر قدم رکھتا ہے ۔

ڈاکٹر ریاض اور نرس پیشنٹ کہ پاس کھڑے ہوئے تھے ، جس وجہ سے دامیر اپنی اینجل کو دیکھنے سے قاصر تھا ۔

"آپ کو مبارک ہو بیٹا پیشنٹ کو ہوش آچکا ہے ۔ "

ڈاکٹر ریاض دامیر کی طرف موڑتے خوشی سے بھر پور لہجے میں کہتے ہے ۔

دامیر پہلے تو ان کی کہی بات سمجھنے کی کوشش کرتا ہے لیکن جیسے ہی ان کی کہی بات اس کی سمجھ میں آتی ہے ، وہ خوشی سے آگے بڑھتا ڈاکٹر کہ گلے لگ جاتا ہے ۔ اس دوران تشکر

سے نجانے کتنے آنسوں دامیر کی آنکھوں سے بہتے اس کی داڑھی میں جذب ہو جاتے ہے۔

"بیٹا اس میں رونے والی کیا بات ہے۔
یہ تو بہت زیادہ خوشی کی بات ہے کہ اللہ نے اس پیشنٹ کو دوبارہ سے نئی زندگی عطا کی ورنہ اتنے سال کوما میں رہنے کہ بعد جب مریض کو ہوش آتا ہے یا تو وہ مرجاتا ہے یا وہ کوما کہ دروان ہی زندگی کی بازی ہار جاتا ہے۔
بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہے جو یوں صحت یاب ہوتے ہے اور اس بچی کو بھی اللہ نے یہ کہہ لے دوسری زندگی عطا کی ہے۔"
ڈاکٹر ریاض یہ بولتے دامیر کو پیشنٹ کہ پاس جانے کا بولتے خود روم سے باہر نکل جاتے ہے۔
دامیر جلدی سے اپنے آنسو صاف کرتے سٹریچر کہ قریب رکھی چئیر پر بیٹھ کر سر اٹھا کر اپنی اینجل کی طرف دیکھتا ہے، پر وہ اپنی اینجل کی آنکھیں دیکھ وہی ساکت سا ہو جاتا ہے۔
اس کی روئی روئی سی سمندر جیسی گہری نیلی آنکھیں دامیر کہ دل پر ایک تلاطم سا برپا کر رہی ہوتی ہے۔

دامیر اس کی نیلی گہری آنکھوں میں کھوسا جاتا ہے۔

وہ لڑکی انجان شخص کو اپنی طرف دیکھتا دیکھ خوف زدہ سی ہوتی جلدی سے چادر میں اپنا منہ چھپا لیتی ہے، جیسے اپنی نازک سی جان کو اس کی نظروں کی زد سے بچانا چاہتی ہو۔

دامیر اپنی اینجل کی اس حرکت پر خوبصورتی سے مسکرا دیتا ہے۔

یہ اتنے سالوں بعد حقیقی دنیا کو دیکھ رہی ہے اس لیے ان کو اپنے پاس موجود ہر شخص سے ڈر محسوس ہوگا، آپ فکر نہ کریں آہستہ آہستہ یہ ڈھیک ہو جائے گی۔

نرس دامیر کو کہتی وہاں سے چلی جاتی ہے۔

دامیر اپنے ذہن میں کچھ سوچتا خوبصورتی سے مسکرا دیتا ہے۔

اب وہ سوچ چکا تھا کہ اس نے آگے کیا کرنا ہے۔

"اینجل" دامیر آہستہ سے اس کہ ہاتھ میں دبوچی چادر کو اس سے چھڑواتا اس کہ چہرے سے نیچے کھسکاتا ہے۔ جہاں اینجل دامیر کہ یوں چہرے سے چادر ہٹانے پر اپنے نازک ہاتھوں میں اپنا چہرا چھپا لیتی ہے، جیسے اس بچنا چاہتی ہو۔

دامیر اپنی انجیل کی حرکتیں دیکھ ایک جاندار قہقہ ہوا کہ سپرد کرتا ہے۔

وہ اس کہ قہقہ لگانے پر سر اٹھا کر اسے غور سے دیکھتی ہے۔

سرخ و سفید رنگت پر بھوری آنکھیں مسکراتی ہوئی اس کو ہی دیکھ رہی ہوتی ہے۔

"کیا ہوا اینجل، اب آپ ڈھیک ہو؟"

دامیر اس کو کچھ نہ بولتا دیکھ پیار بھرے لہجے میں کہتا ہے۔

"آ۔۔۔۔۔۔آپ کو۔۔۔۔۔کون ہے؟"

وہ جلدی سے اس سے سوال پوچھتی ڈر کہ مارے رونے لگ جاتی ہے۔

"ارے رو کیوں رہی ہو، اچھا میں بتاتا ہوں میں کون ہو آپ کا، میں آپ کا پرنس ہو اور آپ میری اینجل، صرف دامیر عدنان خان کی اینجل" دامیر اس کو دوبارہ سے روتا دیکھ شدت بھرے لہجے میں بولتا ہے۔

"آ۔۔۔۔پ میرے پرنس ہو، جو پرنسس کہ ہوتے ہے۔" وہ ڈرتے ہوئے اس سے استفسار کرتی ہے۔

"ہاں میری جان میں صرف آپ کا پرنس ہو اور آپ میری اینجل، کیا آپ اپنے پرنس سے دوستی کروں گی؟"

دامیر اپنا مضبوط بھاری ہاتھ اس کی طرف بڑھاتا پیار بھرے لہجے میں کہتا ہے۔

اینجل اس سے ہاتھ ملائے بغیر سر ہاں میں ہلاتی گویا ہاں کرتی ہے کہ ہاں میرے پرنس مجھے تمہاری دوستی قبول ہے۔

دامیر اس کہ ہاں کہنے پر خوبصورتی سے مسکرا دیتا ہے۔ "اینجل آپ ادہر ہی رہو میں ابھی آتا ہو۔"

دامیر اس کہ سر پر ہاتھ رکھتا محبت سے کہتا وہاں سے جا ننے لگتا ہے کہ اس کہ آواز دینے پر دوبارہ سے اس کی طرف موڑتا ہے۔

"پرنس نہ جاؤں مجھے نہ بہت ڈر لگ رہا ہے۔"

وہ چادر کو اپنے ہاتھوں سے دبوچتی خوف زدہ لہجے میں کہتی ہے۔

"آپ کا پرنس کہی نہیں جا رہا بس یوں گیا اور یوں آیا دامیر اس کو کہتا جلدی سے روم سے نکل جاتا ہے۔

پیچھے وہ ڈرتی ہوئی جلدی سے اپنا آپ چادر میں چھپا لیتی ہے جیسے ابھی کوئی آکر اس کو نقصان پہنچا دیں گا۔

♥ .... ❤ .... 💟

اسلم اعجاز اپنے فارم ہاؤس کہ ایک کمرے میں موجود ٹی وی پر الیکشن کی نیوز سنتا شراب پی رہا ہوتا ہے کہ اچانک آگے کی نیوز سنتا زور سے گلاس زمین پر مارتا ہے۔

اندر آتا غفورا اپنے صاحب کہ اتنے غصے پر ڈر جاتا ہے۔ "غفور یہ سب کچھ کیا ہے ؟ ، وہ کتا شہباز ہم سے جیت رہا ہے ؟
تم نے تو کہاں تھا میں نے سب کو ووٹ ڈالنے کہ لیے راضی کر لیا ہے ، جو نہیں مان رہے تھے ان کو ڈرایا بھی ہے ، تو یہ ہے تمہاری محنت کا انجام کہ میرا مخالف مجھ سے سبقت حاصل کر رہا ہے۔ "
"صاحب جی معافی چاہتا ہوں جھوٹ تو میں بولتا نہیں ایسوں کو میں چھوڑتا نہیں ، اپ کو تو پتا ہے نہ میں اپنا کام پوری ایمانداری سے کرتا ہوں۔
مجھے کیوں ایسا لگ رہا ہے کہ اس کہ پیچھے کسی ایسے کا ہاتھ ہے جو ہمیں اس طرح نقصان پہنچا کر آہستہ آہستہ ختم کرنا چاہ رہا ہو۔ "
"مطلب میں سمجھا نہیں ، تم کیا کہنا چاہ رہے ہو؟"
اسلم غفور کی باتوں پر نہ سمجھی سے اس سے استفسار کرتا ہے۔
"دیکھے صاحب جی ذرا سوچے شہباز آپ کی رگ رگ سے واقف ہے ، اسے پتا ہے آپ اپنے دشمنوں کو کیسی موت دیتے ہے تو وہ ایسا کام کرنے سے رہا تو کوئی ایسا ہے جو ہماری اس کامیابی کو ناکامی میں بدلنا چاہتا ہے۔ کوئی ہے جو ہم سے اپنا بدلا لے رہا ہے۔ "
غفورا اسلم کو سمجھانے والے انداز میں کہتا ہے۔

"لیکن ایسا کون ہو سکتا ہے ؟، جہاں تک مجھے یاد ہے ہم نے اپنے راستے میں آنے والے ہر اس شخص کو ختم کر دیا تھا جو ہماری ناکامی اور ہمیں نیست و نابود کرنے کا باعث بنے"، اسلم پریشانی سے بولتا ہے۔

"صاحب آپ فکر نہ کروں میں آپ کا غلام کس لیے ہو، یہ سالا جو کوئی بھی ہو گا اس کا بھی کام تمام کر دیں گے۔" غفور یہ بولتے ہی اسلم کی طرف دیکھتا ہے جس کہ چہرے پر شیطانی ہنسی اپنا بسیرا کر لیتی ہے۔

💢 🔥 .... 🔥 .... 🔥 .... 🔥 💢

دامیر ڈاکٹر ریاض کہ روم کہ پاس پہنچتا ڈور نوک کرتا ان کہ یس کہنے پر اندر قدم رکھتا ہے۔

"آؤ بیٹا بیٹھوں"، وہ دامیر کو بیٹھنے کا بولتے ایک فائل بند کرتے اس کی طرف متوجہ ہوتے ہے۔

"وہ سر میں اپنی اینجل کو یہاں سے لے جانا چاہتا ہوں۔" ڈاکٹر ریاض اس کی بات نہ سمجھتے ہوئے اس کی طرف دیکھتے ہے۔

"وہ سر وہی آپ کی پیشنٹ جسے ابھی ہوش آیا ہے۔"

"او! بیٹا میں سمجھا پتا نہیں آپ کس اینجل کی بات کر رہے ہو۔"

دامیر ان کی بات پر خجل سا ہو جاتا ہے۔

"ویسے بیٹا آپ نے جہاں تک مجھے بتایا ہے آپ ان کہ رشتے دار میں سے ہو۔ "

"جی سر ایسا ہی ہے لیکن میں ابھی اس سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ " دامیر ان سے بولتا ہے۔

"لیکن بیٹا ابھی آپ کہ سامنے ہے پیشنٹ کی کنڈیشن اتنے سال کوما میں رہنے کی وجہ سے ان کا ذہن بالکل ایک چھوٹے بچے کی طرح ہو چکا ہے اور انھیں اپنا ماضی بھی بھول چکا ہے اور جہاں تک میرا خیال ان کو یہ بھی نہیں یاد کہ ان کہ ساتھ کیا سانحہ پیش آچکا ہے اور وہ کس حالت میں یہاں لائی گئی ہے، تبی تو وہ اتنی پر سکون ہے۔ لیکن اب اتنے سالوں بعد وہ ایک لمبی نیند سے بیدار ہوئی ہے اس لیے وہ آہستہ آہستہ ہی زندگی کی طرف آئے گی۔ شروع میں وہ اپنے نزدیک ہر شخص کو دیکھتے ڈریں گی۔ لیکن آہستہ وہ اپنے ارد گرد کہ ماحول سے مانوس ہوتی ڈھیک ہو جائے گی۔ "

ڈاکٹر ریاض دامیر کو اس کہ بارے میں سب تفصیل سے بتاتے ہے۔

"سر اینجل کا اصل نام کیا ہے؟ "

"اس بچی کا نام منہا ہے۔ "

منہا دامیر آہستہ آواز میں نام کو بولتا مسکرا دیتا ہے۔

"آپ فکر نہ کریں سر میں انجیل کا خیال اپنی جان سے بڑھ کر رکھوں گا اور انشاء اللہ وہ جلد زندگی کی طرف واپس لوٹ آئے گی، جہاں ایک خوبصورت زندگی باہیں پھیلائے اس کا انتظار کر رہی ہو گی۔"

"یقینی طور پر یہ خوبصورت زندگی اس بچی کو آپ کی صورت میں ملے گی۔"

ڈاکٹر ریاض اس کہ طرف دیکھتے معنی خیز لہجے میں کہتے ہے۔

دامیر ان کی بات پر جھینپ سا جاتا ہے۔

"ہاہاہا بیٹا آپ تو شرما رہے ہو۔"

ڈاکٹر اتنے خوبرو مرد کو شرماتے دیکھ مسکرانے لگتے ہے اور دل میں دامیر اور اس کی انجیل کو صدا خوش رہنے کی دعا دیتے ہے۔

کچھ دیر بعد ہی دامیر اپنے چند دوستوں، ڈاکٹر ریاض اور مولوی صاحب کہ ساتھ اینجل کہ روم میں داخل ہوتا ہے۔

وہ اتنے لوگوں کو دیکھ گھبرا جاتی ہے۔

"بیٹا گھبراؤ نہیں"، ڈاکٹر ریاض شفقت سے اس کہ سر پر ہاتھ رکھتے ہے، جس پر وہ پرسکون ہو جاتی ہے۔

ڈاکٹر ریاض آرام سے اس کہ ہاتھ کا انگوٹھا پکڑتے اس کو فنگر سٹیمپ میں ہلکا سا دباتے اس کا ہاتھ نکاح نامے کی طرف کرتے ہے۔

"ی۔۔۔۔۔۔۔۔یہ کیا ہے ؟"، وہ گھبراتی ہوئی ڈاکٹر سے پوچھتی ہے۔

"انجیل آپ اپنے پرنس کہ پاس رہنا چاہتی ہو نہ" دامیر ایک دم آگے بڑھتا اس سے پوچھتا ہے، جس پر وہ ڈرتے ہوئے ہاں میں سر ہلاتی ہے۔

"پھر آپ کو ادہر اپنا انگوٹھا لگانا ہوگا جس سے میں ہمیشہ آپ کہ پاس رہوں گا۔"

دامیر اس کو پیار سے سمجھاتا ہے جس پر تب سے جاکر اب وہ ہلکا سا مسکراتی نکاح نامے پر ڈاکٹر ریاض کہ کہنے پر تین دفعہ انگوٹھا لگاتی ہے۔

نکاح کی کروائی دونوں طرف سے مکمل ہونے پر دامیر کہ دوست اسے مبارک باد دیتے وہاں سے نکلتے چلے جاتے ہیں۔

"بیٹا بہت مبارک ہو آپ کو"، ڈاکٹر ریاض دامیر کہ سر پر ہاتھ رکھتے منہا کہ سر پر شفقت سے ہاتھ پیھرتے وہاں سے نکلتے چلے جاتے ہے۔

دامیر ان کہ جانے کہ بعد منہا کہ پاس سٹریچر پر ہی جگہ بنائے بیٹھ جاتا ہے۔

"آپ اب ہمیشہ میرے پاس رہوں گے ؟"

منہا اپنی نیلی آنکھوں سے دامیر کی طرف دیکھتی مصمعویت سے پوچھتی ہے۔

"ہاں میری جان میری اینجل اب آپ ہمیشہ میرے پاس رہوں گی۔"

دامیر اس کہ سر پر بوسا دیتا پیار سے بولتا ہے۔

منہا اس کہ یوں بوسا دینے پر ڈر جاتی ہے۔

"دور دور" منہا ڈرتے ہوئے کہتی اپنا آپ چادر میں چھپا لیتی ہے۔

دامیر اس کی ایسی حالت دیکھ سخت دکھی ہو جاتا ہے۔ "اینجل ادہر دیکھوں میری طرف"، دامیر اس کو محبت سے پکارتا ہے۔

مہنا ڈرتے ہوئے اس کی طرف دیکھتی ہے۔

دامیر اس کہ دیکھنے پر مسکرا دیتا ہے۔

"میری جان میں تو آپ کا دوست ہو نہ اور آپ کا پرنس بھی تو تو جو پکے والے دوست ہوتے ہے ان سے ڈرتے نہیں ہے۔"

دامیر اس کا نازک ہاتھ تھامتا محبت سے اسے سمجھتا ہے، جس پر منہا اس کی بات سمجھتی ہاں میں سر ہلاتی ہے۔ "ڈیٹس لائک مائ گوڈ گرل"، دامیر اس کو اپنے سینے سے لگاتا سر پر بوسا دیتے بولتا ہے۔

مہنا دامیر کہ سینے میں اپنا اپ چھپاتی ہے جیسے کسی خطرناک چیز سے اپنے آپ کو بچا رہی ہو۔

دامیر اس ننھی سی جان کو ڈرتا دیکھ اذیت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

"میری جان اب ہمیشہ آپ کا پرنس آپ کی حفاظت کریں گا اور کوئی بھی منہا دامیر عدنان خان کی طرف میلی نظر اٹھا کر دیکھنے کی جرات تک نہیں کر سکتا۔"

دامیر خود سے عزم کرتا اپنے مضبوط باہوں کا حصار منہا کہ گرد باندھے شدت سے بولتا اس کہ سر پر بوسا دیتا ہے۔

💖 - 💖

باسل اپنے کیس کہ سلسلے میں صبح ہی مری کہ لیے نکل گیا تھا، اب وہ کچھ ہی دیر بعد مری پہنچنے والا تھا۔

وہ تھوڑی دیر ستانے کہ لیے ایک ڈھابے کہ قریب اپنی گاڑی کھڑی کرتا وہاں سے چائے لیے سڑک کہ سائیڈ پر کھڑا سرد ہوا کو محسوس کرتا گھونٹ چائے پی رہا ہوتا ہے۔

اچانک چھن سے اس کہ ذہن میں صوفیہ کا ناراض سا چہرا لہرانے لگتا، جس سے وہ گھبراتا ہوا جلدی سے چائے ختم کرتے وہاں سے اپنی گاڑی کی طرف بڑھ جاتا ہے۔ "کہاں ڈھونڈو تمھیں"، باسل غصے سے کار کہ بھونٹ پر ہاتھ مارتا ہے۔

وہ ہر جگہ صوفیہ کو تلاش کر چکا تھا جہاں اس کی صوفیہ سے ملاقات ہوئی تھی لیکن ہر جگہ سے

ناکامی کا منہ دیکھ اب وہ سخت اشتعال کا شکار ہو چکا تھا۔

باسل اپنی کیفیت سمجھنے سے نابلد تھا کہ یہ صرف گلٹ ہی تھا یا اس کہ ساتھ کوئی اور جذبہ بھی

مفقود ہے، جس پر وہ سخت نہ سمجھی کا شکار تھا۔

وہ اپنی گھڑی میں وقت دیکھتا ہے۔

جلد ہی شام ہونے والے تھی اسے جلد سے جلد مری پہنچنا تھا کیونکہ اتنی شدید سردی میں

رات کہ وقت مری کی سڑکوں پر سفر کرنا خطریں سے باہر نہیں تھا۔

اس لیے وہ اپنی تمام سوچو کو جھٹکتا کار میں بیٹھتا زن سے آگے بڑھا لے جاتا ہے۔

دامیر منہا کو ہاسپٹل سے ڈسچارج کرواتے اپنے اپارٹمنٹ لے آتا ہے۔

"اینجل آپ ادھر رہی گاڑی میں بیٹھوں میں ابھی آیا۔"

دامیر خود کی طرف ٹوکر ٹوکر دیکھتی منہا کو کہتا ہے۔ "پرنس آپ نہ جاؤ مجھے اس بڑے سے

ڈبے میں بہت ڈر لگتا ہے۔"

منہا جو کب سے سفر کہ دوران ڈرتے ہوئے بقول اس کہ اس شاندار سیوک کو ڈبہ گردانتی

ہے، جو چلتے ہوئے عجیب آوازیں دیں رہی ہوتی ہے۔

"میری جان یہ کوئی ڈبا نہیں کار ہے جس میں بیٹھ کر انسان سفر کرتا ہے، جیسے ابھی ہم نے کیا ہسپتال سے گھر تک کا"، دامیر اپنی اینجل کو آسان لفظوں میں سمجھاتا ہے۔ "اچھا میں کہیں نہیں جا رہا رو نہیں" دامیر منہا کو روتا دیکھ اس کا ہاتھ پکڑتا محبت بھرے لہجے میں بولتا ہے۔

دامیر ایک ہاتھ سے اپنی پینٹ کی جیب سے فون نکالتے گل خان کو فون کرتا ہے۔

"سلام سردار سائیں"

"ہاں گل خان میں باہر ہی کار میں ویٹ کر رہا ہو تمہارا، جلدی سے اپارٹمنٹ کو لوک کرتے باہر آجائو۔"

دامیر گل خان کی بغیر کچھ سنے اپنی بات کرتا فون بند کر دیتا ہے۔

"پرنس یہ کیا ہے؟"، منہا دامیر کہ ہاتھ میں پکڑیں آئی فون کی طرف اشارہ کرتی پوچھتی ہے۔

"اینجل یہ فون ہے جس سے ہم دور بیٹھے کسی بھی انسان سے آسانی سے بات کر سکتے ہے۔"

"اچھا پھر میں بھی کروں اس پر بات"، منہا خوش ہوتی اس سے کہتی ہے۔

"اچھا آپ بات کس سے کروں گی؟"

"میں آپ سے بات کروں گی۔" منہا دامیر کی طرف دیکھتی آنکھیں پٹپٹاتی بولتی ہے۔

دامیر اپنی اینجل کی معصومیت پر دیوانہ وار اس کو دیکھنے لگتا ہے۔

"کروائیں نہ بات"، منہا اس کو بت بنا دیکھ بازوں پکڑے ہلاتے ہوئے کہتی ہے۔

جس پر وہ ہوش میں آتا مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھتا ہے۔

"میری جان میں تو آپ کہ پاس ہو تو مجھ سے آپ کیسے اس پر بات کروں گی، جو دور ہوتے ان سے اس پر بات کی جاتی ہے۔"

منہا دامیر کی بات پر منہ بنا کر بیٹھ جاتی ہے۔

"لگتا ہے اینجل ناراض ہو گئ مجھ سے؟"، دامیر منہا کی ناراضگی پر تڑپ سا جاتا ہے۔

"آپ ایسا کروں اس پر گیم کھیل لوں۔"

دامیر منہا کو فون پر اچھے سے گیم کھیلنے کا سکھاتا، اس کو فون پکڑائے گاڑی کہ شیشے نیچے کرتے باہر دیکھتا ہے، جہاں سے گل خان ہاتھ میں ایک بیگ پکڑیں ان ہی کی طرف آرہا ہوتا ہے۔

گل خان آگے کسی لڑکی کو بیٹھا دیکھ اچنبھے سے دامیر کی طرف دیکھتا جس پر وہ اس کو پیچھے بیٹھنے کا اشارہ کرتا ہے۔

گل خان چپ چاپ کار کی بیک کا دروازہ کھولے بیٹھ جاتا ہے۔

دامیر اس کہ بیٹھتے ہی گاڑی زن سے آگے بڑھا دیتا ہے۔"آپ رنس میں جیت گئ"، منہا اپنے جیتنے کی خوشی میں دامیر کہ گلے لگ جاتی ہے۔

دامیر اپنے اوپر پڑنے والی اس آفت پر بوکھلا سا جاتا ہے۔ گل خان پہلے ہی اس لڑکی کو دیکھ کر اپنی جگہ الجھن کا شکار تھا کہ یہ آخر ہے کون؟، اچانک اس کو اپنے سائیں کہ گلے لگا دیکھ شوک کی کیفیت میں دامیر کی طرف دیکھنے لگتا ہے۔

دامیر اس کو خود کی طرف دیکھتا دیکھ جلدی سے منہا کو آرام سے خود سے دور کرتا ہے۔

"پرنس میں جیت گئ"، منہا اپنی سیٹ پر بیٹھتے تالیاں بجاتے ہوئے بولتی ہے۔

"اینجل یہ تو بہت اچھی بات ہے"، دامیر مسکراتے ہوئے اسے بولتا ہے۔

اچانک منہا کی نظر دامیر سے ہوتی ہوئ پیچھے بیٹھے گل خان پر پڑتی ہے، جس پر وہ ڈرتی ہوئ دامیر کا بازوں پکڑ لیتی ہے۔

"پرنس ی۔۔۔۔۔۔۔ یہ انکل کون ہے؟"، منہا گل خان کو دیکھتی دامیر سے استفسار کرتی ہے۔

گل خان اس لڑکی کہ خود کو انکل کہنے پر اپنی سیٹ پر اچھل پڑتا ہے کہ وہ اس لڑکی سے ایک دو سال ہی بڑھا ہو گا تو اسے وہ انکل کہاں سے لگا۔

گل خان کی حرکت دیکھ دامیر بڑی مشکل سے اپنی ہنسی ضبط کرتا ہے۔

"اینجل یہ انکل نہیں ہے آپ اس کو بھائی کہہ سکتی ہوں۔" دامیر منہا کہ سر پر ہاتھ رکھتے پیار سے بولتا ہے۔

"اچھا یہ میرے بھائی ہے؟"، منہا دامیر سے دور ہوتی پیچھے بیٹھے گل خان کو دیکھتی اس سے پوچھتی ہے۔ جس پر دامیر ہاں میں سر ہلاتا ہے۔

دامیر کی اس بات پر مہنا ایک مسکراتی ہوئی نظر سے گل خان کو دیکھتی دوبارہ سے گیم کھیلنے میں مصروف ہو جاتی ہے۔

دامیر ایک نظر منہا کو دیکھ اپنی پوری توجہ ڈرائیونگ پر مرکوز کر دیتا ہے۔

💕💕💕💕💕💕💕💕💕💕💕💕💕💕

باسل مزے سے کار چلاتے باہر اتنے اچھے موسم کو دیکھ اس کا موڈ بھی خوشگوار ہو جاتا ہے، اچانک سامنے کا منظر دیکھ وہ جلدی سے گاڑی کو بریک لگاتا ہے۔

جہاں کوئی لڑکی لڑکوں کو پیٹ رہی ہوتی ہے۔

باسل کی طرف اس کی پشت تھی اس وجہ سے باسل اس کا چہرا نہیں دیکھ پاتا تھا۔

وہ جلدی سے قدم آگے بڑھتا اس لڑکی کہ سامنے جا کر کھڑا ہو جاتا ہے، پر سامنے صوفیہ کو دیکھ شوک میں چلا جاتا ہے۔

اسے اپنی صوفیہ سے کہی باتیں یاد آجاتی ہے کہ جب اس نے صوفیہ کا اس بات پر مذاق اڑایا تھا کہ وہ اس ادارے میں سیلف ڈیفنس سیکھاتی ہے۔

لیکن صوفیہ کو اتنی مہارت سے ان لڑکوں کو مارتا دیکھ وہ اپنی جگہ شرمندہ ہو جاتا ہے۔

بلکل صیح کہاں تھا صوفیہ نے کہ کسی کہ ظاہر سے ہمیں ہرگز کسی کہ بارے میں رائے قائم نہیں کرنی چاہیے۔

باسل خود سے ہی بڑابڑاتا ہے۔

لیکن اچانک صوفیہ کو چیختا دیکھ ہوش میں آتا ہے۔ "چھوڑوں انھیں صوفیہ کیا حماقت ہے۔"

باسل صوفیہ کہ ہاتھوں سے لڑکے کا گریبان چھڑواتا درشتگی سے بولتا ہے۔

"تمھیں میرا مارنا حماقت لگ رہی ہے اور یہ جو کسی کی ماں بہن کو اکیلا دیکھ کر ہراس کرتے ہے وہ کچھ نہیں"، وہ باسل کو یوں لڑکے کو بچاتے دیکھ غصے سے بولتی ہے۔

"مجھے پتا ہے کہ انھوں نے ضرور کچھ ایسا کیا ہوا گا جس وجہ سے تم انھیں مار رہی ہو، لیکن جب ان کو سزا دینے کہ لیے قانون موجود ہے، تو ہم کون ہوتے ہے انھیں مارنے والے"، باسل صوفیہ کو بھڑکتا دیکھ تحمل سے سمجھاتا ہے۔

"اچھا اگر سب کو ہی انصاف مل جاتا نہ مسٹر باسل تو نوبت آج یہاں تک نہ آتی۔"

باسل کو صوفیہ کی باتوں پر سخت غصہ آرہا ہوتا لیکن وہ پہلے کی طرح اس کا اور دل دکھانا نہیں چاہتا تھا۔

اس وجہ سے وہ اپنے غصے پر قابو کرتا ہے۔

"صوفیہ تم چلوں یہاں سے"، باسل اس کا ہاتھ پکڑے اس کی کچھ بھی سنے بغیر، اس کو اپنی کار کہ پاس لیجاتا فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولے اندر بیٹھا کر جلدی سے اپنی سیٹ پر آکر بیٹھتا گاڑی جلدی سے آگے بڑھا دیتا ہے۔

"گاڑی روکو جنگلی انسان مجھے اترنا ہے۔"

صوفیہ دروازے کو لوک دیکھ باسل کو دیکھتی غصے سے بھپرتے ہوئے بولتی ہے۔

"دیکھوں غصہ تھوک دو مجھے تم سے اپنے پہلے رویے کی معافی مانگنی ہے، میں بہت شرمندہ ہو۔

ائم سوری"، باسل اپنی کالی گہری آنکھوں سے صوفیہ کی سبز آنکھوں میں دیکھتا دھیمے لہجے میں بولتا ہے۔

"کس بات پر سوری کر رہے ہو؟"

صوفیہ اس کا سوری سن پیچھلے واقعے کو بھول اس سے استفسار کرتی ہے۔

باسل اس کی بات پر حیرانگی سے اس کی طرف دیکھتا ہے۔

ایک وہ تھا جو کب سے اپنے گلٹ میں صوفیہ سے سوری کرنے کو بے چین تھا اور صوفیہ کو سرے سے وہ واقعہ ہی یاد نہیں تھا۔

"جس دن میں نے تمہارا مذاق بنایا اور کافی غلط باتیں کی اس کے لیے میں بہت شرمندہ ہو۔

آخر میں کون ہوتا کسی کو جج کرنے والا۔"

"او اچھا تو تم اس وجہ سے مجھ سے سوری کر رہے ہو۔ ایک بات یاد رکھوں مسٹر باسل میرے لیے جو لوگ اہم نہیں ہوتے ان کی باتیں بھی ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیتی ہوں۔

اس طرح تمہاری بھی جلی کٹی باتیں میں کب کی بھول چکی ہوں۔

صوفیہ باسل کو اس کی اہمیت بتاتی درشتگی سے بولتی ہے۔

باسل حیرانگی سے صوفیہ کی طرف دیکھنے لگتا ہے۔

کیا وہ بلکل بھی اس کہ لیے اہمیت نہیں رکھتا تھا۔

دل میں اچانک ایک ہوک سی اٹھتی ہے، نہ جانے کیسا جذبہ اس کہ اندر سر اٹھانے لگتا ہے، جس سے وہ گھبراتے ہوئے اپنی پوری توجہ ڈرائیونگ پر مرکوز کردیتا ہے۔

"تم نے کہاں جانا ہے؟، میں تمہیں چھوڑ دوگا۔"

باسل تھوڑی دیر بعد خود پر قابو پاتا اس سے پوچھتا ہے۔ "میں جہاں مرضی جاؤں اٹس نن اوف یور بزنس"، صوفیہ باسل کو دیکھ بولتی ہے۔

"فضول مت بولوں میں مانتا ہوں کہ تم اپنی حفاظت کر سکتی ہو لیکن ہمیشہ ایک عورت کو سہارے کہ لیے مرد کی ضرورت پڑتی ہے، جو ہر سرد و گرم سے اس کی حفاظت کریں۔"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو کہ مجھے کسی ایسے سہارے کی ضرورت ہے؟"

صوفیہ اپنی طرف اشارہ کرتی بولتی ہے۔

بلکل باسل اس سے کہتا ہے۔

"میری حفاظت کہ لیے اللہ ہے نہ اور اللہ کا شکر ہے جو اس نے مجھے اس قابل بنایا کہ میں اپنی حفاظت خود کر سکتی ہوں۔"

صوفیہ باسل کی باتوں پر اس کو گھورتے ہوئے بولتی ہے۔

"تم سے بحث فضول ہے، حفاظت تو اللہ سب کی کرتا ہے لیکن اللہ نے دنیا میں عورتوں کہ لیے اس کی حفاظت پر کتنے مقدس رشتوں کو معمور کیا ہے، باپ کی صورت میں بھائی کی صورت میں اور ایک شوہر کی صورت میں، اب اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ اللہ ان کی حفاظت نہیں کر سکتا تبھی ان سب کو حفاظت کہ لیے رکھا ہے۔"

صوفیہ اس کی باتیں سن اپنی جگہ بت سی بن جاتی ہے۔"خیر میں نے یہ باتیں تمہیں اس لیے ہرگز نہیں کی" باسل اس کو اپنی جگہ ساکت دیکھ بولتا ہے۔

"ابھی گاڑی کچھ دیر ہی چلتی ہے کہ بیچ رستے پر گھڑ گھڑ کرتے بند ہو جاتی ہے۔

"یہ اسے کیا ہو گیا؟"، باسل گاڑی کو سٹارٹ نہ ہوتا دیکھ بولتا ہے۔

"یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا نہ تم مجھے زبردستی گاڑی میں بیٹھاتے اور نہ یہ نوبت آتی۔"

صوفیہ باہر سخت برف باری ہوتے دیکھ اسے غصے سے گھورتے ہوئے بولتی ہے۔

"اب مجھے الحام ہونے سے تو رہا کہ آگے جا کر میری گاڑی خراب ہو جائے گی۔"

صوفیہ اس کو گھورتے جلدی سے گاڑی سے نکلتی سڑک پر چل پڑتی ہے۔

"روکو کہاں جا رہی ہو؟" ، باسل اس کو اتنی برف باری میں سنسان سڑک پر چلتا دیکھ اس کہ پیچھے آتا اونچی آواز میں بولتا ہے۔

"تم میرا پیچھا کیوں نہیں چھوڑ دیتے، کیوں میرے پیچھے آ رہے ہو؟"

صوفیہ اس کو اپنے ساتھ چلتا دیکھ چیختے ہوئے بولتی ہے۔ "آہستہ بولوں کیوں یہاں کہ جانوروں کا ڈنر بننا چاہتی ہو۔" باسل سڑک کہ ساتھ لگتے جنگل کی طرف اشارہ کرتے بولتا ہے۔

صوفیہ کو شدید ڈھنڈ لگ رہی ہوتی ہے. جس وجہ سے وہ چپ چاپ سی باسل کی بک بک سن رہی ہوتی ہے۔

"آئو ادھر چلیے" ، باسل اس کا ہاتھ پکڑے ایک گھر کی طرف لے جاتا ہے، جہاں کی جلتی ہوئی روشنی یہاں پر رہنے والے مکینوں کی طرف اشارہ دیتی ہے کہ اس خستہ حال سے ہٹ نماں گھر میں کوئی موجود ہے۔

"چھوڑوں میرا ہاتھ"، صوفیہ اس کو کھیچتا ہوا لیجاتا دیکھ غصے سے کہتی ہے۔

"چپ چاپ چلوں اتنی سردی میں کہاں جائو گی، صبح تک میں گاڑی ڈھیک کروا لوں گا پھر تمہیں چھوڑ دو گا جہاں بھی تم نے جانا ہوا۔"

صوفیہ باسل کی بات پر چپ کر جاتی ہے کیونکہ اتنی برف باری میں وہ کیسے واپس جا سکتی تھی، اس لیے وہ باسل کی بات سے متفق ہوتی خاموش ہو جاتی ہے۔

باسل صوفیہ کو کچھ بولتا نہ دیکھ سکون کا سانس خارج کرتا ہٹ نماں بنے اس گھر کہ دروازے پر دستک دیتا ہے۔ "کوئی کھول کیوں نہیں رہا"، بار دروازہ کھڑکانے پر بھی کوئی رسپانس نہ آتے دیکھ باسل جھنجلاتے ہوئے بولتا ہے۔ "صبر رکھوں، کوئی تمہاری طرح ویلا نہیں کہ فورا ہی بھاگتا ہوا آئے گا۔"

صوفیہ اس کی طرف دیکھتی درشگتی سے بولتی ہے جس پر باسل اس کو گھورنے لگتا ہے۔

باسل سر جھٹکتا دوبارہ سے دروازہ کھڑکاتا ہے۔

تھوڑی دیر بعد کوئی دروازہ کھولتا ہے جس پر باسل دل میں شکرالحمداللہ کہتا ہے کیونکہ اتنی شدید سردی میں اس کو اتنی شدید ڈھنڈ لگ رہی ہوتی ہے تو صوفیہ کا کیا حال ہوتا ہو گا۔

"ہاں بچہ ہم تو کو پہچانا نہیں"، ایک ضعیف پٹھان دروازہ کھولتے باسل کی طرف دیکھتا بولتا ہے۔

"وہ انکل ہماری گاڑی خراب ہوگی ہے، کیا آپ ہمیں آج رات اپنے گھر میں رہنے کی جگہ دیں سکتے ہے؟"

باسل امید سے ان کی طرف دیکھتے ہوئے بولتا ہے۔ بوڑھے کی نظر باسل سے ہوتی صوفیہ پر پڑتی ہے جو شدید ڈھنڈ سے کانپ رہی ہوتی ہے۔

"یہ لڑکی کیا لگتا ہے تمہارا؟"، وہ صوفیہ کی طرف اشارہ کرتے باسل سے پوچھتے ہے۔

"یہ!۔۔۔۔۔۔ یہ میری بیوی ہے۔"

باسل کچھ بھی سمجھے بغیر جو منہ میں آتا ہے بول دیتا ہے۔

صوفیہ جو سردی کی وجہ سے کانپ رہی ہوتی ہے، باسل کی بات پر سخت گھوریوں سے اسے نوازتی ہے۔

"شکل سے تو تم دونوں ہم کو سخت مشکوک لگ رہا ہے۔" "دیکھیں ہم کسی غلط ارادے سے یہاں نہیں آئے۔

میری گاڑی خراب ہوچکی اور باہر کا سرد موسم آپ کہ سامنے ہے، جس وجہ سے ہم یہاں موجود ہے۔

آج رات کہ لیے ہم دونوں کو یہاں اپنے گھر میں پناہ دے دیں۔

کل انشاءاللہ گاڑی ڈھیک ہوجائے گی تو ہم یہاں سے چلے جائے گے۔"

""ہم کیسے یقین کرلے کہ تم دونوں میاں بیوی ہے، کیونکہ پہلے بھی کوئی ہمیں بے وقوف بنا چکا ہے۔

لائوں اپنا نکاح نامہ دکھائو۔"

وہ بوڑھا اپنا ہاتھ پھیلاتے باسل سے نکاح نامہ مانگتا ہے۔

"کہاں پھس گیا۔" باسل خود سے ہی بولتا ہے۔

صوفیہ باسل کی باتوں پر اس کو چٹکی کاٹتی ہے کہ اور جھوٹ بولوں۔

"انکل اب ہم ہر جگہ نکاح نامہ تو نہیں لے کر گھوم سکتے۔

یہ میری بیوی ہی ہے۔"

"اچھا یہ تمہارا بیوی ہے تو تمہیں ابھی اس سے دوبارہ نکاح کرنا پڑے گا کیونکہ ہم اس طرح تمہیں اپنے گھر میں رہنے نہیں دیں گا۔

پہلے بھی کوئی تمہاری طرح ہمیں ٹوپی بنا چکا ہے۔"

باسل اس کی باتوں پر حیرانگی سے ان کی طرف دیکھنے لگتا ہے۔

اس کا اپنا ہی کہاں جھوٹ اب اس پر بھاری پڑ چکا تھا۔ صوفیہ بھی حیران سی اس شخص کی باتیں سن رہی ہوتی ہے۔

"تم یہاں ہی کھڑے ان کہ مفروضات سنوں میں جا رہی ہو۔" صوفیہ اس کہ کان میں ہلکی آواز میں منمناتی وہاں سے آگے کی طرف بڑھ جاتی ہے۔

باسل اس کو یوں جاتے دیکھ جلدی سے اس کہ پیچھے جاتا ہے۔

صوفیہ ابھی تھوڑا ہی آگے گئ ہوتی ہے کہ اتنی شدید سردی اوپر سے برف باری میں اس سے ایک قدم بھی آگے نہیں اٹھایا جاتا ہے۔

"صوفیہ اتنی سردی میں بیمار پڑ جاؤگی، مت اس طرح کروں۔"

باسل اس سے دو قدم دور کھڑا بولتا ہے۔

"نہ ایسا کروں تو اس انکل کی باتیں سنوں جو کیسی عجیب باتیں کر رہے ہے۔"

"دیکھوں یہاں موسم کہ حالات، اتنی شدید برف باری میں ہم آگے نہیں جا سکتے۔ ابھی ہم مجبور ہے اس لیے جیسے وہ کہتے ہے ہمیں کرلیا چاہیے، پھر ہمیں کل چلیے ہی تو جانا ہے۔"

سردی سے صوفیہ کہ دانت بجنے لگتا ہے۔

"یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے نہ تم مجھے اپنی گاڑی میں بیٹھاتے نہ نوبت یہاں تک آتی"، صوفیہ بجتے ہوئے دانتوں سے ہلکی آواز میں غراتے ہوئے بولتی ہے۔

باسل اس کو کانپتے دیکھ جلدی سے سہارا دیتا دوبارہ سے اس ہٹ کی طرف بڑھ جاتا ہے۔
"ابھی آپ نے جو کچھ بھی کہاں ہے ہم تیار رہے اس کہ لیے"، باسل یہ کہتے ہی جلدی سے صوفیہ کو سہارا دیتے گھر کہ اندر بڑھ جاتا ہے۔
"روکوں تم لوگ اہدر ہی بیٹھوں ہم اپنے بھائی کو بلاتا ہے۔ وہ یہاں مولوی ہے اور بچوں کو قرآن پڑھاتا اور یہاں کہ کتنے نکاح اس نے ہی کروائے ہے۔"
وہ ضعیف اس سے کہتا جلدی سے ایک کمرے کی طرف بڑھ جاتا ہے۔
"یہ کیا بول رہے ہے؟" صوفیہ اس سے کانپتے ہوئے پوچھتی ہے۔
باسل اس وقت سب کچھ سمجھ کہ بھی کچھ نہیں بتا پا رہا تھا۔

کچھ دیر بعد اس شخص کہ ساتھ اس کا بھائی آتا ہے. جس کہ ہاتھ میں کچھ کاغذات ہوتے ہے۔
"تم نے کہاں کہ ہم دونوں میاں بیوی ہے تو تم لوگ دوبارہ نکاح کروں ہمارے سامنے تاکہ مجھے یقین ہوجائے تم لوگ سچ کہہ رہے ہو۔"
باسل اور صوفیہ اس شخص کی باتوں پر حیرانگی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے اس شخص کی طرف دیکھنے لگتے ہے۔
صوفیہ کچھ سوچتی اس نکاح کے لیے مان جاتی ہے۔

باسل دل کی پوری رضامندی سے اس نکاح کے لیے ہامی بڑھتا ہے نہ جانے دل میں کچھ قیمتی پاہ لینے کی خوشی سی ہو رہی ہوتی ہے۔

🔥❤️..........🔥❤️..........🔥❤️

رات کہ نو بجے حویلی کہ سامنے دامیر کی کار روکتی ہے۔

دامیر منہا کی طرف دیکھتا ہے جو اتنے دیر جاگتے رہنے کی وجہ سے نیند میں جھول رہی ہوتی ہے۔

"محترمہ اتنی لمبی نیند کہ بعد بھی سو رہی ہے۔"

دامیر منہا کی طرف دیکھتا بولتا ہے۔

دامیر منہا کو گود میں اٹھائے حویلی کی اندرونی حصے کی طرف بڑھ جاتا ہے۔

پیچھے گل خان حیرانگی سے یہ نظارہ دیکھ رہا ہوتا ہے کہ آخر یہ سردار سائیں کی لگتی کیا ہے۔

"آج ہمارا بیٹا واپس آرہا ہے، مجھے پورا یقین اسے میری منتخب کی ہوئی لڑکی ضرور پسند آئی ہوگی۔"

عدنان خان ڈرائینگ روم میں موجود پر بیٹھے، ثمینہ بیگم جو ملازموں سے کہہ کہ ڈائینگ ڈیبل پر کھانا لگوارہی ہوتی ہے ان کو دیکھتے ہوئے بولتے ہے۔

"ہاں مجھے بھی کچھ ایسا ہی لگتا ہے۔

ثمینہ بیگم مسکراتے ہوئے ان سے کہتی ہے۔

"لے بی بی سائیں اس وڈای کا بیٹا یہاں کا سر ادر آگیا۔"

ایک ملازم دامیر کو اندر آتے دیکھ ثمینہ بیگم سے بولتی ہے۔

عدنان خان بھی ان کی باتیں سن کر مسکراتے ہوئے دامیر کی طرف دیکھتے ہے۔

لیکن دامیر کی گود میں کسی لڑکی کو دیکھ سب کہ چہروں سے خوشی غائب ہو جاتی ہے، سب حیرانگی سے اسے دیکھنے لگتے ہے۔

دامیر ڈرائینگ روم میں قدم رکھتا آرام سے صوفے کی ایک سائیڈ پر منہا کو بیٹھا دیتا ہے اور اس کا ڈوپٹہ ڈھیک کرتے عدنان خان کی طرف دیکھتا ہے جو اسی کی طرف دیکھ رہے ہوتے ہے۔

"کون ہے یہ لڑکی؟"، وہ دامیر کو کچھ بولتا نہ دیکھ استفسار کرتے ہے۔

"یہ میری بیوی ہے۔" دامیر منہا کی طرف دیکھ محبت سے پر لہجے میں بولتا ہے۔ "کیا کہہ رہے ہو، میں نے تمہیں شہر ذرا بیٹی کو دیکھنے بھیجا تھا نہ کہ کسی اور سے شادی رچانے کہ لیے"، عدنان خان غصے سے بولتے ہے۔ ثمینہ بیگم جلدی سے دامیر کی طرف بڑھتی ہے۔

"بیٹا تم نے کیوں ایسا قدم اٹھایا کیا ہم زندہ نہیں تھے ؟ ، ہمیں بتاتے ہم تمہاری شادی کروا دیتے لیکن یوں ہم سے چھپا کر شادی کرنا کہاں کی عقلمندی ہے ۔ "

"اماں سائیں میں بھی آپ کو بتا کر ہی یہ قدم اٹھانا چاہتا تھا لیکن سب اتنی جلدی ہوا کہ مجھے آپ کو بتانے کا موقع ہی نہیں ملا ۔ "

دامیران سے سر جھکانے ہوئے کہتا ہے ۔

"موقع نہیں ملا کہ تم بتانا نہیں چاہتے تھے ۔ " عدنان صاحب اسے دیکھتے ہوئے درشگتی سے بولتے ہے ۔

مہنا جو صوفے کی پانتی پر سر رکھے سوئ ہوئ ہوتی ہے اچانک اتنی اونچی آوازوں سے اپنی مندی آنکھیں کھولتی اردگرد کہ ماحول سے مانوس ہوتی جلدی سے ڈرتی ہوئ آٹھ کر بیٹھ جاتی ہے ۔

"کیا ہم دونوں تمہارے کچھ نہی لگتے جو ایک دفعہ بھی تم نے اپنے اس فیصلے سے آگاہ کرنا ضروری نہیں سمجھا ۔ "

عدنان صاحب کی اتنی اونچی آواز پر منہا خوف زدہ سی ہوتی جلدی سے بھاگتی ہوئی دامیر کہ گلے لگ جاتی ہے۔ عدنان خان اور ثمینہ بیگم منہا کی اس حرکت پر شوک کی کیفیت میں اسے دیکھنے لگتے ہے۔

"پرنس یہ انکل اتنا اونچا کیوں بول رہے ہے مجھے ان سے بہت ڈر لگ رہا ہے۔"

منہا دامیر کہ سینے میں پناہ ڈھونڈتی ڈرتے ہوئے بولتی ہے۔

عدنان صاحب منہا کی باتوں پر چپ ہو جاتے ہے انھیں نہ جانے کیوں منہا دماغی طور پر ٹھیک نہیں لگتی۔

"بابا سائیں میں آکر آپ کو سب کچھ بتاتا ہو پہلے میں منہا کو روم تک چھوڑ آئو۔"

دامیر عدنان خان کی طرف التجائی نظروں سے دیکھتا منہا کو سہارا دیتے اپنے روم کی طرف لے جاتا ہے۔

"دیکھ رہی ہو بیگم کیسے آپ کہ لاڈلے نے ہمیں کچھ بھی بتائے بغیر شادی کرلی"، عدنان غصے سے بولتے ہے۔ "آپ دامیر سے بدزن نہ ہو، ضرور اس کہ پیچھے کوئی وجہ رہی ہوگی۔"

عدنان خان ثمینہ بیگم کی بات سے متفق ہوتے دامیر کہ واپس آنے کا انتظار کرنے لگتے ہے۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

دونوں کہ نکاح ہوتے ہی وہ شخص انھیں کمرا دکھاتا ہے۔

جسے دیکھ صوفیہ کو باسل پر سخت غصہ آرہا ہوتا ہے۔ ڈربا نماں کمرا اس پر سنگل بیڈ جس پر ایک وقت میں ایک ہی بندا سو سکتا تھا۔

"یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا، اس ڈربے نماں کمرے کہ لیے میں نے اتنی بڑی قربانی دیں"، صوفیہ صدمے سے بولتی ہے۔

"او بھولوں نہ قربانی میں نے بھی دیں ہے۔"

باسل اس کو گھورتا ہوا بولتا ہے۔

"یہ سب تمہارا ہی کیا کرایا ہے اس لیے میری بلا سے تم جا مرضی سو آئی ڈونٹ کئیر"، صوفیہ ناک منہ پھولاتی جلدی سے بیڈ پر لیٹتے ہی کمبل میں گھستے باسل کہ ہونک بنے چہرے کو دیکھ کر بائے بائے کرتی اپنے سر تک کمبل لپیٹ لیتی ہے۔

تھکاوٹ سے صوفیہ کو گرم کمبل میں آہستہ نیند آنے لگتی ہے، لیکن باسل کو بھی کمبل میں گھستے دیکھ اس کی نیند بھک سے اوڑ جاتی ہے۔

"یہ کیا کر رہے ہو؟ ، چیپ انسان نکلوں باہر"، صوفیہ اس کو کمبل لیے بیٹھا دیکھ غصے سے چیختے ہوئے بولتی ہے۔

"آہستہ بولوں سب کیا سوچے گے نیئے نویلے دولہا دولہن لڑ رہے ہے۔

میں بھی تمہاری طرح انسان ہو اور سردی کی وجہ سے مجھے بھی ڈھنڈ لگ رہی ہے۔

اب ہم میاں بیوی ہے تو گھبرانے کی کیا ضرورت ہے، تم لیٹ جاؤ میں تمہاری پیر والی سائیڈ پر سو جاؤ گا اور ویسے بھی تم چھوٹی موئی سی تو ہو، اس لیے ہم آرام سے اس سنگل بیڈ پر سو سکتے ہے۔"

باسل اپنی کہتا جلدی سے صوفیہ کہ پیر والی سائیڈ پر سر رکھے لیٹ جاتا ہے۔

صوفیہ باسل کہ لیٹنے پر جلدی سے اپنے پیر سمیٹ لیتی ہے اسے عجیب سا لگتا ہے کہ وہ یوں اس کہ سر کہ پاس اپنے پیر رکھے۔

صوفیہ باسل کو ایک نظر دیکھتی جو کمبل لپیٹے سو چکا تھا خود بھی اپنی جگہ آنکھیں بند کہ کے لیٹ جاتی ہے۔

تھوڑی دیر بعد ہی اس کمرے میں صرف خاموشی سنائی دیتی ہے کیونکہ صوفیہ اور باسل نیند کہ مزے جو لے رہے ہوتے ہے۔

💝💝💝💝💝💝💝💝💝💝💝

"اینجل آپ اِدھر بیٹھوں میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں۔"

دامیر اس کا چہرا تھپتھپاتا اپنے کمرے سے جانے لگتا ہے کہ اس کہ ہاتھ پکڑنے پر روک جاتا ہے۔

"پرنس مجھے اکیلے اِدھر بہت ڈر لگ رہا ہے، آپ نہ جائو۔"

منہا اس کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑیں رونی شکل بنائے بولتی ہے۔

"میری جان میں کہی نہیں جا رہا، اچھا آپ لیٹوں میں اِدھر ہی ہو۔"

دامیر اس کو آرام سے بیڈ پر لیٹاتا اس کہ اوپر اچھے سے کمبل دیتا ہے۔

"آپ آنکھیں بند کروں میں آپ کہ پاس ہی ہوں"، وہ منہا کا ہاتھ سہلاتے پیار سے کہتا ہے، جس پر منہا دامیر کہ ہاتھ کو اپنے دنوں ہاتھوں میں پکڑیں اپنی آنکھیں موند لیتی ہے۔

دامیر غور سے منہا کو دیکھتا ہے جو سوئے ہوئے بھی کسی چیز سے ڈر رہی ہو، اس کہ چہرے پر سخت تکلیف کہ تاثرات تھے جسے دیکھ کر دامیر کو اپنی روح تک تکلیف محسوس ہو رہی ہوتی ہے۔

منہا کہ سونے کا یقین کرتے دامیر اس کہ ماتھے پر عقیدت بھرا بوسا دیتے روم سے نکلتا چلا جاتا ہے۔

دامیر سیڑھیاں اترتا جلدی سے عدنان صاحب کہ قدموں میں جا کر بیٹھ جاتا ہے۔
عدنان صاحب دامیر کو دیکھتے ناراضگی سے دوسری طرف منہ موڑ لیتے ہے۔
دامیر اپنے روٹھے سے بابا سائیں کو دیکھ مسکرا دیتا ہے۔ "دیکھ رہی ہو بیگم بجائے یہ بتانے کہ ہماری موجودگی کہ بغیر شادی کیوں کی، آپ کا یہ بیٹا مسکرا رہا ہے۔"
"بابا سائیں آپ کو میں نے پہلے ہی کہاں تھا کہ اگر مجھے ذرا پسند نہ آئی تو میں اس رشتے سے انکار کردوں گا۔مجھے ذرا مناسب نہیں لگی، میں آپ کو واپس آکر اپنے اس فیصلے کہ بارے میں بتانا چاہتا تھا لیکن اس سے پہلے ہی یہ سب کچھ ہوگیا اور یقین مانے بابا سائیں اس شادی میں ہر گز خوش نہیں رہتا جس میں میری خوشی موجود ہی نہ ہو۔
وہ بس زندگی بھڑک کا سمجھوتا بن جاتا ہے اور میں شادی جیسے مقدس رشتے کو سمجھوتے کہ نظر کسیے کر سکتا تھا۔

مجھے منہا سے بے پناہ محبت ہے.جس کا ثبوت آپ کہ سامنے آپ کی بہو کہ طور پر اس حویلی میں موجود ہے ۔ " دامیر اپنی آنکھوں میں امید کی قندیلیں جلائے عدنان خان کی طرف دیکھتا ہے ۔

"ڈھیک ہے ہم تمہاری بات سے متفق ہے لیکن شادی بیٹا اس طرح تو نہیں ہوتی نہ ، اس بچی کہ ماں باپ کہاں ہے ، کیا تم نے ان کی رضامندی سے اس سے شادی کی ہے ؟ " ، عدنان صاحب دامیر کا ہاتھ پکڑے اس کو اپنے قدموں سے اٹھاتے اپنے پاس بیٹھاتے استفسار کرتے ہے ۔

دامیر عدنان خان کی باتوں پر سخت دکھی ہو جاتا ہے ۔

"باباسائیں اس کہ ماں باپ حیات ہوگے تو میں ان سے پوچھوں گا نہ " ، دامیر ان کی طرف دیکھتا بولتا ہے ۔

"مطلب میں سمجھا نہیں " ، عدنان خان اور ثمینہ بیگم اس کی بات پر نہ سمجھی سے اس کی طرف دیکھتے ہے ۔

دامیر ان کی نہ سمجھی ظاہر کرنے پر منہا کہ ریپ سے لے کر اس کہ بارہ سال کوما میں رہنے تک سب کچھ انھیں بتا دیتا ہے ۔

عدنان صاحب اور ثمینہ بیگم دامیر کی بات سن کر سکتے میں چلے جاتے ہے۔
منہا کہ ساتھ ریپ ہوا یہ بات بتاتے دامیر کی بھوری آنکھوں سے آنسوں بہہ نکلتے ہے۔
ثمینہ بیگم اس چھوٹی سی نازک جان پر اتنے بڑے ظلم کا سن کر آبدیدہ سی ہو جاتی ہے۔

"بیٹا مجھے فخر ہے کہ تم نے روایتی مردوں کی طرح یہ نہیں سوچا کہ اس کا تو ریپ ہو چکا اور اب یہ کسی قابل نہیں، بلکہ تم نے ایک شاندار مرد ہونے کا ثبوت دیا جس نے بہت ہمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس بچی کو ایک مضبوط سہارا دیا ہے۔
مردانگی یہ نہیں کہ اپنے طاقت کہ زعم پر کسی کہ بھی سر سے عزت کی چادر تک نوچ لوں، بلکہ مردانگی یہ ہے کہ کسی بے سہارا اور معاشرے کہ ناسوروں سے گھائل ایک بے بس کو مضبوط سائبان دیا جائے اور یہی 'حضرت آدم علیہ اسلام' کی صحیح اولاد ہونے کا ثبوت ہے۔"
عدنان خان فخر سے اپنے بیٹے کہ سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولتے ہے۔
ثمینہ بیگم بھی دامیر کہ ماتھے پر بوسا دیتی ہے۔
آج ان دونوں کو اپنے بیٹے پر فخر محسوس ہو رہا تھا، جس نے زمانے کی پرواہ نہ کرتے ہوئے صرف اپنے دل کی سنی تھی۔

💢💜💢💜💢💜💢💜💢💜💢

صبح ہوتے ہی باسل نے اپنی گاڑی قریبی مکینک سے ڈھیک کروالی تھی اوراب وہ دونوں اس شخص کا شکریہ ادا کرتے وہاں سے نکل جاتے ہیں۔

"مجھے یہ قریب ہی ہوٹل ہے وہاں چھوڑدو"، صوفیہ باسل کو دیکھتے ہوئے بولتی ہے۔

"میں واپس جا رہا ہو تم بھی میرے ساتھ واپس جا ئوگی۔""واپس تو میں نے بھی آج جانا ہے جو کام کرنے یہاں آئ تھی وہ تو ہوچکا۔"

"مطلب کون سا کام میں سمجھا نہیں"، باسل نہ سمجھی سے اس سے استفسار کرتا ہے۔

"کچھ نہیں مجھے ہوٹل ڈراپ کردوں، آگے میں خودی چلی جا ئوگی۔"

صوفیہ گاڑی کہ شیشوں سے باہر دیکھتی اس سے بولتی ہے۔

"ہاں میں تمہیں ادہر چھوڑدو تاکہ پھر تم کسی مصبیت میں پھس جا ئو، یہاں موسم ڈھیک نہیں اس لیے تم میرے ساتھ ہی واپس جا ئوگی، اپنا سامان لوں ہوٹل سے اور واپس آئو۔"

باسل اس کہ بتائے ہوئے ہوٹل کہ سامنے کار روکتا اسے کہتا ہے۔

"جب میں نے کہاں ہے کہ میں خودی چلی جا ئوگی تو کیوں اپنا حکم مجھ پر چلا رہے ہو۔"

صوفیہ اس کی طرف دیکھتی درشتگی سے بولتی ہے۔

"تم بھول رہی ہو کہ میں اب تمہارا شوہر ہوں اور میں اپنی بیوی کو اس سرد موسم میں اکیلا یہاں چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔"

باسل صوفیہ کی بات پر اس کا بازوں پکڑتے بولتا ہے۔

"او اچھا تو اس وجہ سے تم مجھ پر رعب جھاڑ رہے ہو۔ فکر نہ کروں یہ ایک مجبوری کا رشتہ ہے جسے میں جاتے ہی ختم کر دوں گی۔"

وہ باسل سے اپنا بازوں چھڑواتی جلدی سے کار سے باہر نکلتی زور سے اس کا دروازہ بند کرتے ہوٹل کے اندرونی حصے کی طرف بڑھ جاتی ہے۔

"خوش فہمیاں" باسل اپنے آپ سے ہی بڑبڑاتا اس کے آنے کا ویٹ کرنے لگتا ہے۔

تھوڑی دیر بعد ہی اسے صوفیہ ایک بیگ پکڑے باہر آتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔

اس کے بیٹھتے ہی باسل گاڑی زن سے آگے بھگا لے جاتا ہے۔

🔥..🔥..🔥..🔥..🔥..🔥

دامیر خوش باش سا اپنے کمرے میں قدم رکھتا ہے۔

اب وہ اپنے آپ کو پر سکون سا محسوس کر رہا ہوتا ہے۔ دامیر ایک پیار بھری نظر سوئی ہوئی منہا پر ڈالتے جلدی سے فریش ہونے کے لیے واش روم چلا جاتا ہے۔

تھوڑی دیر بعد ڈھیلی سی شرٹ اور شوٹ میں فریش سا دیوار گیر شیشے کہ سامنے کھڑا ہوتا اپنے بھورے بال ہاتھوں سے ہی سیٹ کرتا بیڈ پر منہا کہ پاس ہی جگہ بنائے اس کہ ماتھے پر بوسا دیتے اس کو ہگ کرتے پر سکون سا اپنی انکھیں موند لیتا ہے۔

جیسے اب اسے منہا کی آغوش میں پر سکون نیند آئے گی۔ جو وہ پچھلے دو تین دنوں سے نہیں لے پایا۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

"مجھے ہوسٹل چھوڑ دو۔"

صوفیہ باسل کو کچھ گھنٹے بعد بولتی ہے۔

"وہ کیوں؟، اب تم میری بیوی ہو تو اس لحاظ سے تم میرے ساتھ میرے گھر میں رہوں گی نہ کہ ہوسٹل"، باسل اس کی طرف دیکھتا بولتا ہے۔

"یہ تم کیا بار بار میاں بیوی کی رٹ لگائے ہوئے ہو، نہیں ہو میں تمہاری بیوی، آئی سمجھ"، صوفیہ اس کو اونچی آواز میں بولتی ہے۔

"آہستہ بولوں تمہارے یوں چلانے سے حقیقت نہیں بدل جائے گی کہ تم اب صوفیہ باسل تلال تقی ہوں۔"

"جس رشتے پر تمہیں اتنا زعم ہے وہ بھی ختم کر دوں گی۔

کل پرسوں تک تمہیں خلع کہ پیپر زمل جائے گے تو شرافت سے ان پر سائن کر دینا۔"
صوفیہ بے حسی سے اسے بولتی ہے۔

باسل اس کی بات پر کار روکتا غصے سے اس کی طرف دیکھتا ہے۔
"کیا کہاں تم نے مجھ سے طلاق لوں گی۔"
باسل صوفیہ کو دونوں بازوؤں سے دبوچتا غصے سے بھپرتے ہوئے بولتا ہے۔
"ہاں میں نے یہی کہاں ہے، اب تمہارے کان بجنے سے تو رہے۔"
صوفیہ کو باسل کی اتنی سخت پکڑ پر تکلیف ہو رہی ہوتی ہے لیکن پھر بھی وہ خود پر ضبط کرتے اس سے بولتی ہے۔
"ایک بات یاد رکھوں مس صوفیہ، نکاح کوئی مذاق نہیں جو کرلیا اور بعد میں توڑ دیا یہ ایک پاکیزہ بندھن جو ایک دفعہ جوڑ جائے تو اس کو ساری زندگی نبھایا جاتا نہ کہ اپنی انا اور غصے میں اس کو توڑ دیا جاتا ہے۔
میں سمجھتا ہو کہ بے شک ہمارا نکاح ایک مجبوری کہ تحت ہوا ہے لیکن ہوا تو ہے نہ، تم بے شک اس مقدس رشتے کو کوئی اہمیت نہ دو لیکن میرے لیے یہ بہت اہمیت رکھتا ہے۔"

باسل صوفیہ کہ بازوؤں پر گرفت ڈھیلی کرتا اس کہ ماتھے پر بوسا دیتے گھمبیر لہجے میں بولتا ہے۔

صوفیہ جو کب سے اپنا آپ باسل سے چھڑوانے کی تگ دود کر رہی ہوتی ہے اچانک اس کہ لمس پر اپنی جگہ ساکت ہو جاتی ہے۔

باسل صوفیہ کو یوں بت بنا دیکھ معنی خیزی سے مسکراتا اس کہ گال پر بوسا دیتے دوبارہ سے کار سٹارٹ کر دیتا ہے۔

"میں تمہاری ایک نہیں سنوں گا ہم تھوڑی دیر کہ لیے راستے میں روکے گے تو مجھے اب کوئی چیک چیک نہیں سننی تمہاری، تم میرے ساتھ جنت ویلا ہی جاؤ گی۔"

باسل ابھی تک بت بنی صوفیہ کی طرف دیکھتا بولتا ہے۔

💖💖💖💖💖💖💖💖💖

اچانک ایک کار جنت ویلا کہ پورچ میں آ کر روکتی ہے۔ صدف جو کب سے اپنے بیٹے بہو کا انتظار کر رہی ہوتی ہے۔

کار سے باسل کو اترتے دیکھ مسکراتی ہوئی اس کی طرف بڑھتی ہے۔

باسل صدف کہ قریب آتے ہی جلدی سے انھیں اپنے گلے لگا لیتا ہے۔

"بیٹا اتنے دن لگا دیے، میں نے تمہیں کتنا مس کیا۔

تمہیں پتا بھی ہے کہ خالی گھر مجھے کاٹنے کو دوڑتا ہے۔

صدف باسل کہ ماتھے پر بوسا دیتی نروٹھے پن سے کہتی ہے۔

"ارے میری بیوٹیفول موم اب آپ کو یہ گھر کاٹنے کو نہیں دوڑے گا کیونکہ میں اب آپ کہ لیے آپ کی بہو جو لے آیا ہو۔"

باسل مسکراتے ہوئے ان سے کہتا کار کی فرنٹ کا دروازہ کھولتے منہ پھلائے بیٹھی صوفیہ کو ہاتھ پکڑ کر باہر نکالتا ہے۔

باسل صدف کو رستے میں ہی فون پر اپنے اور صوفیہ کہ بارے میں سب کچھ بتا چکا تھا۔

"موم یہ آپ کی بہو۔"

"ماشاءاللہ تم نے تو بلکل ایک ڈول ڈھونڈی ہے اپنے لیے"، صدف صوفیہ کہ ماتھے پر بوسا دیتی اس کہ سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھتے بولتی ہے۔

صوفیہ کہ آنکھوں سے صدف کہ ماما بھرے روپ کو محسوس کرتے آنسوں نکل پڑتے ہے جسے وہ کسی کی بھی نظروں میں آنے سے پہلے ہی بے دردی سے صاف کر لیتی ہے۔

"آؤ بیٹا اندر چلوں ادھر ہی کھڑے رہنے کا ارادہ ہے۔"

صدف صوفیہ کا ہاتھ پکڑے ان دونوں سے بولتی ہے۔

جس پر وہ تینوں اندر کی طرف بڑھ جاتے ہے۔

💘💗💘💗💘💗💘💗💘💗💘

"آ مجھے چھوڑ دوں مجھے کچھ نہ کرنا، میرے پاس نہ آئو چھوڑ دو مجھے، ماما پاپا مجھے بچا ئو۔

دو دور رہوں میرے پاس نہ آئو۔"

دامیر جو منہا کو مضبوطی سے اپنے حصار میں لیے سویا ہوا ہوتا ہے۔

اچانک کسی کی چیختی ہوئی آواز سن جلدی سے اپنی آنکھیں ملتا منہا کی طرف دیکھتا ہے پر منہا کو دیکھ اس کی نیند بھک سے اوڑ جاتی ہے۔

منہا پسینے سے شرابور چیخ رہی ہوتی ہے۔

منہا میری جان اٹھوں دامیر اس کا چہرا تھپتھپاتا اسے اٹھاتا ہے۔

منہا دامیر کی آواز سن کر روتے ہوئے اپنی آنکھیں کھولتی جلدی سے دامیر کہ گلے لگ جاتی ہے۔

"پرنس مجھے اس سے بچا لوں وہ بہت گندا ہے، وہ میرے قریب آنا چاہتا ہے اسے مجھ سے دور کر دوں۔"

منہا روتے ہوئے خوف زدہ لہجے میں اسے کہتی ہے ۔

"میری جان کوئی بھی تمہارے قریب نہیں آرہا۔

کس کی اتنی جرات جو میری اینجل کہ قریب آنے کی بھی کوشش کریں۔

دامیر اس کہ ماتھے پر بوسا دیتے اس کی کمر سہلاتے پیار بھرے لہجے میں بولتا ہے ۔

منہا اپنے پرنس کہ حصار میں پر سکون سی ہو جاتی ہے ۔

"چلوں اب لیٹ جاؤ کوئی نہیں آرہا آپ کہ پاس میں ہو نہ اپنی اینجل کہ پاس"، دامیر اس کو دونوں گالوں پر بوسا دیتے محبت سے بولتا ہے ۔

"و۔۔۔۔۔ وہ پرنس میں بہت سارا سو چکی ہو اس لیے اب مجھے نیند نہیں آرہی آپ مجھے کوئی کہانی سنائے نہ پریوں کی"، منہا اپنی نیلی انکھوں سے اس کی طرف دیکھتی مصمویت سے بولتی ہے ۔

نیند سے بند ہوتی آنکھوں سے دامیر بیچارا جس نے کبھی پریوں کی کہانی نہیں سنی تھی اب اپنی اینجل کو سنانی تھی۔

"اچھا آپ اپنی آئیز بند کروں میں سناتا ہوں ۔"

دامیر اس کی گال سہلاتا پیار سے کہتا ہے،.جس پر منہا ہاں میں سر ہلاتی اس کی عجیب و غریب کہانی جو دامیر بچارے نے اپنی بیوی کو خوش کرنے کہ لیے خود ہی سوچی تھی اب اسے سنا رہا ہوتا ہے۔

💢💕💢💕💢💕💢💕💢💕

صوفیہ باسل کہ روم میں قدم رکھتی پورے روم کو گھوم کر دیکھتی ہے۔

"کیا ہوا کہاں کھوگئ؟" باسل روم کا ڈور لوک کرتے اس سے پوچھتا ہے۔

"روم تو تمہارا اچھا ہے پر مجھے دیوار کا انٹئیر پسند نہیں آیا۔"

صوفیہ کمرے کی دیواروں پر سفید رنگ کو دیکھتے ہوئے بولتی ہے۔

"تو پھر تمہیں جو رنگ پسند ہے وہی کروالے گے۔"

باسل صوفیہ کو بیویوں والے انداز میں دیکھ خود بھی پر سکون سا ہو جاتا ہے۔

"مجھے تو سیاہ رنگ پسند ہے۔" صوفیہ اچانک اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولتی ہے۔

"ہیں! پہلی ایسی لڑکی دیکھی ہے جسے کالا رنگ پسند ہے، ورنہ لڑکیوں کو تو شوخ یا لائٹ کلر پسند ہوتے ہے۔""ہوتی ہوگی ایسی لیکن میں صوفیہ ہوں۔"

"ہاں یہ بھی ہے تمہاری جیسی زہریلی ناگن کا پیس بھی صرف ایک ہی اس دنیا میں موجود ہے۔"

"واٹ تم نے مجھے زہریلی ناگن کہاں ، خود کیا ہو گینڈے" ، صوفیہ اس کی بوڑی بلڈر والے چوڑے سینے کی طرف اشارہ کرتی ہوئی چوٹ کرنے والے انداز میں بولتی ہے۔

"اس بوڈی کو بنانے میں سالوں لگ جاتے ہے اور تمہیں تو خوش ہونا چاہیے کہ تمہارے شوہر میں ہنڈسم ہونے کی ساری خصوصیات موجود ہے۔"
باسل اس کو کمر سے پکڑ کر اپنے قریب کرتا گھمبیر لہجے میں بولتا ہے۔
صوفیہ باسل کی اتنی ہمت پر اپنی سبز بڑی بڑی آنکھوں سے اسے گھورنے لگتی ہے۔
"یہ تمہارے اندر کل سے کیا چھچورے پن کا کیڑا کاٹ رہا ہے۔"
صوفیہ اس کہ بازوں پر چٹکی کاٹتے ہوئے کہتی ہے۔ "میرے اندر یہ کیڑا تب سے ہی گھسا ہے جب سے میں نے تمہاری جیسی حسین پلس زہریلی ناگن کو اپنی زندگی میں شامل کیا ہے۔"
باسل اس کہ سیب جیسے لال سرخ گالوں پر بوسا دیتا خمار بھرے لہجے میں بولتا ہے۔
"بس کردوں فلرٹ کرنا" صوفیہ اس کی جسارت پر اس کو گھورتی ادر ادھر دیکھتی اسے بولتی ہے۔

" بیوی سے کیسا فلرٹ بیوی سے تو پاک محبت کی جاتی ہے جو مجھے کل سے تم سے شدید قسم کی ہو رہی ہے اور یہ بے شک اللہ کی طرف سے نکاح کہ مقدس الفاظ کا اثر ہے۔ "

صوفیہ باسل کی باتیں سن حیرانگی سے اسے دیکھتی ہے۔ "اب چھوڑ بھی دو نہ میں نے مان لی تمہاری باتیں "صوفیہ اس سے جان چھڑوانے کہ لیے کہتی جس پر باسل خوشی اسے اپنے حصار سے آزاد کر دیتا ہے۔

"یہاں بیڈ کہ ساتھ صوفہ بھی موجود ہے تو تم وہاں پر سو جاؤ اور میں یہاں "صوفیہ اس کو حکم سناتی جلدی سے بیڈ پر لیٹتی اپنے اوپر بلینکیٹ لے لیتی ہے۔

باسل اس کی حرکتیں ملاحظہ کرتا اپنی ہنسی ضبط کرتے کپڑے بدلنے چینجنگ روم کی طرف بڑھ جاتا ہے۔

صوفیہ باسل کو اپنی بات مانتا دیکھ مسکراتے ہوئے آنکھیں موند لیتی ہے پر اچانک اس کو بیڈ بوری طرح سے ہلتا ہوا محسوس ہوتا ہے، جس پر وہ یہ سوچتی کہی زلزلہ تو نہیں آگیا۔

لیکن اپنے کمر پر کسی کا ہاتھ محسوس کرتے سمجھ جاتی ہے یہ باسل چھچھوراہی ہوگا۔

"تم پھر یہاں آ گئے "صوفیہ اٹھ کر بیٹھتے گھورتے ہوئے اس سے پوچھتی ہے جو مزے سے اس کو دیکھتے مسکرا رہا ہوتا ہے۔

"میری زہریلی ناگن تم میرا سائیز دیکھوں اور صوفے کا سائیز دیکھوں کیا میں ادھر سو سکتا ہوں۔"

صوفیہ اس کہ کہنے پر ایک نظر ٹو سیٹر صوفے کو اور پھر باسل جیسے بوڈی بلڈ کر دیکھتی ہے ، جس کی وجہ سے وہ صوفے پر لیٹ تو بلکل بھی نہیں سکتا تھا۔

"میں تھکی ہوئ ہو آج کی رات وہاں سو جائو کل سے میں صوفے پر سو جائو گی۔"

تو تمہیں کس نے روکا ہے سونے سے سو جائو۔" باسل مزے سے کہتا اپنا ایک بازوں پھیلائے اشارے سے اس پر سر رکھنے کو کہتا ہے جس پر صوفیہ بورا سا منہ بنائے بیڈ کہ کنارے سے لگتی لیٹ جاتی ہے۔

باسل صوفیہ کو یوں تکیے کہ بغیر لیٹتا دیکھ گھورتا ہوا جلدی سے روم کی لائٹ اوف کرتا صوفیہ کو اپنی طرف کھینچ کر باہوں میں لیے لیٹ جاتا ہے۔

"یہ کیا حماقت ہے ؟ باسل چھوڑوں مجھے" وہ باسل کی حرکت پر اس کہ بازوں پر مکے مارتے اپنا آپ چھڑوانے لگتی ہے۔

"چپ چاپ سو جائو ورنہ میں اور بھی بہت کچھ کر سکتا ہوں۔"

باسل اس کہ بالوں میں اپنا ہاتھ پھیرتا گھمبیر لہجے میں کہتا ہے، جس پر صوفیہ پٹ سے اپنی آنکھیں بند کرلیتی ہے۔

تھوڑی دیر بعد صوفیہ کہ ہلکے کھڑاٹے کمرے میں گونج رہے ہوتے ہے۔

باسل مسکراتا ہوا اس کی آنکھوں پر بوسا دیتا اس کو ہگ کرتے سو جاتا ہے۔

❤️❣️❤️❣️❤️❣️❤️❣️❤️

صبح کا وقت تھا جہاں ہر کوئی اپنے آشیانے سے نکل کر روزی کی تلاش میں نکل پڑتا ہے۔

ایسے میں ثمینہ بیگم ملازموں کو ہدایات دیتی ڈائینگ ٹیبل پر ناشتہ لگوا رہی ہوتی ہے۔

"اسلام و علیکم" دامیر منہا کا ہاتھ پکڑے ڈائینگ ٹیبل کہ پاس آتا عدنان خان اور ثمینہ بیگم کو اونچی آواز میں سلام کرتا ہے۔

"وعلیکم السلام، بیٹا" وہ دونوں مسکراتے ہوئے جواب دیتے ہے۔

"آؤ بیٹا بیٹھوں" عدنان صاحب دامیر کو بیٹھنے کا بولتے ہے. جس پر وہ مسکراتا ہوا منہا کو چئیر پر بیٹھاتا پھر خود اپنی چئیر پر بیٹھتا ہے۔

"بیٹا آپ کیا لوں گی؟" ثمینہ بیگم منہا کہ سر پر ہاتھ رکھے پیار سے پوچھتی ہو جو اتنی سارے ناشتے کہ لوازمات کو ٹکر ٹکر دیکھ رہی ہوتی ہے۔

منہا ان کہ پوچھنے پر ڈرتے ہوئے دامیر کا ہاتھ پکڑ لیتی ہے۔

"ارے بیٹا ڈرو نہیں مجھے اپنی امی ہی سمجھوں۔" ثمینہ بیگم اس کہ سر پر ہاتھ رکھتے شفقت بھرے لہجے میں کہتی ہے۔

منہا ان کی بات پر دامیر کی طرف دیکھتی ہے جو ہاں میں سر ہلاتا ہے۔

منہا جلدی سے اس کا ہاتھ چھوڑتی چنے کہ بھرے باؤل کی طرف اشارہ کرتی ہے، جیسے کہہ رہی ہو میں یہ کھاؤں گی۔

ثمینہ بیگم اس کی معصومیت پر قربان ہوتی جلدی سے چنے والے باؤل سے چنے اس کی پلیٹ میں ڈالتی اس کہ ساتھ پوری رکھتی ہے۔

"یہ کیا ہوتا ہے؟" منہا پوری کی طرف اشارہ کرتی ثمینہ بیگم سے پوچھتی ہے۔

"بیٹا یہ پوری ہوتی ہے جسے چنوں کہ ساتھ کھاتے ہے۔" ثمینہ بیگم کی بجائے عدنان صاحب مسکراتے ہوئے جواب دیتے ہے۔

دامیر اپنے ماں باپ کی منہا کہ لیے اتنی محبت دیکھ دل میں اللہ کا لاکھ شکر ادا کرتا ہے۔ جس نے ہر چیز اس کہ حق میں کر دیں تھی۔

💢💢💢💢💢💢💢💢💢💢

کھڑکی سے چھن سے آتی سورج کی کرنوں سے صوفیہ مندی مندی آنکھیں کھولتی ارد گرد دیکھتی ہے اور باسل کو نہ پاکر شکر کا سانس خارج کرتی جلدی سے فریش ہونے کہ لیے واش روم میں گھس جاتی ہے۔

صوفیہ جلدی سے اپنے بال خشک کرتی سنگھار میز کہ سامنے کھڑی شیشے میں ایک نظر خود کو دیکھتی جلدی سے کنگی سے اپنے بال سلجھاتی ہے۔

باسل جو اپنا فون کمرے میں ہی بھول گیا تھا وہ لینے کہ لیے جیسے ہی روم میں قدم رکھتا ہے اس کی سیدھا نظر صوفیہ کہ وجود پر پڑتی ہے۔

باسل بڑے بڑے قدم اٹھاتا عین صوفیہ کہ پیچھے کھڑے ہوتا اس کی گردن میں ایک چین پہنا دیتا ہے۔

صوفیہ اپنے گردن پر کچھ محسوس کرتی جلدی سے کنگی ڈیبل پر رکھتی گردن پر ہاتھ پڑتی ہے لیکن وہاں بیش بہا قیمتی چین کو دیکھ اپنا رخ موڑتی باسل کی طرف دیکھتی ہے۔

جس پر باسل اس کو ایک مسکراہٹ پاس کرتا ہے۔

صوفیہ دوبارہ سے چین کی طرف دیکھتی ہے. جس میں ایک دائرے کی شکل میں چھوٹے نازک سے ہیرے لگے ہوئے تھے اور درمیان میں بڑا کالے رنگ کا ہیرا جڑا ہوا ہوتا ہے۔

"کیسی لگی" وہ صوفیہ کو چین کو یوں دیکھتا دیکھ محبت سے پوچھتا ہے۔

"بہت خوبصورت" صوفیہ اس کی طرف دیکھتی مسکراتے ہوئے بولتی ہے۔

"چلوں پھر ریڈی ہوگئ ہو تو نیچے چلیے، موم ویٹ کر رہی ہے ناشتے پر" باسل اس کو بولتا ہے.جس پر صوفیہ اثبات میں سر ہلاتی ہے۔

باسل مسکراتے ہوئے اس کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑیں روم سے باہر کی طرف اپنے قدم بڑھا دیتا ہے۔

اپنا ہاتھ اس کہ ہاتھ میں محسوس کرتے صوفیہ کہ خوبصورت چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ چاہ جاتی ہے.جس کا اسے خود بھی اندازہ نہیں ہوتا۔

وقت کا کام ہے گزرنا اور وہ گزر رہا تھا منہا دامیر کی انتھک کوششوں سے آہستہ آہستہ زندگی کی طرف واپس لوٹ رہی تھی اور اب اس کہ اندر سے انسانوں کہ لیے ڈر کافی حد کم ہو چکا تھا۔

لیکن اس کی یادداش ابھی تک واپس نہیں آئی ہوتی جس پر دامیر پر سکون سا تھا کیونکہ وہ منہا کو دوبارہ اس اذیت میں نہیں دیکھنا چاہتا تھا جس اذیت میں اس نے بارہ سال کوما میں گزاریں۔

صوفیہ بھی کچھ حد تک باسل کہ ساتھ ایڈجیسٹ کر چکی تھی اور اب تو اس کی صدف کہ ساتھ خوب جمتی تھی۔ بقول باسل کہ ساس بہو جب ساتھ بیٹھتی ہے تو بیٹے اور شوہر کو بلکل فراموش کر دیا جاتا ہے جس پر باسل بچارا دونوں کی گھوریوں کی زد میں آجاتا تھا۔

💢💫💢💫💢💫💢💫

رات کا وقت تھا ایسے میں صوفیہ کو کسی صورت نیند نہیں آرہی ہوتی۔
آج باسل کی لیٹ نائٹ ڈیوٹی تھی جس وجہ سے وہ اپنے روم میں اکیلی تھی اور صدف اپنے ایک رشتےدار کی فوتگی پر گئی ہوئی تھی جنہوں نے کل واپس آنا تھا۔
صوفیہ گھبراتے ہوئے جلدی سے پیروں میں چپلے پہنے روم سے باہر نکل جاتی ہے۔
اس کہ قدم گھبراہٹ میں ویلا کہ بیک پر بنے پول کی طرف بڑھ جاتے ہے۔
اس کو اپنا بیانک ماضی یاد آرہا ہوتا جس پر وہ گھبراہٹ میں جلدی سے پول میں ٹانگیں ڈالیں گم صم سی فرش پر بیٹھ جاتی ہے۔

اچانک اس کہ ماضی کا دردناک واقعہ اس کہ ذہن کی سلیٹ پر پوری اب و تاب سے لہرانے لگتا جس پر وہ غصے میں پول میں چھلانگ لگا دیتی ہے۔

پول میں باسل ہر ویک اینڈ پر سوئمنگ کرتا تھا جسے اس نے اپنے حساب سے کافی گہرا بنوا تھا۔

وہ آنسو بہاتی اپنے دردناک ماضی کو مٹانے کی کوشش کر رہی ہوتی ہے جو کسی جونک کی طرح اس کہ ساتھ جوڑ چکا تھا۔

💢💥💢💥💢💥💢💥

باسل گھڑی میں ٹائم دیکھ جو رات کہ دو بجا رہی ہوتی وہ جلدی سے ویلا کہ اندر داخل ہوتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ جاتا ہے۔

لیکن روم میں صوفیہ کو موجود نہ دیکھ پریشان ہو جاتا ہے، آخر گئ تو کہاں گئ۔

کہی مجھے چھوڑ کر تو نہیں چلی گئ، باسل بے چین سا ذہن میں سوچتا جلدی سے روم سے باہر کی طرف تیزی اپنے قدم بڑھتا ہے۔

صوفیہ گہرے پول میں سانس روکے کھڑی ہوئی تھی۔

اس کی آنکھوں میں غصہ جنون کیا کچھ نہیں تھا۔

ایک لاوا سا اس کہ اندر بھرا ہوا ہوتا ہے۔

جس میں وہ اپنے آپ کو تکلیف دیں رہی ہوتی ہے۔

باسل کب سے اسے پورے ویلا میں ڈھونڈتا ہوا پول سائڈ پر آتا ہے۔

لیکن وہاں اتنے گھرے پول میں اپنی متاں جاں کو کھڑا دیکھ اس کی روح تک لرز جاتی ہے۔

وہ بھاگتا ہوا پول کہ پاس آتا اس میں چھلانگ لگا دیتا ہے۔

لیکن یہ دیکھ کر اس کہ رونگھٹے کھڑے ہو جاتے ہے کہ اس کی جان سانس بند کیے کب سے اپنے آپ کو عزیت دیں رہی ہوتی ہے۔

سانس روکنے کی وجہ سے اس کا سرخ و سفید چہرا لال سرخ ہو جاتا ہے۔

"سانس لوں" باسل تیرتا ہوا اس کہ پاس پہچتا اس کو جھنجھوڑتے ہوئے کہتا ہے۔

لیکن وہ اس کی بات پر بغیر کان دھرے اس طرح ہی سانس روکے کھڑی ہوئ ہوتی ہے۔

وہ صوفیہ کو اپنی بات نہ مانتا دیکھ اس کو اپنی باہوں میں بھرتے، پول کہ کنارے پر بنی سیڑھیوں پر چڑتا اس کو زمین پر بیٹھا دیتا ہے۔

"کیوں بچایا مجھے؟" وہ اپنا تنفس بحال کرتے ہی اس سے چیختے ہوئے کہتی ہے۔

"یہی سوال میں تم سے پوچھوں کہ کیوں خود کو تکلیف دیں رہی تھی۔"

"میری سانسیں میری مرضی" صوفیہ باسل کہ طرف دیکھتی ہوئی درشتگی سے کہتی ہے۔

"کیا کہا تم نے ہاں" باسل صوفیہ کو بازوں سے پکڑیں اپنے قریب کھینچتے ہوئے کہتا ہے۔

"یاد رکھوں تمہاری ایک ایک سانس پر صرف اور صرف میرا حق ہے۔"

وہ اس کہ چہرے پر اپنی سانسیں چھوڑتا گھمبیر آواز میں کہتا ہے۔

صوفیہ باسل کی بہکی ہوئی سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کرتی بوکھلاسی جاتی ہے۔

صوفیہ اپنا آپ جلدی سے اس سے چھڑواتی روم کی طرف بھاگ جاتی ہے۔

"آخر کیا بات ہے جس سے وہ اس طرح اپنے آپ کو اذیت دیں رہی ہے"، باسل اپنے گیلے بالوں میں ہاتھ پھیرتا صوفیہ کہ پیچھے ہی اپنے روم میں کی طرف بڑھ جاتا ہے۔

.... 🔥 .... 🔥 ....

"پرنس آپ کا اصل نام دامیر ہے تو میں آج سے آپ کو اسی نام سے ہی بلاؤں گی۔"

منہا اپنے روم میں دامیر کی گود میں اپنا سر رکھے معصومیت سے بولتی ہے۔

دامیر جو منہا کہ بالوں میں ہاتھ پھیرتے فون چلا رہا ہوتا ہے اچانک اس کی بات پر خوبصورتی سے مسکرا دیتا ہے۔

"میری جان آپ مجھے ان ناموں کہ علاوہ جان کہہ کر بھی بلا سکتی ہوں۔"

دمایر منہا کی سرخ ہوتی رنگت کو دیکھتا معنی خیز لہجے میں بولتا ہے۔

وقت کہ ساتھ منہا اپنے اور دامیر کہ مابین رشتے کو سمجھنے لگی تھی اور کچھ وقتن فقطن ثمینہ بیگم بھی اسے سمجھاتی رہتی تھی، جس میں سے کچھ باتیں اسے سمجھ آتی تھی اور کچھ سر کہ اوپر سے گزر جاتی تھی۔

"میں کیوں آپ کو جان کہوں آپ جو مجھے کہتے ہے وہ کافی ہے۔
میں آج سے آپ کو دامیر کہہ کر ہی پکاروں گی۔"

منہا اپنے لال ہوتے چہرے سے دامیر سے بولتی ہے۔

"اچھا میری اینجل جو آپ کو اچھا لگے وہی نام لوں میرا"، دامیر اس کہ سر پر بوسا دیتا پیار سے کہتا ہے۔

منہا اس کی جسارت پر اپنے چہرے پر دونوں ہاتھ رکھ دیتی ہے۔

منہا کی اس شرمانے والی ادا پر دامیر قہقہ لگا کر ہنس پڑتا ہے جس پر منہا اس کہ پیٹ پر مکہ مارتی ہے۔

"میری جان آرام سے جب آپ مکمل ڈھیک ہوجائوگی تو آپ کو اس کا حساب دینا پر جائے گا۔"

دامیر اس کہ بال بگاڑتا محبت سے کہتا ہے۔

جس پر منہا کہ خوبصورت چہرے پر مسکراہٹ چاہ جاتی ہے۔

💞💞💞💞💞💞💞💞💞

صوفیہ اپنے گیلیے کپڑے بدل کر جلدی سے کمبل اوڑے بیڈ پر بیٹھ جاتی ہے۔

کچھ دیر بعد باسل روم میں قدم رکھتا ہے جہاں اس کی نظر صوفیہ پر پڑتی ہے جو کسی غیر مرئ نقطے کو گھورنے رہی ہوتی ہے۔

باسل جلدی سے اپنے کپڑے چینج کرکہ صوفیہ کہ قریب بیڈ پر بیٹھ جاتا ہے۔

"صوفیہ کوئ پریشانی یا کوئ ایسی بات ہے تو تم مجھے بتا سکتی ہوں۔

اپنے دکھ بانٹ لینے سے غم ہلکا ہوجاتا ہے"، باسل اس کہ کندھے پر ہاتھ رکھتا محبت سے بولتا ہے۔

صوفیہ باسل کو دیکھ اپنا ضبط کھوتے جو وہ پچھلے بارہ سالوں سے خود پر باندھتی آئ تھی فورا سے اس کہ گلے لگ اونچی آواز میں رونے لگتی ہے۔

باسل صوفیہ کو یوں روتا دیکھ پریشان ہوجاتا ہے۔

"صوفیہ میری جان میں ہوں نہ تمہارے ساتھ، اپنا جو بھی دکھ درد ہے وہ مجھے بتاؤ، اس طرح تم اپنے آپ کو پرسکون محسوس کروں گی۔"

باسل اس کہ سر پر بوسا دیتا پیار بھرے سے بولتا ہے۔

صوفیہ اس کی بات پر باسل سے الگ ہوتی اپنے آنسو صاف کرتی ہے۔

"صوفیہ کیا تمہیں مجھ پر یقین نہیں جو تم اپنا راز بتانے سے ہچکچا رہی ہو؟"

باسل اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کا چہرا تھامے امید بھرے لہجے میں کہتا ہے۔

صوفیہ اس کی بات پر اپنا سر نفی میں ہلاتی ہے۔

"تمہیں مجھ پر یقین ہے تو مجھے بتاؤ کہ کیا وجہ ہے جس سے تم راتوں کو گھبرا جاتی ہوں اور آج بھی تم نے اپنے آپ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی"، باسل اس کا ہاتھ پکڑتے استفسار کرتا ہے۔

صوفیہ باسل کی باتوں پر ایک ٹرانس کی کیفیت میں اپنے دردناک ماضی کا ورک کھولتی ہے جسے وہ کئی سال پہلے اپنا اندر ہی کہی دفن کر چکی تھی۔

💢💦💢💦💢💦💢💦💢

ماضی :۔

عارض میران اور عفت کی دو بیٹیاں تھی بڑی بیٹی منہا اور اس سے چھ سال چھوٹی صوفیہ،
ان دونوں پریوں میں عارض اور عفت کی جان بستی تھی۔
عارض میران ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اور عفت سے ان کی پسند کی
شادی ہوئی تھی۔
وہ سب خوش باش اپنی زندگیاں پر سکون انداز میں گزار رہے تھے۔
لیکن ان کی پر سکون زندگی میں طوفان تب برپا ہوا جب عفت بیگم ہر وقت عارض میران کو
سخت پریشان دیکھتی تھی۔

"آپ کافی دنوں سے مجھے پریشان سے نظر آرہے ہے، کوئی بات ہے کیا؟"
عفت بیگم منہا اور صوفیہ کو سلانے کہ بعد اپنے کمرے میں آتی عارض صاحب سے استفسار
کرتی ہے جو بیڈ پر بیٹھے ایک ہاتھ سے اپنا سر دبا رہے ہوتے ہے۔
"کچھ نہیں بیگم آپ کا وہم ہے ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔" عارض صاحب اپنی شریک
حیات کو کوئی بھی بات بتا کر پریشان نہیں کرنا چاہتے تھے۔
"کوئی نہ کوئی بات ضرور ہے آپ مجھ سے تو نہ چھپائے، جو بھی بات ہے کہہ دیں۔"

عفت بیگم عارض صاحب کی سبز آنکھوں میں اپنی نیلی آنکھیں گاڑے بولتی ہے۔
عفت کہ اتنے زور دینے پر وہ انھیں ہر بات بتانے کا فیصلہ کرتے ہے۔

آج سے کچھ دینے پہلے جب عارض صاحب ریستوران سے کام کر کہ گھر جانے کہ لیے اپنی بائیک کی طرف بڑھ رہے تھے کہ اچانک انھیں کسی کی چیخنے کی آوازیں آتی ہے۔
عارض کسی کی اتنی اذیت ناک چیخیں سن کر اس آواز کی سمت بڑھ جاتے ہے، جہاں ان کہ قدم ایک کھنڈر نماں عمارت کہ سامنے جا کر رکتے ہے۔
ان کو چیخنے اب واضح سنائی دیتی ہے اور ساتھ کوئی آدمی بھی اونچی آواز میں بول رہا ہوتا ہے۔

وہ جلدی سے اس عمارت میں قدم رکھتے دیواروں کا سہارا لیتے آگے بڑھتے ہے کیونکہ یہاں روشنی نہ ہونے کہ برابر تھی اس وجہ سے انھیں کچھ صاف دکھائی نہیں دیں رہا ہوتا۔
عارض ایک خستہ حال کمرے کہ سامنے جا کر رکتے ہے جہاں سے انھیں آوازیں آرہی ہوتی ہے۔

وہ آدھ کھولے دروازے سے اندر جھانکتے ہے جہاں آگے کا منظر دیکھ ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جاتی ہے۔ جہاں کوئی آدمی ایک لڑکے پر گن تانے اس کو دھمکیوں دیں رہا ہوتا ہے۔

عارض جلدی سے اپنے چہرے پر آیا پسینہ رومال سے صاف کرتے فون نکالتے اس منظر کی ویڈیو بنانے لگتے ہے۔

اچانک ہڑبڑی میں ان سے سائیڈ ٹیبل پر پڑا اوزار نیچے گر پڑتا ہے۔

وہ آدمی باہر کسی کی موجودگی کو محسوس کرتا جلدی سے اس لڑکے کہ سینے میں گولی چلاتا باہر کی طرف چل پڑتا ہے۔

عارض اپنے پیچھے قدموں کی چھاپ محسوس کرتے پسینے سے شرابور بھاگنے لگتے ہے۔

"روک جا سالے"، وہ آدمی فون کی ٹورچ میں ان کہ ہاتھ میں فون دیکھ سمجھ جاتا ہے اس نے ضرور کوئی نہ کوئی ویڈیو بنائی ہوگی، جس پر وہ گالیاں بکتا ان کو چلاتے ہوئے روکتا ہے۔

عارض صاحب پیچھے موڑتے اس کو دیکھتے ہے جو اس کو روکنے کو کہتا ہے۔

وہ اپنی جان بچاتے جلدی سے اس عمارت سے نکلتے فون جیب میں ڈالتے وہاں سے اپنے بائیک پر بیٹھتے تیزی سے آگے بڑھ جاتے ہے۔

"سالہ بھاگ گیا"، وہ آدمی غصے سے بڑابڑاتا ہے۔

عارض صاحب سب کچھ عفت بیگم کو بتاتے سخت پریشانی سے اپنا سر پکڑ لیتے ہے۔
"آپ پریشان نہ ہو، کیا پتا اس کو یہ سب کچھ بھول گیا ہو؟ اور ویڈیو کہاں ہے جو آپ نے بنائی تھی۔"
"وہ تو میرے فون میں ہی موجود ہے۔"
"آپ ایسا کریں اسے ڈیلٹ کردیں۔
ہماری دو بیٹیاں ہے اور ہمیں کوئی خطرہ مول نہیں لینا چاہیے، اس لیے آپ اسے فورا ڈیلڈ کردیں۔"
عفت بیگم ان کو فون پکڑاتے ہوئے بولتی ہے۔
"میں کیسے کسی بے گناہ کو یوں مرتے دیکھ اس کو انصاف نہیں دلا سکتا۔
اس کی بھی تو فیملی ہوگی جس کو یوں بے دردی سے مار دیا گیا۔
عارض فون واپس سائیڈ ٹیبل پر رکھتے درشگتی سے کہتے ہے۔
"آپ کو محروم کی فیملی کی فکر ہے، ہماری فیملی کی کوئی پرواہ نہیں"، عفت بیگم ان کو اپنی بات نہ مانتا دیکھ غصے سے بولتی ہے۔

"عفت میں تمہیں اس لیے نہیں بتا رہا تھا کہ تم مجھے یہ ویڈیو ڈیلیٹ کرنے کو فورس کروں گی جو میں کچھ دنوں میں ہی موقع دیکھ کر پولیس والوں کو دینے والا ہوں۔"

"میری بلا سے جو مرضی کریں، ایک میں ہی پاگل ہو جو آپ کو سمجھانے میں لگی ہوئی ہوں۔"

"بیگم سمجھنے کی کوشش کروں اس مرحوم کی جگہ مجھے رکھ کر سوچوں کہ اگر میں اس طرح ہی بے موت مارا جاتا تو تم لوگوں کا کیا ہوتا۔"

عارض صاحب ان کہ کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولتے ہے۔

"اللہ نہ کریں عارض آپ کیسی باتیں کر رہے ہے، اللہ آپ کا سدا سایہ مجھ پر اور ہماری پریوں پر سلامت رکھے۔"

عفت بیگم ان کی بات پر ان کہ منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولتی ہے۔

"دیکھا تمہیں یہ بات سن کر ہی کتنا دکھ ہوا ہے تو ذرا سوچوں جن سے ان کا جوان سپوت ہی چھین لیا گیا ہوان کا کیا حال ہوتا ہو گا۔"

عارض صاحب ان کو مصلحت سے سمجھاتے ہوئے کہتے ہے۔

"آپ پریشان نہ ہو میں آپ کہ ساتھ ہو لیکن دھیان سے کیونکہ ہماری بھی آ گے. بیٹیاں ہے جن کی ہمیں ہی معاشرے کہ سرد و گرم سے حفاظت کرنی ہے۔ "

عفت بیگم انھیں مختصر سی بات میں بہت کچھ باور کرواتی اپنی جگہ پر جا کر لیٹ جاتی ہے۔

عارض صاحب پیچھے گہری سوچ میں مبتلا ہو جاتے ہے۔

💢💢💢💢💢💢💢💢💢

آج اتوار کا دن تھا اور عارض صاحب کو کام سے چھٹی ھوتی تھی اور یہ دن وہ اپنی شہزادیوں کہ ساتھ گزارتے تھے۔

"پاپا آئے ہم کچھ کھیلتے ہے"، آٹھ سالہ صوفیہ بالوں کی دو پونیاں کیے اپنے پھولے گالوں میں کافی کیوٹ لگ رہی ہوتی ہے۔

منہا جو صوفے پر بیٹھی اپنے سکول کا ہوم ورک کر رہی ہوتی ہے۔

اپنی گڑیا کی آواز پر مسکراتے ہوئے اپنی نیلی آنکھوں سے اپنی گڑیا کو دیکھتی ہے جو ایک ہاتھ میں ڈول پکڑیں عارض صاحب کا ہاتھ پکڑے کھینچ رہی ہوتی ہے۔

"گڑیا بابا کہ سر میں درد ہو رہا ہے آؤ آج آپ اپنی آپی کہ ساتھ کھیل لوں۔ "

منہا اپنی بکس بیگ میں ڈالتی صوفیہ کا ہاتھ پکڑیں اپنے اور اس کہ مشترکہ کمرے کی طرف چل پڑتی ہے۔

صوفیہ اپنی گڑیا کہ ساتھ بیٹھی کھیل رہی ہوتی ہے۔

پاس ہی مہنا پریشانی سے بیٹھی باہر سے آتی چیخ و پکار پر سخت پریشان ہو جاتی ہے۔

"آپی یہ ماما پاپا کی اتنی اونچی آوازیں کیوں آرہی ہے؟۔"

صوفیہ مصمعویت سے اس چیخ و پکار سے گھبراتی منہا سے پوچھتی ہے، جو سخت بے چینی سے بیٹھی ہوئ ہوتی ہے۔

"گڑیا آپ ادرہی بیھٹوں یہاں سے ہلنا نہیں، میں باہر دیکھ کر آتی ہوں کہ آواز کہاں سے آرہی ہے۔"

صوفیہ اپنی آپی کی بات پر اثبات میں سر ہلاتی دوبارہ سے اپنی گڑیا کہ ساتھ کھیلنے لگ جاتی ہے۔

منہا جلدی سے پریشانی سے اپنے قدم باہر کی طرف بڑھاتی ہے تاکہ دیکھ سکے کہ آوازیں کہا سے آرہی ہے۔

لیکن سامنے کا منظر دیکھ اس کی سانس سینے میں ہی کہی اٹک جاتی ہے۔

"سالے تو کیا سمجھا ویڈیو بنا کر وہاں سے فرار ہو جائے گا۔"

وہ آدمی جلدی سے سائیڈ ٹیبل پر پڑے فون کو پکڑتا وہ ویڈیو ڈیلٹ کرتا ہے۔

"چل اب ویڈیو بھی ڈیلٹ تو بھی اپنی بیوی کی طرح اس دنیا سے ڈیلٹ ہو۔ "
یہ کہتے ہی وہ آدمی بے دردی سے عارض صاحب کہ پیٹ میں خنجر گھونپتا ہے۔
منہا اس آدمی کو اتنی بے دردی سے اپنے جان سے عزیز ماں باپ کو مارتے دیکھ آنسوؤں کہ ساتھ رونے لگتی ہے۔
"بابا ماما!" وہ چیختے ہوئے عارض اور عفت کہ خون میں لت پت پڑی مردہ لاشوں کو دیکھ روتے ہوئے ان کہ پاس بھاگتی ہے۔

صوفیہ جو اپنے کمرے میں ڈول کہ ساتھ کھیل رہی ہوتی ہے، منہا کی چیختی ہوئ آواز سن کر ڈر کہ مارے رونے لگ جاتی ہے۔
آنسوں اس کی ننھی گالوں پہ بہہ جاتے ہے۔
آپی وہ روتے ہوئے جلدی سے ایک ہاتھ میں اپنی گڑیا پکڑیں کمرے سے باہر نکل جاتی ہے۔
یہ بھولے کہ اس کی آپی نے اسے یہی رہنے کو کہاں تھا۔

"آپی، ماما، پاپا" صوفیہ روتی ہوئ اپنے ماں باپ کو آوازیں دیتی راہداری کی طرف آتی ہے، لیکن آگے کا منظر دیکھ وہ سخت خوف و دہشت کا شکار ہو جاتی ہے۔

وہ پلر کہ پاس چھو پتے سامنے کا منظر دیکھ رہی ہوتی ہے۔
جہاں ایک آدمی انسانوں کہ بھیس میں جانور بنا اس کی آپی کی عزت کو تار تار کر رہا ہوتا ہے۔
صوفیہ روتی ہوئ یہ سب دیکھ رہی ہوتی ہے۔
اس کہ چھوٹے سے ذہن میں سامنے کا منظر سخت حیرانگی اور خوف پیدا کر رہا ہوتا ہے۔
صوفیہ سامنے کا منظر دیکھ روتے ہوئے اپنے منہ پر اپنا ننھا ہاتھ رکھے اپنی چیخ کا گلا گھونٹتی ہے۔

اس آدمی کہ جانے کہ بعد چھوٹی سی نازک صوفیہ جیسی بچی اپنی ڈول ادھر زمین پر ہی پھینکتے اپنی جان سے عزیز آپی کہ پاس بھاگتی ہوئ آتی ہے۔
جو نیم برہنہ حالت میں فرش پہ گری ہوئ آنسوئوں کہ ساتھ اپنی گڑیا کو اپنے پاس آتے ہوئے دیکھ رہی ہوتی ہے۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

"آ۔۔۔۔آپی آپ کو کیا ہوا ہے؟"

صوفیہ اپنی آپی کہ نیل پڑے چہرے پر اپنا ننھا ہاتھ رکھے روتے ہوئے پوچھتی ہے۔

"میری پیاری گڑیا یہاں سے بھاگ جاؤں جتنا جلدی ہو سکے۔"

منہا اکھڑتی ہوئی سانسوں سے اپنی چھوٹی بہن کو کہتی ہے۔

"نہیں آپی میں آپ کہ بغیر کہی نہیں جاؤں گی۔"

اچانک صوفیہ کی نظر اپنی آپی سے ہوتی پاس گریں اپنی ماں باپ کی لاشوں پر پڑتی ہے۔

"پاپا ماما!" وہ خوف زدہ سی اپنے ماں باپ کی خون سے لت پت لاشوں کہ پاس بیٹھتی اپنے ماں باپ کہ چہروں پر بوسا دیتی انھیں اٹھنے کو کہہ رہی ہوتی ہے۔

لیکن اس مصوم کو کیا پتا تھا اس کہ ماں باپ تو کب کہ اس سے جدا ہوئے ابدی نیند سو چکے تھے۔

"گڑیا یہاں سے چلی جاؤ۔"

منہا اپنی بہن کو اپنی ماں باپ کی لاشوں پر روتا دیکھ آنسوؤں کہ ساتھ کہتی ہے۔

"آپی میں آپ کہ بغیر کہی نہیں جاؤں گی۔"

صوفیہ دوبارہ اپنی آپی کہ نیم مردہ وجود کہ پاس بیٹھتے اس کہ ہاتھ پر بوسا دیتی روتے ہوئے کہتی ہے۔

منہا اپنی گڑیا کو اپنی بات نہ مانتا دیکھ روتے ہوئے اپنی آنکھیں موند لیتی ہے۔

ایک عزت ہی تو تھی اس کہ پاس وہ بھی اس گدھ نے نوچ لی۔ "آپی!" گڑیا اپنی آپی کو آنکھیں بند کرتا دیکھ چیختی ہے۔

🔥 ..... 🔥 ...... 🔥 ..... 🔥 ..... 🔥

حال :۔

اپنے بارے میں سب کچھ بتاتے صوفیہ میں آگے بتانے کی مزید ہمت نہیں ہوتی اور وہ باسل کہ گلے لگے اس کہ گرد اپنا حصار باندھتی زاروقطار رونے لگتی ہے۔

صوفیہ کا اتنا درد بھرا ماضی سن کر خود بھی باسل کی آنکھوں سے اشک رواں ہو جاتے ہے۔

"صوفیہ تم ایک بریو گرل ہو یوں مت رو، میں تمہاری آپی کہ گناہگاروں کو ڈھونڈ کر ان کو قانون سے سخت سے سخت سزا دلوائوں گا۔ "

باسل اس کو خود سے الگ کرتا اس کہ آنسوں صاف کرتے ہوئے پرعزم لہجے میں بولتا ہے جس پر صوفیہ اس کا ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹاتی اپنے اوپر بلینکٹ لیتے لیٹ جاتی ہے۔

باسل اس کہ ایسے ریکشن سے حیران ہوتا اسے دیکھنے لگتا ہے پر یہ سوچ کر مطمئن ہوجاتا ہے کہ ابھی وہ دکھی ہے۔

باسل جلدی سے لائٹ اوف کرتا صوفیہ کو اپنے حصار میں لیے سوجاتا ہے، صوفیہ بھی اس کہ حصار میں پر سکون سی اپنی آنکھیں موند لیتی ہے۔

🔥 .... 🔥 .... 🔥 ...... 🔥

آج ہر جگہ اسلم اعجاز کہ نعرے زبان زد عام تھے۔

"دیکھ لے صاحب جی آپ بہت جلد وزیر بننے والے ہے۔" غفور اسلم اعجاز کہ ساتھ پراڈو کی پیچھلی سیٹوں پر براجمان باہر عوام کا اتنا رش اور ہر کسی کو اسلم کہ نام کہ نعرے لگاتے دیکھ خوش ہوتے ہوئے بولتا ہے۔

"میں آج بہت خوش ہوں آج میرا سالوں پرانہ خواب پورا ہونے جا رہا ہے۔"
اسلم اعجاز اپنی شیطا نیت ڈپکتے چہرے سے مسکراتے ہوئے کہتا ہے۔

جس پر غفور بھی قہقہ لگا کر ہنس پڑتا ہے۔

💢 💥 💢 💥 💢 💥 💢

صبح صوفیہ کی لیٹ آنکھ کھولتی ہے اور باسل کو کمرے میں موجود نہ پا کر وہ سمجھ جاتی ہے کہ وہ ڈیوٹی پر جا چکا ہے۔

صوفیہ آج اپنے مقصد کو منزل مقصود تک پہنچانے کہ لیے جلدی سے ریڈی ہوتی اپنے قدم صدف کہ کمرے کی طرف بڑھا دیتی ہے۔

"ارے صوفیہ تم آجاؤ۔" صدف صوفیہ کو دیکھ مسکراتے ہوئے کمرے میں آنے کی اجازت دیتی ہے۔

"مما آپ کب آئی؟" صوفیہ صدف کہ ماتھے پر بوسا دیتی محبت سے کہتی ہے۔

"بیٹا بس تھوڑی دیر پہلے ہی آئی ہوں، باسل مجھ سے مل کر ہی گیا ہے۔

آپ کہی جارہی ہو بیٹا" صدف تیار سی صوفیہ کو دیکھ استفسار کرتی ہے۔

"جی مما میں کسی کام سے جا رہی ہو، گھنٹے تک آجاؤگی۔"

"ڈھیک ہے بیٹا دھیان سے جاؤ اور جلدی واپس آنا ہے۔" صدف اس کہ سر پر ہاتھ رکھتی شفقت سے کہتی ہے۔

"ہاں مما میں جلدی آجاؤگی" صوفیہ ان کہ سر پر دوبارہ بوسا دیتی وہاں سے نکلتی چلی جاتی ہے۔

روم سے باہر نکلتے ہی اس کہ چہرے پر چٹانوں جیسی سنجیدگی چاہ جاتی ہے۔

💢 ------ 💢 --------- 💢 ------ 💢

دامیر منہا کو شہر شاپنگ کروانے لیا تھا۔

منہا شاپنگ کرتی حیرانگی سے اتنے بڑے مول کو دیکھ رہی ہوتی ہے۔

وقت کہ ساتھ دامیر نے منہا کو ہر چھوٹی بڑی چیز کہ بارے میں بتا دیا تھا۔

جس وجہ سے منہا اب کسی بھی چیز کو مول میں دیکھ کر اب بار بار دامیر سے نہیں پوچھ رہی ہوتی کہ یہ چیز کیا اور یہ کیا۔

"دامیر یہ کتنا بڑا مول ہے نہ "منہا خوشی سے ارد گرد دیکھتی دامیر کا ہاتھ پکڑتے خوشی سے لبریز لہجے میں بولتی ہے۔

"اینجل چلوں آپ کو پیارے سے آپ ہی کی طرح خوبصورت سے ڈریس لے کر دیتا ہوں۔"

منہا اس کی بات پر پرجوش سی اس کہ ساتھ بوتیک کی طرف بڑھ جاتی ہے۔

شاپنگ کرنے کہ بعد دامیر منہا کو قریبی ریستوران میں کھانا کھلانے لے جاتا ہے۔

باسل آج جلدی ڈیوٹی سے واپس آجاتا ہے۔

وہ دھیمے قدم اٹھاتا اپنے روم کی طرف بڑھ جاتا ہے۔

روم میں پہنچ کر صوفیہ کو موجود نہ پا کر وہ سوچتا ہے شاید موم کہ پاس نہ بیٹھی ہو۔

یہ سوچتا وہ مسکراتے ہوئے اپنے قدم صدف بیگم کہ کمرے کہ طرف بڑھا دیتا ہے۔

"آ گئے بیٹا" صدف باسل کو روم میں داخل ہوتے دیکھ پوچھتی ہے۔

"ہاں موم آج کام میں دل نہیں لگ رہا تھا اس لیے جلدی آگیا۔ "

باسل پورے کمرے پر ایک طائرانہ نظر ڈالتا ہوا بولتا ہے۔ "صوفیہ بیٹی کو ڈھونڈ رہے ہو؟"

صدف باسل کہ پریشان چہرے کی طرف دیکھتی استفسار کرتی ہے۔

جس پر باسل ہاں میں سر ہلاتا ہے۔

"وہ تو کسی کام سے باہر گئ ہے۔

کہہ رہی تھی گھنٹے تک آجائے گی۔" صدف باسل کو دیکھتی بولتی ہے۔

"اچھا موم آپ ریسٹ کرے میں پھر چلتا ہو۔"

باسل صدف کہ سر پر بوسا دیتے وہاں سے الجھن کا شکار اپنے روم کی طرف بڑھ جاتا ہے کہ صوفیہ کو ایسا کیا کام پر گیا جس وجہ سے وہ یوں گئ ہے۔

باسل جلدی سے فریش ہو کر نکلتا آئینے کہ سامنے کھڑا اپنے بال سیٹ کرتا پاس رکھے صوفے پر بیٹھ کر صوفیہ کہ آنے تک فون نکالے استعمال کرنے لگتا ہے۔

اچانک اس کی غیر ارادی طور پر نظر فرش پر گرے بلیڈ پر پڑتی ہے۔

باسل فون صوفے پر رکھے فرش پر دوزانوں ہو کر بیٹھتا اس بلیڈ کو اٹھاتا ہے۔

"یہ یہاں کہاں سے آگیا اور میں تو اس بلیڈ سے شیو بھی نہیں کرتا" وہ بلیڈ کو دیکھتا بولتا ہے۔

"خیر آگیا ہو گا کہی سے" باسل خود سے ہی بولتے اپنی ایک کیس کی فائل نکالنے کہ لیے الماری کی طرف بڑھ جاتا ہے۔

لیکن وہاں صوفیہ کا لوکپ بوکس کھولا دیکھ حیران ہو جاتا ہے۔

کیونکہ ایک دفعہ اس نے صوفیہ سے اس لوک بوکس کہ بارے میں پوچھا تھا جس پر اس نے یہ کہہ کر اسے چپ کروا دیا تھا کہ لڑکیوں کا بھی پرسنل ہوتا ہے، ضروری نہیں ہر چیز بتائی جائے۔

باسل صوفیہ کہ منع کرنے کہ بعد پھر کبھی بھی اس بوکس کہ بارے میں نہیں پوچھا تھا لیکن اب اس کو لوک نہ دیکھ بند کرنے لگتا ہے کہ اچانک اس کہ ہاتھ لگانے سے بوکس اور کھول جاتا ہے۔

جس پر باسل بوکس کہ اندر موجود چیزیں دیکھ اپنی جگہ منجمند ہو جاتا ہے۔

جہاں اب تک کہ ہوئے جتنے بھی مڈر ہوئے تھے ہر اس شخص کی تصویر پر لال بڑا سا کوروس لگا ہوا ہوتا ہے۔ باسل جلدی سے بوکس کو پورا کھولتا ہے اور یہ دیکھ اس کہ رونگھٹے کھڑے

ہوجاتے ہے کہ نئے بننے والے وزیر کی بھی تصویر پر بھی لال کلر کا بڑا سا کروس لگا ہوا ہوتا ہے۔

"نہیں !صوفیہ کیوں کیا تم نے ایسا" وہ غصے سے بوکس کو نیچے پھینکتا چیختے ہوئے کہتا ہے۔
تم نے کیوں قانون کو اپنے ہاتھوں میں لینے کی کوشش کی"، باسل غم و غصے کی کیفیت میں چیختے ہوئے ایک ہارے ہوئے جواری کی طرح نیچے زمین پر بیٹھتا چلا جاتا ہے۔
تھوڑی بعد باسل خود کو کمپوز کرتا جلدی سے اپنی پستول پکڑیں روم سے باہر کی طرف بھاگتا ہے۔

وہ اب صوفیہ کو مزید کسی کا قتل کرنے نہیں دیں سکتا تھا۔

🔥🔪🔥🔪🔥🔪

"چھوڑوں ہمیں یہاں کیوں باندھا ہوا ہے؟"
اسلم اور غفور چیختے ہوئے ان دیو ہیکل آدمیوں سے کہتے ہے جو سر جھکائے بت بنے ان کی چیخ و پکار سن رہے ہوتے ہے۔
"ششش !کیوں اتنا شور مچایا ہوا۔" صوفیہ کالے لباس پر چہرے پر نقاب کیے ہاتھ میں سانپ کی شکل کی انگوٹھی پہنے اپنے بھاری بوٹوں کی چھاپ چھوڑتی اس کمرے میں قدم رکھتی ہے جہاں صرف ایک لال بلب کمرے کہ وسط میں جل رہا ہوتا ہے۔

"کون ہو تم ؟" اسلم رسیوں سے باندھا چیختے ہوئے پوچھتا ہے ۔

"اے !آواز نیچے تیرا عیاشی کا اڈہ نہیں جہاں میں تجھ جیسے کتے کی بکواس سنوں اس کا منہ بند کرواؤں۔" صوفیہ ایک آدمی کو کہتی چئیر ان کہ قریب کھسکاتے ہوئے بیٹھتے جاتی ہے ۔

صوفیہ کو آواز بدلنے کا ہونر تھا جس سے وہ جب چاہے اپنی مرضی سے آواز بدل کر بات کرتی تھی لیکن آج صوفیہ اپنے دشمن سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں رکھنا چاہتی تھی ۔

وہ آدمی صوفیہ کہ کہنے ہر اسلم اعجاز کہ منہ پر ٹیپ لگا دیتا ہے، جس پر اسلم غصے سے صوفیہ کو گھورتا ہے ۔ "اے کون ہے تو؟، کیا تو جانتی نہیں ملک کہ بننے والے نئے وزیر کو یوں پکڑا ہوا ہے، ایک منٹ میں تجھے پھانسی ہو جائے گی ۔"

غفورا اپنے صاحب کی یہ حالت دیکھ رسیوں میں باندھا چیختے ہوئے بولتا ہے ۔

"میں کب سے خوش تھی کہ یہ گنجا کچھ بول کیوں نہیں رہا لیکن بڈھے میں اتنے گناہ کر کہ ابھی بھی جان ہے ۔"

صوفیہ اس کی طرف دیکھتی درشتگی سے کہتی ہے ۔

"اس گنجے کہ منہ پر بھی ڈیپ لگا ئو۔

تم لوگ یہ جاننا چاہتے ہو نہ کہ میں کون ہو تو عارض میران کو تو جانتے ہی ہو گے، خاص کر یہ گنجا بڈھا۔ "صوفیہ غفور کی طرف اپنی سبز بھسم کر دینے والی نظروں سے دیکھتی ہوئی بولتی ہے۔

عارض میران کہ نام پر اسلم اور غفور آنکھیں پھاڑے صوفیہ کی طرف دیکھتے ہے۔

"ہو گیئے نہ حیران "صوفیہ ان کی پھٹی ہوئی آنکھوں پر چوٹ کرتے ہوئے بولتی ہے۔

"چلوں کچھ اور یاد دلاتی ہوں، عارض میران کی بیٹی جس کا تو نے ریپ کیا تھا۔ "

صوفیہ غفور کی گردن دبوچتی ایک شیرنی کی طرح بھپرتے ہوئے بولتی ہے۔

"اب تو یہ سوچ رہا گا مجھے کیسے پتا چلا تو عارض میران کی پوری فیملی کو مار چکا تھا لیکن اس کی چھوٹی بیٹی صوفیہ پلر کہ پیچھے چھپی تیرے جیسے حیوان کی حیوانیت دیکھ رہی تھی، تب مجھ میں تجھ سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں تھی لیکن اب میں تجھے جہنم واسل کر کہ رہوں گی۔ "

صوفیہ اس کی گردن پر دباؤ ڈالتی غصے سے چیختے ہوئے کہتی ہے۔

اسلم حیران سا غفور کی طرف دیکھ رہا ہوتا ہے جسے اس نے عارض کی پوری فیملی کو مارنے کو کہاں تھا نہ کہ کسی لڑکی کا ریپ کرنے کو صوفیہ غفور کا سانس بند ہوتا دیکھ اس کی گردن

سے اپنا ہاتھ ہٹاتی بے دردی سے اس کی ڈیپ اتارتی ہے.جس پر اس کی چیخنے پورے کمرے میں گونج پڑتی ہے۔

"بول کیوں کیا میری بہن کہ ساتھ ایسا ؟" صوفیہ پستول اس پر تانے اونچی آواز میں بولتی ہے۔

"دیکھوں مجھے معاف کردوں میں بہک گیا تھا اور تمہارے ماں باپ کو مارنے کو اس نے کہاں تھا۔"

غفور اسلم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولتا ہے۔

"کیا کہاں تو بہک گیا تھا" صوفیہ سب باتیں ان سنا کرتی اس کی اس ایک بات پر کہ "میں بہک گیا تھا" بھڑک جاتی ہے۔

"کتے تجھے زرا رحم نہیں آیا اس معصوم پر.جس کی تو نے عزت نوچ لی اور تو کہہ رہا بہک گیا تھا۔"

صوفیہ اس کی ٹانگ پر گولی چلاتے ہوئے اونچی آواز میں بولتی ہے۔

"تم دونوں نے میری ہنستی بستی فیملی کو محض اس بات پر مار دیا کہ میرے باپ نے کسی کو انصاف دلانے کہ لائے تمہارے جیسے بددیانت اور برائی میں ڈوبے ہوئو کی کرتوتوں کی ویڈیو بنالی۔

جس بے دردی سے تم نے میرے ماں باپ کو مارااور میری بہن کا ریپ کیا اور تو نے اپنی ساخت بچانے کہ لیے ایک خوش حال گھرانے کو تباہ کروادیا۔"

صوفیہ غفوراوراسلم سے بولتی ہے۔

صوفیہ کی آنکھوں سے آج بھی وہ اذیت ناک دن یاد کرتے آنسو نکل پڑتے ہے۔

"مرنے کہ لیے تیار ہو جاؤ بہت شوق ہے نہ تجھے وزیر بننے کا اب اوپر جا کر جہنم میں اپنا یہ شوق پورا کری اور تجھے عیاشی کا بہت شوق ہے تو بھی سب ارمان اپنے مرنے کہ بعد پورے کریں۔"

صوفیہ ان دونوں سے کہتی دونوں ہاتھوں میں ایک پستول پکڑتیں ان دونوں کی طرف نشانہ باندھتی ہے۔

اپنی موت کو بہت قریب سے محسوس کرتے اسلم اور غفور کو اپنے کیے گئے گناہ یاد آرہے ہوتے ہے جو وہ معصوم اور لاچار لوگوں پر کرتے آئے تھے۔

💢✴💢✴💢✴💢✴💢

"دامیر آئے تھوڑی دیر اس طرح ہی پیدل چلتے ہے"

منہا دامیر کو کار کی طرف جاتا دیکھ اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہتی ہے۔

"جیسے میری جان کہے، چلو۔"

دامیر اس کو اپنے حصار میں لیتا پیدل چل پڑتا ہے۔

منہا مسکراتی ہوئی ارد گرد چلتی ہوئی ہوا کو دل سے محسوس کر رہی ہوتی ہے۔

دامیر منہا کو خوش دیکھ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے جس نے اسے اس قابل بنایا کہ وہ کسی کو دوبارہ جینے کی طرف واپس لا سکا۔

دامیر منہا کہ سر بوسا دیتے آسودگی سے مسکرا دیتا ہے۔

💞💞💞💞💞💞💞💞💞💞

"روک جاؤ صوفیہ "اس سے پہلے صوفیہ ان دونوں پر گولی چلاتی اچانک پیچھے سے اسے کسی کی آواز سنائی دیتی ہے۔

لیکن اپنے سامنے باسل کو دیکھ وہ سخت حیرانگی کا شکار ہو جاتی ہے۔

"تم یہاں "صوفیہ حیرانگی سے باسل سے استفسار کرتی ہے۔

"حیران ہو گی نہ، تم شروع سے ہی جانتی ہو کہ ایک مجرم اور پولیس کا آپس میں کتنا گہرا تعلق ہوتا۔"

باسل اس کی طرف گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولتا ہے۔

"تمہاری اس چین میں ٹریکر موجود ہے جو میں نے تمہاری سیفٹی کہ لیے لگوایا تھا لیکن آج مجھے اپنے مجرم کہ پاس پہنچانے میں اس نے میرا بہت ساتھ دیا ہے۔"

باسل غصے سے اس کی طرف دیکھتا ہوا بولتا ہے۔

"تمہیں جو سزا دینی مجھے دیں دینا لیکن اس سے پہلے میں ان دونوں کو ماروں گی جن کی وجہ سے میرے جان سے عزیز ماں باپ مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔

میری آپی اتنے سال کوما میں رہی۔

اپنی طرف سے تو یہ میری آپی کو مارا ہوا سمجھ کر جا چکا تھا لیکن اللہ ابھی آپی کو زندہ رکھنا چاہتا تھا۔

پاپا کہ دوست اس دن پاپا سے ملنے گھر آئے تھے لیکن سامنے مجھے آپی کی نیم مردہ وجود کہ پاس روتا دیکھ اور اپنے دوست اور بہن جیسی بھابی کی لاشیں دیکھ انھیں شدید دکھ ہوتا ہے۔

پھر ان کی مدد سے ہم آپی کو بروقت ہسپتال پہنچانے میں کامیاب ہوئے لیکن آپی تھوڑی دیر بعد ہی کوما میں جا چکی تھی۔

گردیزی انکل نے تب سے آپی اور میرا ایک باپ کی طرح خیال رکھا مجھے پڑھایا اور اتنا مضبوط بنایا کہ میں اپنے سامنے آنے والی ہر مصیبت سے ڈرنے کی بجائے اس کا بہادری سے سامنا کر سکوں۔"

"صوفیہ میں مانتا ہوں انھوں نے تمہارے ساتھ برا کیا ہے لیکن جب قانون ان جیسے مجرموں کو سزا دینے کہ لیے موجود ہے تو ہم کیوں مجرم بنے۔"

باسل اسے سمجھاتا آرام سے اس کہ پاس آتا اس سے گن مانگتا ہے جو صوفیہ ہرگز بھی دینے کو تیار نہیں تھی۔

💢💢💢💢💢💢💢

منہا اچانک چلتی ہوئی روک جاتی ہے۔

"کیا ہوا اس طرح کیوں روک گئی؟" دامیر منہا کو ایک ہی جگہ جما دیکھ اس عمارت کی طرف دیکھتا دیکھ پوچھتا ہے۔

منہا اس کا کوئی بھی جواب دئیے بغیر پانے قدم اس عمارت کی طرف بڑھا دیتی ہے۔

"منہا کہاں جا رہی ہو؟" وہ دامیر کی بغیر کچھ سنے نہ جانے کس کی طرف کھینچی چلی جاتی ہے۔

منہا چلتی ہوئی ایک کمرے کہ سامنے جا کر روک جاتی ہے۔

اندر سے آنے والی آوازوں میں سے کسی کی آواز سن وہ اپنی جگہ ساکت سی ہو جاتی ہے۔
گڑیا منہا جلدی سے دروازہ کھولتی اندر قدم رکھتی ہے لیکن اپنے سامنے سبز آنکھوں والی لڑکی کو دیکھ اسے اپنی گڑیا کا گمان ہوتا ہے۔
منہا ایک ٹرانس کہ کیفیت میں صوفیہ کی طرف بڑھتی ہے۔
دامیر بھی منہا کہ پیچھے اس کمرے میں قدم رکھتا ہے جہاں منہا کو ایک نقاب پوش کہ پاس جاتے دیکھ اس کہ پیچھے بھاگتا ہے۔

گڑیا منہا صوفیہ کہ سامنے کھڑی اس کی سبز آنکھوں میں اپنی نیلی آنسوئوں سے لبریز آنکھیں گاڑے روتے ہوے اس کا نام پکارتی ہے۔
آپی صوفیہ منہا کو اتنے سالوں بعد اپنے سمانے بلکل ڈھیک دیکھ روتے ہوئے اپنے چہرے سے نقاب ہٹاتی ہے۔
منہا کو صوفیہ کو دیکھ اپنا سارا ماضی یاد آجاتا ہے.جس پر وہ روتے ہوئے اس کہ گلے لگ جاتی ہے۔
"میری گڑیا ماشاءاللہ سے اتنی بڑی ہوگی۔"
بہنوں کہ پیار کو دیکھ باسل اور دامیر کی آنکھوں میں بھی آنسو آجاتے ہیں۔

"آپی آپ ڈھیک ہو نہ" صوفیہ منہا کہ چہرے کہ ایک نقش کو چھوتی بولتی ہے۔

"ہاں صوفیہ تمہاری آپی بلکل ڈھیک ہے۔"

اچانک منہا کی نظر مسکراتے ہوئے غفور پر پڑتی ہے جسے دیکھ اس کو دوبارہ سے وہ دن یاد آنے لگتا ہے جب اس جانور نے اس کی عزت کو نوچا تھا۔

"صوفیہ ی۔۔۔۔۔۔ یہ وہی ہے" منہا غفور کی طرف اشارہ کرتی ہوئے کہتی ہے۔

منہا کہ اشارے پر دامیر ساری صورت حال سمجھ جاتا ہے.جس پر وہ سخت غصے میں غفور کی طرف بڑھتا اس کو بے دردی سے مارنے لگتا ہے۔

"چھوڑدو اسے اسے کو قانون سزا دیں گا۔"

باسل فون پر جلدی سے پولیس فورس کو اندر آنے کا کہتا ہے۔

"علی بخش ان کی خوب خاطر مدارت کروں تاکہ جو ابھی تک انھوں نے نہیں اگلا وہ بھی سب بتا دیں۔"

باسل علی بخش کو بولتا ہے جو ان دونوں کو ہتھکڑیاں پہنائے وہاں سے کھینچتے ہوئے لے کر جا رہا ہوتا ہے۔ "چھوڑوں مجھے ایک وزیر کو پکڑ کر تم بہت بڑی غلطی کر رہے ہو۔"

"چپ چاپ چل اتنا وزیر بننے کا شوق ہے تو چل تجھے جیل کا وزیر بناتا ہو۔"

علی بخش اسلم کہ پیٹ پر مکہ مارتے درشگتی سے بولتا ہے۔

آپی صوفیہ دوبارہ اپنے بہن کہ گلے لگ جاتی ہے۔

"بس کریں سالی صاحبہ آپ اپنے ساتھ اینجل کو بھی کتنا رولا رہی ہے۔"

دامیر منہا کو زورا قطار روتا دیکھ فکرمندی سے بولتا ہے۔

"آپی آپ اج ادہر رہی ہے نہ" وہ منہا سے پوچھتی ہے۔

"ہاں میں ادہر رہی تم چلوں نہ میرے ساتھ" منہا اس کو بولتی ہے۔

"آپی میں آپ سے کل ملنے آئوگی ابھی آپ جائے۔"

صوفیہ منہا کا ہاتھ پکڑتے بولتی ہے۔

"یہ کون ہے؟" منہا باسل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس سے پوچھتی ہے۔

صوفیہ ایک نظر باسل کی طرف دیکھتی اس کہ دیکھنے پر نظریں چرا لیتی ہے۔

"آپی یہ میرے شوہر ہے" صوفیہ ہلکی آواز میں منہا سے کہتی ہے۔

"تم نے شادی بھی کرلی" منہا خوشی ہوتے ہوئے صوفیہ سے پوچھتی ہے جس پر وہ ہاں میں سر ہلاتی ہے۔

"چلوں میں چلتی ہو، کل مجھ سے ملنے آنا بلکہ کچھ دن میرے پاس ہی رہنا، ہم کچھ دن ادھر ہی ہے شہر، کیوں دامیر" منہا اپنی بات کہتی دامیر سے تصدیق کہ لیے پوچھتی ہے۔

"ہاں سالی صاحبہ آپ ضرور آئے گا ہمارے گھر" دامیر یہ بولتا صوفیہ کہ سر پر ہاتھ رکھے وہاں سے چلا جاتا ہے۔ "اچھا صوفیہ میں چلتی ہوں، بھائی آپ کا بھی بہت شکریہ جو آپ نے میری بچھڑی بہن کو اپنی زندگی میں شامل کیا۔ "

منہا مسکراتے ہوئے باسل سے بولتی ہے۔

جس پر باسل کہ چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ چھا جاتی ہے۔

منہا دامیر کہ پیچھے ہی اپنے قدم باہر کی طرف بڑھا دیتی ہے۔

💢💢💢💢💢💢💢💢

"اب مجھے گرفتار کر سکتے ہو لیکن مجھے ایک دن کی مہلت دیں دو، میں گردیزی ڈیڈ سے آج بات کرنا چاہتی ہوں اور کل ایک دن آپ کہ ساتھ گزارنی چاہتی ہو۔

پھر بے شک مجھے پھانسی ہو جائے کوئی دکھ نہیں" صوفیہ باسل کو دیکھ جان جاتی ہے اس کو سب کچھ پتا چل چکا ہے۔

"گرفتار تو میں تمہیں ہر حالت میں کروں گا لیکن جیل میں نہیں اپنی زندگی میں کہ اس سے تم کبھی فرار حاصل نہ کر سکوں اور ہمیشہ میرے سانسوں سے بھی زیادہ قریب رہو۔ "

باسل صوفیہ کو کمر سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچتا گھمبیر لہجے میں کہتا ہے۔

"مطلب میں سمجھی نہیں۔"

"اتنے صفائی سے قتل کرتی ہو اور یہ بات سمجھ میں نہیں آئی، تم نے جن لوگوں کو مارا ہے وہ کسی نہ کسی برے کام میں ملیوس تھے۔

جو گزر گیا اسے میں بھول چکا ہوں تو بھی بھول جاؤ لیکن دوبارہ تم ان کاموں میں نہیں پڑوں گی کیونکہ کوئی جتنا مرضی گناہ گار ہو اس کی سزا اسے دنیا کی عدالت میں نہ سہی لیکن اللہ کی عدالت میں لازمی مل جاتی ہے۔ پھر ہم کون ہوتے ہے کسی کو مارنے والے۔"

باسل صوفیہ کو سمجھانے والے انداز میں بولتا ہے۔

"یہ بات صرف ہم دونوں کہ درمیان ہی رہے گی نہ تم کسی کو بتاؤ گی اور نہ میں" باسل اس کی طرف دیکھتا ہوا بولتا ہے۔

"میں تمہاری بیوی ہو اس وجہ سے تم مجھے سزا نہیں دیں رہے یا کوئی اور جذبہ بھی شامل ہے۔"

"یہی سمجھ لوں لیکن تمہاری بات کا مطلب تھوڑا سا غلط ہے۔

میں تمہیں سزا اس وجہ سے بھی نہیں دلوا رہا کہ تم نے جو بھی کچھ کیا اپنے غصے اور سالوں کی اذیت کی بنا پر کیا اور اب جب کہ اصل مجرم پکڑے جا چکے ہیں تو کیوں نہ اسے سزا دلوائی جائے۔"

باسل اس کی طرف دیکھتا مسکراتے ہوئے کہتا ہے۔

"کیا تم باسل تلال تقی کی زندگی میں ہمیشہ کہ لیے شامل ہونا چاہو گی۔"

باسل اس کے سامنے اپنا ہاتھ پھیلاتا محبت بھرے لہجے میں بولتا ہے۔

"تم بھول رہے ہو مسٹر باسل کہ میں تمہاری زندگی میں دو مہینے پہلے ہی شامل ہو چکی ہو۔"

"وہ تو مجھے بھی معلوم ہے لیکن اب میں چاہتا ہوں تم میری زندگی میں اپنی دل کی پوری رضامندی کہ ساتھ شامل ہو۔

جہاں تم اس پاک رشتے کو مجبوری میں نہیں بلکہ اپنی دل کی پوری آمادگی کی ساتھ نبھاؤ۔

باسل پر امید سا اسے دیکھنے لگتا ہے.جس پر صوفیہ مسکراتے ہوئے اس کہ ہاتھ پر اپنا نازک ہاتھ رکھتی ہے۔

"میں تم سے بے پناہ محبت کرتا ہو اور یہ محبت شاید تب سے پروان چڑھنا شروع ہوئی جب میں نے تمہیں پہلی بار لیفٹ کہ لیے سڑک پر کھڑے ہوئے دیکھا تھا اور تب سے یہ محبت

نشوونما پاتی آج ایک تناور درخت بن چکی ہے۔" باسل ایک جذب کہ عالم میں صوفیہ سے اپنے دل کا حال بیان کرتا ہے۔

صوفیہ اس کہ اتنے خوبصورت اظہار پر اس کا ہاتھ کبھی بھی نہ چھوڑنے کہ لیے مضبوطی سے پکڑ لیتی۔

❤️❤️❤️❤️❤️

منہا اس عمارت سے نکلتے ہی زاروقطار رونے لگتی ہے۔

"منہا کیا ہوا تم اس طرح کیوں رو رہی ہو؟" دامیر اس کو یوں بڑی طرح روتا دیکھ پریشانی سے پوچھتا ہے۔

"اب آپ مجھے چھوڑ دیں گے نہ" منہا اس کی طرف اپنی روئی نیلی آنکھوں سے دیکھتی ڈرتے ہوئے بولتی ہے۔

"میں کیوں تمہیں چھوڑوں گا" دامیر کہ ماتھے پر منہا کی باتیں سن لاتعداد بل پڑ جاتے ہے۔

"اب آپ ایسی لڑکی کو کیوں اپنی زندگی میں رکھے گے جو پہلے سے ہی"،

"منہا! اس سے آگے ایک لفظ نہیں" دامیر منہا کو دونوں بازوں سے جھنجھوڑتا درشتگی سے بولتا ہے۔

"کیا تمہیں میری بے پناہ محبت پر اتنا ہی یقین ہے جو تمہیں اس بات پر چھوڑ دیں جس میں تمہارا کوئی قصور بھی نہیں۔

میری جان تم اب بھی میری لیے پاک صاف ہو بالکل ایک سیپ کہ موتی کی طرح ،مجھے یہ سچ بہت پہلے ہی پتا چل چکا تھا اور میری محبت اتنی کمزور نہیں کہ محض اس بات کو بنیاد بنا کر تمہیں چھوڑ دوں جس میں تمہارا قصور بھی نہیں۔

میں تم سے اپنی پاک محبت منہ پھیر لوں۔

میں نے تم سے روح کہ گہرائیوں سے محبت کی ہے اور اس جہاں کہ بعد اس جہاں میں بھی کرتا رہوں گا۔"

دامیر آسمان کی طرف اشارہ کرتا منہا کی نیلی آنکھوں میں اپنی بھوری آنکھیں گاڑتا ہوا بولتا ہے۔

منہا اپنے اللہ کا دل میں شکر ادا کرتی دامیر کہ گلے لگ جاتی ہے۔

دامیر اس کو کسی قیمتی متاع کی طرح اپنے سینے میں بھینچ لیتا ہے۔

دو سال بعد :۔

ان چند سالوں میں بہت کچھ بدل چکا تھا غفور اور اسلم اپنے انجام کو پہنچ چکے تھے اور یہ ازل سے ایک واضح حقیقت ہے انسان اپنا بویا اس دنیا میں ہی کاٹ کر جائے گا۔ غفور اور اسلم بھی اپنے کرموں کا بویا اج جیل کی سلاخوں کہ پیچھے چیخیاں چلاتے ہوئے کاٹ رہے تھے۔

- -

منہا اور دامیر کی زندگی میں سال پہلے ننھی سی زالے نے آکر ان کی زندگی کو مکمل کر دیا تھی۔
جو سب کی آنکھوں کا تارا تھی اور صوفیہ کی اپنی بھانجی میں جان بستی تھی۔
جب زالے اپنی توتلی زبان میں 'تالہ 'کہتی تو صوفیہ اس کی گالے چٹا چٹ چھوم لیتی تھی۔

- -

"باسل پریشان نہ ہو اللہ سب بہتر کریں گا۔"
دامیر باسل کو ایمرجنسی وارڈ کہ سامنے بے چینی سے چلتا دیکھ بولتا ہے۔
"ہاں بھائی دامیر بلکل ڈھیک کہہ رہے ہے۔"
منہا زالے کو اپنی گود میں اٹھائے اس کہ پاس آتی بولتی ہے۔
سخت پریشانی میں بھی ان دنوں کی تسلی دینے پر باسل کو کچھ ڈھارس سی محسوس ہوتی ہے۔

جیسے ہی ایمرجنسی وارڈ سے ڈاکٹر باہر قدم رکھتا ہے باسل فوراڈاکٹر کہ پاس آتا ہے۔

"ڈاکٹر میری وائف کیسی ہے۔"

باسل بے چینی سے ڈاکٹر سے استفسار کرتا ہے۔

"آپ کی وائف بالکل ڈھیک ہے۔"

باسل ڈاکٹر کی بات سنتے ہی اللہ کا شکر ادا کرتا ہے جس نے اس نازک مرحلے میں بھی اس کا ساتھ دیا۔

"آپ کو بہت بہت مبارک ہو، آپ ماشاءاللہ چھ بچوں کہ باپ بن چکے ہے۔

ڈاکٹر باسل کہ کندھے پر ہاتھ رکھتے مسکراتے ہوئے بولتا ہے۔

باسل جو صوفیہ کہ صیح سلامت ہونے پر اپنے آپ کر پر سکون سا محسوس کر رہا ہوتا ہے۔

ڈاکٹر کی یہ بات سن کر حیرانگی سے ان کی طرف دیکھنے لگتا ہے۔

"کیا! ڈاکٹر میں اور چھ بچوں کا باپ"، باسل بے یقینی سے ڈاکٹر سے پوچھتا ہے جس پر ڈاکٹر باسل کی فیلنگ سمجھتے اثبات میں سر ہلاتے ہے۔

باسل ڈاکٹر کہ ہاں کہنے پر جلدی سے روم میں داخل ہوتا ہے جہاں تین نرسیں اس کہ دو دو بچوں پکڑیں کھڑی ہوئ ہوتی ہے۔

باسل اپنے بچوں پر مسکراتی ہوئ نظر ڈالتا جلدی سے صوفیہ کی طرف بڑھتا ہے۔

صوفیہ باسل اس کا ہاتھ پکڑتے اس کی طرف دیکھتا ہے۔ صوفیہ اس کی آواز پر آہستہ سے اپنی آنکھیں کھولتی ہے۔ باسل اس کہ ہوش میں آتے ہی جلدی سے اس کہ سر پر بوسا دیتا ہے۔

"تھنکیو سو سوچ تم نے مجھے دینا کا سب سے حسین تحفہ ان بچوں کی صورت میں دیا ہے۔"

صوفیہ اس کی بات پر ہلکا سر مسکراتی ہے۔

منہا اور دامیر بھی روم میں قدم رکھتے ہے۔

"واہ یار ہم کہتے تھے زالے کہ ساتھ کھیلنے کہ کیے ایک اور بچہ آجائے گا لیکن یہاں تو ماشاءاللہ سے بچوں کو لائن لگ گئ۔"

دامیر باسل کہ کندھے پر ہاتھ رکھتا بولتا ہے۔

صوفیہ دامیر کہ باتوں پر آنکھیں پھاڑے باسل کی طرف
دیکھتی ہے جو مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلاتا ہے۔

"جیسے کہنا چاہ رہا ہو میری زہریلی ناگن یقین آگیا اس بات پر کہ تم چھ بچوں کی اماں بن چکی ہو۔

" دیکھ لوں تمہیں مجھ سے یہی گلہ ہوتا ہے کہ میں تم سے پیار نہیں کرتا، میں تم سے بے پناہ محبت کرتا ہوں جس کا ثبوت ہمارے یہ بچے ہے۔ "

باسل صوفیہ کہ کان کہ پاس جھکتے ہوئے معنی خیز سرگوشی کرتا اس کا چہرہ اپنے بچوں کی طرف کرتا ہے۔ جو نرسوں کی گود میں ہوتے ہیں۔

باسل آہستہ سے نرس سے دو بچے لیتا انھیں غور سے دیکھتا ہے جن میں سے ایک بچے کی آنکھیں اس کی طرح ہی گہری کالی ہوتی ہے اور دوسرے بچے کی سبز آنکھیں ہوتی ہے جو ٹوکر ٹوکر باسل کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔

"اپنی ماں پہ چلا گیا ہے" باسل دونوں کہ سر پر بوسا دیتا آرام سے انھیں صوفیہ کو پکڑاتا ہے۔

صوفیہ دونوں بچوں کو اپنے سینے سے لگاتی ان کہ ماتھے پر باری باری بوسا دیتی ہے۔

"ماشاءاللہ سے آپ کہ چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئی ہے۔" دوسری نرس باسل کو دو اور بچے پکڑاتی مسکراتے ہوئے بولتی ہے۔

دامیر تیسری موجود نرس سے دونوں بچے لیتا ان کہ سر پر بوسا دیتا ہے۔

"ویسے غور کیا جائے تو تین بچوں کی آنکھیں بالکل باسل پر گئ ہے اور باقی کی صوفیہ پر" دامیر ان دونوں بچوں کو دیکھتا باسل اور صوفیہ سے بولتا ہے جو خوشی سے لبریز چہرے سے ایک دوسرے کی طرف محبت بھری نظروں سے دیکھ رہے ہوتے ہے۔

صوفیہ دل میں اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتی ہے جس نے اس نے انھیں اتنے بڑے انعام سے نوازا بے شک اللہ اگر اپنے بندے کو آزماتا ہے تو وہی پر اس کو انعام میں بیش بہا نعمتوں سے بھی نوازتا ہے۔

"بہت بہت مبارک ہو گڑیا اب تو تم ماشاءاللہ سے ماں کہ درجے پر فائز ہو چکی ہو۔"

منہا صوفیہ کو گلے لگائے پیار سے کہتی ہے۔

صوفیہ اور باسل باری پانے ہے بچے کو پکڑتے سینے سے لگاتے ان کہ سر پر پیار بھرا بوسا دیتے ہے۔

دمایر اور منہا روم سے باہر نکل جاتے ہے۔

نرسیں بچوں کو چیک اپ کہ لیے اپنے ساتھ لے جاتی ہے۔

"کیا ہوا تم رو کیوں رہی ہو؟"

باسل صوفیہ کو روتا دیکھ پریشانی سے استفسار کرتا ہے۔ صوفیہ کچھ بھی کہے بغیر باسل کہ لگے لگ جاتی ہے۔ "میں بہت خوش ہو باسل لیکن مجھے صدف مما کی اس وقت سخت یاد آرہی

ہے کاش وہ اس خوبصورت موقعے پر ہمارے ساتھ ہوتی انھیں کتنا ارمان تھا دادی بننے کا

صوفیہ روتے ہوئے باسل سے بولتی ہے۔

اس کی بات پر باسل کہ بھی آنسو نکل پڑتے ہے۔

"مت رو مما اتنی ہی عمر لکھوا کر آئی تھی اللہ ان کی آگے کی منزلیں آسان کریں۔"

باسل اس کی کمر سہلاتا تسلی دیتا ہے۔

"ویسے تمہیں میری محبت پر اب تو یقین آ گیا نہ" باسل اس کو معنی خیز لہجے میں بولتا ہے

جس پر صوفیہ اس کی کمر مکہ مارتے خوبصورتی سے مسکرا دیتی ہے۔

"یقین تو مجھے تب ہی آگیا تھا جب تم نے مجھے اپنی زندگی میں شامل کیا تھا۔"

صوفیہ اس سے الگ ہوتی کا اس کا چہرا اپنے نازک ہاتھوں میں پکڑیں اس کہ سر پر بوسا دیتے

ہوئے محبت سے پر لہجے میں بولتی ہے۔

دو سال بعد صوفیہ کی طرف سے پیش قدمی پر باسل ساکت سا ہو جاتا ہے لیکن پھر خوبصورتی

سے مسکراتے ہوئے اس کہ سر پر عقیدت بھرا بوسا دیتے اس کو اپنے سینے سے لگا لیتا

ہے۔

ختم شد۔